

اولیاء اللہ کی پہچان

تالیف

المعروف و المذکور مفتی محمد رفیع

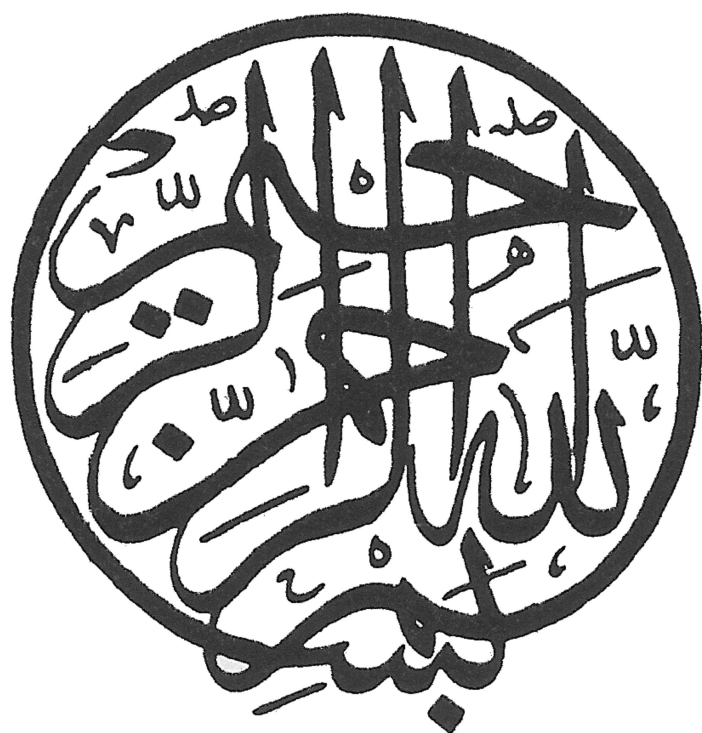
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِٖ
 وَصَحْبِهِٗ وَسَلَّمَ وَخَصِّصْ لِّمَنْ يَّسَعِيْ فِيْ
 اَعْمَالِهِ الْاَسْمَاءَ الْاَوْلِيَاءَ



پیشکش کنندہ: مولانا مفتی محمد رفیع

القسم السنہ پبلیکیشنز لاہور

www.ircpk.com



فہرست مضامین

تقریظ ----- 19

اللہ تعالیٰ اور اس کے ولی

باب نمبر 1 معرفت الہی ----- 31

باب نمبر 2 اسمائے حسنیٰ سے اللہ تعالیٰ کی معرفت ----- 35

باب نمبر 3 اولیاء اللہ ----- 103

❁ اولیاء اللہ کون؟ ----- 103

❁ ان کا ایمان کیسا ہوتا ہے؟ ----- 104

❁ ایمان کے بدلے میں اللہ کا انعام ----- 105

❁ اولیاء اللہ کا کردار اور ان کا تعلق خالق و مخلوق کے ساتھ ----- 108

❁ مومنین کو ہدایات اور اہل اہواء کا کردار ----- 111

❁ اللہ کس کا ولی ہے؟ ----- 114

❁ مومنین کن کو دوست بنائیں؟ ----- 115

❁ جو اللہ کا ولی بننے کی کوشش نہیں کرتا ----- 117

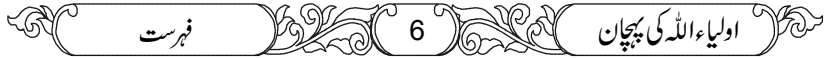
❁ اولیاء اللہ کی راتیں اور ان کا ابدی ٹھکانہ ----- 117



- 119 ----- ❀ اولیاء اللہ کی امتیازی صفات
- 121 ----- ❀ باب نمبر 4 حقیقی اولیاء اللہ مؤمن اور متقی ہیں
- 122 ----- ❀ عزت دار اور مؤمن کون ہوتا ہے؟
- 123 ----- ❀ کن چیزوں پر ایمان ضروری اور مؤمنین کی دعا
- 124 ----- ❀ مؤمن متقی اور خرچ کرنے والا ہوتا ہے
- 126 ----- ❀ ان چیزوں پر ایمان لانا کامیابی کی ضمانت ہے
- 128 ----- ❀ مؤمن متقی، سیدھی بات کہنے والا اور توبہ کرنے والا ہوتا ہے
- 128 ----- ❀ ایمان روشنی ہے
- 131 ----- ❀ باب نمبر 5 اللہ تعالیٰ کی محبت
- 131 ----- ❀ اللہ کن لوگوں سے محبت نہیں فرماتا
- 135 ----- ❀ باب نمبر 6 اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا
- 135 ----- ❀ اللہ سے محبت کی دلیل کیا ہے؟
- 136 ----- ❀ اولیاء الرحمن اور اولیاء الشیطان کے کام اور دونوں کا انجام
- 138 ----- ❀ ولی، اللہ سے کتنی محبت کرتا ہے
- 139 ----- ❀ اللہ کے ولی بن گئے ہوتو
- 141 ----- ❀ باب نمبر 7 اولیاء اللہ کی خصوصیات
- 141 ----- ❀ اتباع رسول اللہ ﷺ
- 141 ----- ❀ نبی کریم ﷺ سے محبت
- 143 ----- ❀ نفلی و فرضی روزوں کا اہتمام
- 145 ----- ❀ صدقہ و خیرات کرنا



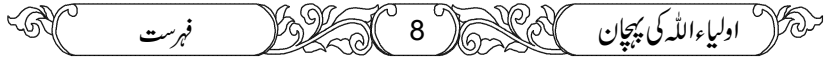
- 147 ----- ❀ استغفار
- 148 ----- ❀ اللہ کا ذکر کرنا
- 149 ----- ❀ توبہ کرنا
- 150 ----- ❀ رجوع الی اللہ
- 151 ----- ❀ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا
- 153 ----- ❀ خوفِ الہی رکھنا
- 154 ----- ❀ صبر و تحمل
- 155 ----- ❀ عمل صالح کرنا
- 156 ----- ❀ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ رہنا
- 156 ----- ❀ اگر غافل ہو گئے تو
- 157 ----- ❀ امر بالمعروف ونہی عن المنکر
- 157 ----- ❀ موت کو یاد کرنا اور آخرت کی فکر کرنا
- 158 ----- ❀ نمود و نمائش سے دُور رہنا
- 160 ----- ❀ جھگڑا چھوڑ دینا
- 161 ----- ❀ امانت و دیانت دار ہونا
- 162 ----- ❀ فواحش سے دُور رہنا
- 163 ----- ❀ پوشیدہ اور ظاہر گناہوں سے بچنا
- 164 ----- ❀ اللہ تعالیٰ کی رضا کا متلاشی رہنا
- 165 ----- ❀ خیر خواہی اور بھلائی کرنا
- 165 ----- ❀ شکر گزار ہونا



- 167 ----- عہد پورا کرنا ❀
- 168 ----- مخلص ہونا ❀
- 169 ----- انصاف پسند ہونا ❀
- 169 ----- انصاف پسندی کے ساتھ ساتھ ❀
- 170 ----- اعتدال پسند ہونا ❀
- 171 ----- احسان کرنا ❀
- 171 ----- صلہ رحمی کرنا ❀
- 172 ----- نماز کی پابندی کرنا ❀
- 173 ----- ثابت قدم رہنا ❀
- 175 ----- اوّل فرصت میں فریضہ حج ادا کرنا ❀
- 175 ----- شرک سے بچنا ❀
- 177 ----- مشرک کا انجام ❀
- 178 ----- اللہ کی راہ میں مال و جان قربان کرنا ❀
- 179 ----- قرآن حکیم کی تلاوت کرنا ❀
- 181 ----- صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ❀
- 181 ----- اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا ❀
- 182 ----- رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنا ❀
- 183 ----- اچھا اخلاق ❀
- 184 ----- با وضو رہنا ❀
- 185 ----- نماز تہجد کا اہتمام کرنا ❀



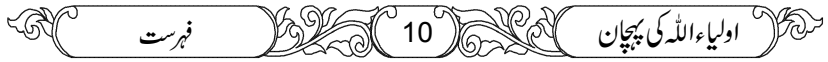
- 186 ----- ❁ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرنا
- 187 ----- ❁ قول میں سچا ہونا
- 188 ----- ❁ اللہ تعالیٰ کی پسند کو محبوب رکھنا
- 188 ----- ❁ اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدہ چیزوں سے نفرت کرنا
- 189 ----- ❁ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے دشمنی کرنا
- 190 ----- ❁ اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنا
- 190 ----- ❁ صرف اچھی بات کرنا
- 192 ----- ❁ محبت اور خوفِ الہی سے آنکھوں میں آنسو بہانا
- 193 ----- ❁ غصہ پی جانا اور درگزر کرنا
- 193 ----- ❁ اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو آباد کرنا
- 195 ----- ❁ صرف اللہ تعالیٰ کو پکارنا
- 197 ----- ❁ دیدارِ الہی کا شوق رکھنا
- 198 ----- ❁ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دینا
- 200 ----- ❁ باب نمبر 8 اللہ تعالیٰ کے اپنے اولیاء پر انعامات
- 200 ----- ❁ جنت الفردوس
- 201 ----- ❁ بڑے ثواب اور اچھی جزا کا وعدہ
- 202 ----- ❁ بخشش کا وعدہ
- 203 ----- ❁ اللہ تعالیٰ اپنے مخلصین اولیاء کا اجر ضائع نہیں کرتا
- 204 ----- ❁ خوف اور غم سے نجات
- 206 ----- ❁ عمدہ رزق



- 206 ----- ❁ گناہ مٹا دیے جائیں گے
- 208 ----- ❁ دنیا اور آخرت میں اللہ کا فضل
- 209 ----- ❁ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا سایہ عطا کرے گا
- 210 ----- ❁ بڑی کامیابی ملے گی
- 211 ----- ❁ اللہ تعالیٰ کی دوستی
- 212 ----- ❁ فلاح اور نجات
- 213 ----- ❁ صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی
- 214 ----- ❁ اچھا انجام
- 215 ----- ❁ دیدارِ الہی
- 216 ----- ❁ رضائے الہی
- 217 ----- ❁ نیک لوگوں میں داخلہ
- 219 ----- ❁ برائیوں کے بدلے نیکیاں ملیں گی
- 221 ----- ❁ اللہ تعالیٰ ان کو اپنا ساتھی بنا لے گا
- 222 ----- ❁ اللہ تعالیٰ کی مدد
- 223 ----- ❁ قربِ الہی
- 225 ----- ❁ باب نمبر 9 انبیاء کرام علیہم السلام اللہ کے دوست ہیں
- 230 ----- ❁ 1- سیدنا آدم علیہ السلام
- 233 ----- ❁ آدم علیہ السلام کا احترام نہ کرنے پر ابلیس کا دھتکارے جانا اور آدم علیہ السلام کو چند ہدایات
- 235 ----- ❁ آدم علیہ السلام کا جنت سے نکالا جانا
- 236 ----- ❁ اللہ کی راہنمائی



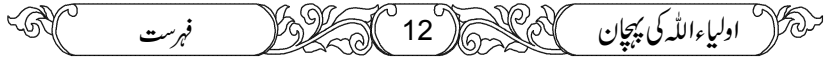
- 236 ----- ❁ آدم علیہ السلام کی دعا و معافی
- 237 ----- ❁ سیدنا ادریس علیہ السلام
- 237 ----- ❁ سیدنا ادریس علیہ السلام کا مقام و مرتبہ
- 238 ----- ❁ سیدنا نوح علیہ السلام
- 238 ----- ❁ سیدنا نوح علیہ السلام کے بارے میں
- 239 ----- ❁ سیدنا نوح علیہ السلام کی دعوت اور قوم کی حالت
- 239 ----- ❁ نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم اور سواروں کی ترتیب
- 240 ----- ❁ منزل مقصود پر پہنچنے کی دُعا
- 240 ----- ❁ قوم کا انجام، نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں پر اللہ کا احسان
- 241 ----- ❁ عذاب کی ہولناکی اور بیٹے کی بدبختی
- 243 ----- ❁ نوح علیہ السلام کی دعا اور اللہ کا انعام
- 243 ----- ❁ سیدنا ہود علیہ السلام
- 244 ----- ❁ ہود علیہ السلام کی دعوت اور قوم کے اعتراضات
- 245 ----- ❁ ایمان نہ لانے والوں کو عذاب کی اطلاع اور ایمانداروں کا انجام خیر
- 246 ----- ❁ قوم کی ہلاکت کے اسباب
- 246 ----- ❁ ریت کے ٹیلوں پر ہود علیہ السلام کا وعظ و نصیحت کرنا
- 247 ----- ❁ لامسمیٰ کی وجہ سے قوم کا عذاب کو دیکھ کر خوش ہونا
- 248 ----- ❁ سیدنا صالح علیہ السلام
- 248 ----- ❁ قوم کو دعوت اور اللہ کی نشانی اونٹنی کے بارے میں نصیحت
- 249 ----- ❁ قوم کے لوگوں کی بدبختی



- 6۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام ----- 250
- ✽ قوم کو دعوت اور بت شکنی ----- 250
- ✽ قوم کی ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کی کوشش اور آگ کا ٹھنڈا ہو جانا ----- 252
- ✽ والد کو دعوت اور والد سے علیحدگی ----- 252
- ✽ ابراہیم علیہ السلام کی تعریف بزبان قرآن ----- 254
- ✽ ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد کا طرز زندگی و منج ----- 254
- ✽ آزمائش کے بعد امامت کا ملنا ----- 255
- ✽ دین ابراہیم ----- 256
- 7۔ سیدنا اسماعیل علیہ السلام ----- 256
- ✽ اسماعیل علیہ السلام کی والد کی فرمانبرداری اور اللہ کی راہ میں فدا ہونے کی تڑپ ----- 256
- 8۔ سیدنا اسحاق علیہ السلام ----- 258
- ✽ اسحاق علیہ السلام کی پیدائش ----- 259
- 9۔ سیدنا شعیب علیہ السلام ----- 260
- ✽ قرآن سے ان کا تعارف اور ان کی دعوت کا بیان ----- 260
- 10، 11۔ سیدنا یعقوب علیہ السلام و سیدنا یوسف علیہ السلام ----- 262
- ✽ یوسف علیہ السلام کا خواب اور احسانات باری تعالیٰ ----- 263
- ✽ گٹھ جوڑ اور سازش ----- 264
- ✽ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا اعتماد دلانے کی کوشش کرنا اور والد کے خدشات ----- 265
- ✽ یوسف علیہ السلام کنویں میں اور بھائی روتے ہوئے ----- 266
- ✽ یوسف علیہ السلام بازار مصر میں ----- 267



- 268 ----- ❁ ملکہ کی چالبازیاں اور اللہ کی مدد
- 269 ----- ❁ یوسف علیہ السلام مصر کی عورتوں کے سامنے
- 271 ----- 12- سیدنا ایوب علیہ السلام
- 273 ----- ❁ ایوب علیہ السلام کا اللہ کا ادب، اور اللہ کی رحمت کی برکھا
- 274 ----- 13- سیدنا یونس علیہ السلام
- 274 ----- ❁ یونس علیہ السلام کی دُعا
- 275 ----- ❁ یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ سے نجات پانا
- 276 ----- ❁ یونس علیہ السلام پر رب کا احسان اور چن لیا جانا
- 277 ----- 14، 15- سیدنا موسیٰ و سیدنا ہارون علیہما السلام
- 278 ----- ❁ موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو نبوت ملنا
- 278 ----- ❁ طور سینا پر رب سے کلام اور معجزات کا ملنا
- 280 ----- ❁ معجزات موسیٰ علیہ السلام کی تعداد
- 280 ----- ❁ جادو گروں کا ایمان لانا اور فرعون کا انتقام
- 282 ----- ❁ موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو وحی کی روشنی عطا ہونا
- 282 ----- ❁ موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کی کتاب کے ساتھ ان کی قوم کا سلوک
- 283 ----- ❁ تورات کا تعاف
- 283 ----- ❁ موسیٰ و ہارون علیہما السلام تبلیغ کے لیے فرعون کے دربار میں
- 285 ----- 16- سیدنا الیاس علیہ السلام
- 285 ----- ❁ الیاس علیہ السلام کی دعوت
- 286 ----- 17- سیدنا داؤد علیہ السلام



- 286 ----- ﴿نبوت کا عطا ہونا اور جالوت کا قتل﴾
- 287 ----- ﴿ان کے لیے اللہ کی طرف سے لوہے کا نرم ہو جانا﴾
- 288 ----- ﴿اللہ تعالیٰ نے پرند اور پہاڑ تابع کر دیے﴾
- 288 ----- 18۔ سیدنا سلیمان علیہ السلام
- 289 ----- ﴿پرندوں اور جانوروں کی زبانوں کو سمجھنا﴾
- 290 ----- ﴿جاسوس پرندے کی اطلاع﴾
- 291 ----- ﴿ہواؤں اور جنوں کا تابع ہونا﴾
- 292 ----- ﴿سلیمان علیہ السلام کی موت اور جنوں کی عاجزی﴾
- 292 ----- ﴿آزمائش کے بعد انعامات﴾
- 293 ----- 19، 20۔ سیدنا زکریا و یحییٰ علیہ السلام
- 294 ----- ﴿دعا زکریا اور پیدائش یحییٰ علیہما السلام اور عطاء نبوت﴾
- 296 ----- ﴿پیدائش یحییٰ علیہ السلام کے آثار﴾
- 298 ----- 21۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام
- 298 ----- ﴿رسالت، دعوت و معجزات﴾
- 300 ----- ﴿عیسیٰ علیہ السلام کو الہ سمجھنے والوں کے لیے تنبیہ﴾
- 301 ----- ﴿عیسیٰ علیہ السلام الہ نہیں بلکہ رسول اور اللہ کے بندے ہیں﴾
- 303 ----- ﴿عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں کا کھانا کھانا ان کے بشر ہونے کی دلیل ہے﴾
- 303 ----- ﴿عیسیٰ علیہ السلام کی روح القدس کے ذریعے مدد کی گئی ہے﴾
- 304 ----- ﴿عیسیٰ علیہ السلام نبی ﷺ کی بشارت دیتے ہیں﴾
- 305 ----- باب نمبر 10 صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) اللہ کے اولیاء ہیں



- 308 ----- ❁ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
- 310 ----- ❁ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ
- 313 ----- ❁ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ
- 313 ----- ❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ
- 314 ----- ❁ سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ
- 315 ----- ❁ سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ
- 316 ----- ❁ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
- 316 ----- ❁ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ
- 317 ----- ❁ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ
- 318 ----- ❁ سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ
- 318 ----- ❁ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
- 320 ----- ❁ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا
- 321 ----- ❁ سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما
- 322 ----- ❁ سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ
- 323 ----- ❁ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ
- 324 ----- ❁ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ
- 325 ----- ❁ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ
- 325 ----- ❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
- 326 ----- ❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
- 327 ----- ❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما



- 327 ----- ❁ سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما
- 328 ----- ❁ سیدنا أسامہ بن زید رضی اللہ عنہما
- 329 ----- ❁ سیدنا انس رضی اللہ عنہ
- 329 ----- ❁ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ
- 330 ----- ❁ سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ
- 330 ----- ❁ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ
- 330 ----- ❁ سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا
- 331 ----- ❁ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ
- 332 ----- ❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
- 334 ----- باب نمبر 11 اولیاء اللہ سے محبت
- 336 ----- ❁ دوستی و دشمنی میں اولیاء اللہ کا طرز عمل
- 343 ----- باب نمبر 12 اللہ تعالیٰ کی اپنے اولیاء سے محبت

شیطان اور اس کے دوست

- 347 ----- باب نمبر 1 شیطان اور اس کی علامات
- 348 ----- ❁ اللہ تعالیٰ کا انتباہ
- 349 ----- ❁ شیطان اور اس کے حواریوں کی بات ماننے والا مشرک ہے
- 350 ----- ❁ قرآن کو چھوڑ کر شیطان کی بات ماننے والا پچھتائے گا
- 350 ----- ❁ شیطان ہر موڑ پر بندے کو راہِ راست سے بھٹکاتا ہے، اور گمراہ کرتا ہے
- 351 ----- ❁ اللہ کا سوال اور شیطان کا جواب



- 351 ----- شیطان کا قیاس ❀
- 353 ----- ابلیس ایک جن ہے ❀
- 354 ----- ابلیس آگ سے پیدا کیا گیا ❀
- 354 ----- شیطان سوچ سمجھ کر دھوکہ دیتا ہے ❀
- 354 ----- شیطان لوگوں کے ساتھ رہتا ہے ❀
- 355 ----- شیطان رسولوں اور تمام بنی آدمی کا دشمن ہے ❀
- 355 ----- شیطان بُری باتوں کی ترغیب دلاتا ہے ❀
- 356 ----- شیطان بدترین ساتھی ہے ❀
- 356 ----- شیطان ہر طرف سے وار کرتا ہے ❀
- 358 ----- شیطان مردود کو تکبر نے جنت سے نکلوا دیا ❀
- 358 ----- شیطان نے سیدنا آدم علیہ السلام کو کس طرح دھوکہ دیا؟ ❀
- 359 ----- انسانو، اپنے ماں باپ کے دشمن سے ہوشیار رہو! ❀
- 359 ----- آدم علیہ السلام کی دعا اور زمین کی طرف سفر ❀
- 360 ----- زمین پر رہنے کے قاعدے کلیے..... ورنہ!! ❀
- 360 ----- اللہ تعالیٰ کے مخلص دوستوں پر شیطان کا وار نہیں چلتا ❀
- 361 ----- شیطان کا وعدہ دھوکے پر مبنی ہے ❀
- 362 ----- قیامت کے دن شیطان مگر جائے گا ❀
- 363 ----- شیطان صبر و تحمل کے ساتھ گمراہ کرتا ہے ❀
- 365 ----- شیطان بُرے اعمال کو خوبصورت بنا کر پیش کرنے میں ماہر ہے ❀
- 366 ----- شیطان لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے ❀
- 367 ----- شیطان بُرائی اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے ❀



- باب نمبر 2 شیطان کے دوست ----- 368
- ❁ شیطان کے دوستوں کا انجام ----- 368
- ❁ سجدہ نہ کرنا ابلیس کا کام ----- 369
- ❁ اللہ کو چھوڑ کر غیر کی عبادت کرنے والا شیطان کا دوست ہے ----- 369
- ❁ شیطان کے حواریوں سے دوستی کرنا والا گمراہ ہے ----- 370
- باب نمبر 3 شیطان کے دوستوں کی نشانیاں ----- 372
- ❁ کتاب اللہ سے منہ موڑنا ----- 372
- ❁ ان کے برعکس مومنوں کا طرزِ عمل ----- 373
- ❁ سنی سنائی باتوں کو ہوا دینا، جھوٹ بولنا، قول و فعل میں تضاد ----- 373
- ❁ اللہ کے سیدھے راستے سے روکنا ----- 374
- ❁ خالی خولی دعوے کرنا ----- 375
- ❁ آزمائش اور تنبیہ کے بعد بھی عبرت حاصل نہ کرنا اور وحی کو ہلکا سمجھنا ----- 375
- ❁ مومن جہاد کے لیے فوراً تیار ہو جاتا ہے ----- 376
- ❁ دھوکہ دینا، ایمان والوں کا مذاق اڑانا اور باطل کو حق پر ترجیح دینا ----- 379
- ❁ عبادت میں خلل ڈالنا ----- 382
- باب نمبر 4 شیطان کے دوستوں کی سزا ----- 383
- ❁ جہنم کا عذاب، اللہ کے دیدار سے محرومی اور نامہ اعمال اُلٹے ہاتھ میں ----- 383
- ❁ آخرت میں جہنم اور دنیا میں ہلاکت و ذلت اور اللہ کی ناراضی و غصہ ----- 384
- ❁ موت کے وقت رسوا کن عذاب کی نوید ----- 387
- ❁ پچھتاوا، اور دردناک عذاب ----- 387
- باب نمبر 5 شیطان مردود سے محفوظ رہنے کے طریقے ----- 389



- 389 ----- ❀ انبیاء علیہم السلام کے واقعات کو پڑھنا
- ❀ دعا کرنا، اللہ سے پناہ طلب کرنا، ہجرت کرنا، جہاد کرنا، اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا اور
- 389 ----- قرآن سے رہنمائی حاصل کرنا
- 392 ----- ❀ شیطان مردود سے اللہ کی پناہ میں آنا
- 394 ----- ❀ شیطان سے محفوظ رہنے کے مزید طریقے
- 396 ----- باب نمبر 6 انسانوں کے روپ میں شیطان کے دوست
- 396 ----- ❀ فرعون و ہامان
- 402 ----- ❀ قارون
- 405 ----- ❀ نمرود
- 409 ----- باب نمبر 7 شیطان کے گمراہ کرنے کے طریقے
- 409 ----- ❀ وسوسہ ڈالنا
- 410 ----- ❀ بھلانا
- 412 ----- ❀ اُمیدیں اور جھوٹے وعدے
- 413 ----- ❀ فقر وفاقہ اور محتاجی کا ڈر
- 414 ----- ❀ اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں سے ڈرانا
- 414 ----- ❀ بُرے اعمال کو مزین کر کے دکھانا
- 415 ----- ❀ صراطِ مستقیم میں رکاوٹ ڈالنا
- 416 ----- ❀ اللہ کی یاد سے غافل کرنا
- 416 ----- ❀ آپس میں پھوٹ ڈالنا
- 418 ----- ❀ شکوک و شبہات پیدا کرنا
- 419 ----- ❀ خواہشات کے پیچھے چلانا



- 421 ----- ❁ بُرائی اور بے حیائی کا حکم دینا
- 423 ----- ❁ کراماتِ اولیاء باب نمبر 8
- 425 ----- ❁ کیا دعاؤں کی قبولیت ولایت کی نشانی ہے؟
- 427 ----- ❁ کیا کشف ولایت کی دلیل ہے؟
- 434 ----- ❁ کراماتِ اولیاء
- 434 ----- ❁ مریم علیہا السلام کی کرامت
- 435 ----- ❁ سیدنا خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کی کرامت
- 436 ----- ❁ خادم رسول ﷺ سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ کی کرامت
- 438 ----- ❁ باب نمبر 9 کیا عرس میلہ تقدس ہے؟
- 441 ----- ❁ کرامات بابا گلاب شاہ اور ان کی حقیقت
- 441 ----- ❁ کرامات کی حقیقت
- 442 ----- ❁ حقیقت خرافات میں کھو گئی
- 442 ----- ❁ اسلام اور قبروں کے عرس
- 447 ----- ❁ آخری گزارش



تقریظ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ، وَنُسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ
مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا
مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ .

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ
مُسْلِمُونَ﴾ (آل عمران: ۱۰۲)

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ
مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي
تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ۝﴾ (النساء: ۱)
﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ يُصْلِحْ لَكُمْ
أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝﴾ (الاحزاب: ۷۰-۷۱)

أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ، وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ
مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، فَإِنَّ
كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَالَّةٌ، الضَّلَالَةُ فِي النَّارِ .

یہ کتاب جو زیور طباعت سے آراستہ ہو کر قارئین کے ہاتھوں میں پہنچی ہے، ”اولیاء اللہ کی
پہچان“ کے نام سے موسوم ہے۔ ”اولیاء“..... ”ولی“ کی جمع ہے، ”ولی“ کا معنی قریب ہے۔ اور
اصطلاح شرع میں ”اولیاء“ سے مراد وہ مخلص اہل ایمان ہیں جو اللہ تعالیٰ کی بندگی اور گناہوں سے

اجتناب کی وجہ سے اس سے قریب ہو جاتے ہیں یعنی مومن جب ایمان اور عمل صالح پر کاربند ہوتا ہے، اور شرک اور دوسرے گناہوں سے دُور رہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ سے قریب ہو جاتا ہے۔

﴿إِنَّا إِنَّا أَوْلِيَاءُ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ (الذین

آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ) ﴿۶۳﴾ (یونس: ۶۲، ۶۳)

”آگاہ رہو! بے شک اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف لاحق ہوگا اور نہ کوئی غم، جو لوگ ایمان لائے تھے اور اللہ سے ڈرتے تھے۔“

بارگاہِ الہی میں ان کے مقام و مرتبہ کا اندازہ فرمائیں:

﴿لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ

اللَّهِ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ (یونس: ۶۴)

”ان کے لیے دنیا کی زندگی میں خوش خبری ہے اور آخرت میں بھی، اللہ کے وعدوں میں تبدیلی نہیں آتی ہے۔ یہی سب سے عظیم کامیابی ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہیں دنیا اور آخرت دونوں جگہ اپنی رحمت، رضا مندی اور جنت کی خوش خبری دی ہے۔ امام ترمذی نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((هِیَ الرُّوْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تُرَى لَهُ .)) ❶

”دنیاوی زندگی میں بشارت سے مراد نیک خواب ہے جو مسلمان دیکھتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں، اولیاء و الصالحین جو اللہ تعالیٰ کو ایک مانتے ہیں، معبودانِ باطلہ کی نفی کرتے ہیں اور صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ ان کے پاس موت کے وقت فرشتے آتے ہیں، اور انہیں اطمینان دلاتے ہیں کہ جو زندگی اب آنے والی ہے، اس کے بارے میں آپ لوگ مطمئن رہیے، اور دنیا میں آپ لوگوں سے جس جنت کا وعدہ کیا گیا تھا،

❶ سنن ترمذی، کتاب الرؤیا، رقم: ۲۲۷۳۔ سلسلۃ الصحیحۃ، رقم: ۱۷۸۶۔

اسے پا کر اب خوش ہو جائیے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾ نَحْنُ أَوْلَىٰ بِكُمُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدْعُونَ ﴿٣١﴾ نَزَّلْنَا مِنْ غَفُورٍ رَحِيمٍ ﴿٣٢﴾﴾

(خم السجدہ: ۳۰ - ۳۲)

”بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس (عقیدہ توحید اور عمل صالح) پر جمے رہے، اُن پر فرشتے اُترتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ تم نہ ڈرو اور غم نہ کرو، اور اس جنت کی خوش خبری سن لو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم دنیا کی زندگی میں تمہارے دوست اور مددگار رہے، اور آخرت میں بھی رہیں گے، اور وہاں تمہیں ہر وہ چیز ملے گی جس کی تمہارا نفس خواہش کرے گا، اور ہر وہ چیز جس کی تم تمنا کرو گے، بڑے معاف کرنے والے، بے حد رحم کرنے والے اللہ کی جانب سے تمہاری میزبانی ہوگی۔“

حافظ ابن کثیر رقم طراز ہیں:

”فرشتے مومنوں سے جان کنی کے وقت کہتے ہیں کہ ہم دنیا میں آپ کے ساتھ رہے ہیں، آپ کی رہنمائی کرتے رہے ہیں، اور اللہ کے حکم سے آپ کی حفاظت کرتے رہے ہیں، اور قیامت کے دن بھی ہم آپ کے ساتھ ہوں گے۔ قبروں میں اور صور اسرافیل کے وقت آپ کے مونس ہوں گے۔ قبروں سے اُٹھائے جانے کے وقت آپ کو اطمینان دلائیں گے، اور ہم آپ کو پل صراط پار کرا کے جنت تک پہنچا دیں گے۔

اور جنت میں آپ لوگوں کو ہر وہ چیز ملے گی جسے آپ کا دل چاہے گا، اور جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی، یہ تمام نعمتیں آپ کے غفور رحیم رب کی

طرف سے آپ کے میزبانی کے لیے ہوں گی۔“ (تفسیر ابن کثیر، تحت هذه الآية)

مزید فرمایا:

﴿لَا يَخْزَنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّهُمُ الْمَلَائِكَةُ﴾

(الانبیاء: ۱۰۳)

”وہ بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کر سکے گی، اور فرشتے انہیں ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔“

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”یقیناً اللہ تعالیٰ کے کچھ برگزیدہ بندے ایسے ہیں جو نہ انبیاء ہیں اور نہ شہداء، قیامت کے دن انبیاء کرام علیہم السلام اور شہداء بھی بارگاہ الہی میں ان کا مقام دیکھ کر ان پر رشک کریں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں ان کے بارے میں بتائیں کہ وہ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ایسے لوگ ہیں جن کی آپس میں محبت صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر ہوتی ہے نہ کہ رشتہ داری اور مالی لین دین کی وجہ سے۔ اللہ کی قسم! ان کے چہرے نور (سے مزین) ہوں گے، اور وہ نور (کے ٹیلوں) پر ہوں گے، انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا جب لوگ خوف زدہ ہوں گے، انہیں کوئی غم نہیں ہوگا، جب تمام لوگ غم زدہ ہوں گے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿إِلَّا إِنْ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾

(یونس: ۶۲)

”خبردار! بے شک اولیاء اللہ پر نہ کوئی خوف ہے، اور نہ وہ رنجیدہ و غمگین

ہوں۔“ ❶

اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء سے محبت کرتا ہے، اور پھر اہل زمین کے دلوں میں ان کی محبت کو

❶ سنن ابو داؤد، کتاب البیوع، رقم: ۳۵۲۷۔ السنن الکبریٰ للنسائی، تفسیر سورہ یونس، رقم:

۱۱۲۳۶۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۵۳۷۔ ابن حبان نے اس کو ”صحیح“ کہا ہے۔

ڈال دیتا ہے۔ اہل زمین ان سے محبت کرنا شروع کر دیتے ہیں، چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا أَحَبَّ اللَّهُ الْعَبْدَ نَادَىٰ جِبْرِيلُ : إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا ، فَأَحْبِبْهُ ، فَيَحِبُّهُ جِبْرِيلُ ، فَيُنَادِي جِبْرِيلُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ ، إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا ، فَأَحْبِبُوهُ ، فَيَحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ، ثُمَّ يُوَضَّعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ .)) ❶

”جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل کو آواز دیتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں، لہذا تو بھی اس سے محبت کر۔ پس جبریل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر جبریل علیہ السلام آسمانی مخلوق میں ندا دیتے ہیں کہ اللہ عزوجل فلاں بندے سے محبت کرتا ہے، لہذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر زمین والوں (کے دلوں) میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔“

اور جو کوئی اولیاء اللہ سے دشمنی رکھے، اللہ تعالیٰ اُس سے اعلانِ جنگ کرتا ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتَهُ بِالْحَرْبِ .)) ❷

”جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے، میں اس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔“

آخرت میں اولیاء اور صالحین دیدارِ الہی کی نعمتِ عظمیٰ کے مستحق ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوں گے۔ چنانچہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد

❶ صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، رقم: ۳۲۰۹۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب،

رقم: ۲۶۳۷۔ مؤطا امام مالک: ۹۵۳/۲، رقم: ۱۷۱۰۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، رقم: ۶۵۰۲۔ صحیح ابن حبان: ۵۸/۲، رقم:

۳۴۷۔ السنن الکبریٰ، للبیہقی: ۲۱۹/۱۰۔

فرمایا: ”اللہ عزوجل جنتیوں سے فرمائے گا: اے جنتیو! وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم تیرے حکم کے سامنے بار بار سر تسلیم خم کر کے دوہری سعادت چاہتے ہیں، ہر قسم کی بھلائی تیرے اختیار میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تم خوش ہو؟ وہ عرض کریں گے: اے رب! ہم خوش کیوں نہ ہوں، تو نے ہمیں وہ کچھ عطا فرمایا ہے جو مخلوق میں سے کسی کو عطا نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا میں تمہیں اس سے بہتر نہ عطا کروں؟ وہ کہیں گے: اس سے بہتر کیا ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے اپنی رضا و خوش نودی تمہیں دے دی۔ اب میں تم پر کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔“^①

روزِ قیامت اولیاء اللہ اور عباد اللہ الصالحین شفاعت کریں گے، اور اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت کو شرف قبولیت بخشے گا، جیسا کہ احادیث سے واضح ہے۔^②

اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے قلوب اور دل تقویٰ کی کانیں ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت فرماتا ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْحَفِيَّ.))^③

”اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے سے محبت رکھتا ہے جو متقی، بے نیاز اور گمنام ہو۔“

اور اگر وہ کسی معاملے میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھالیں تو وہ اسے ضرور پورا کرتا ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((رُبَّ أَشْعَثَ مَدْفُوعٍ بِالْأَبْوَابِ ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبْرَهُ))^④

① صحیح بخاری، کتاب التوحید، رقم: ۷۵۱۸۔ صحیح مسلم، کتاب الجنة وصفة نعيمها، رقم:

۲۸۲۶۔ مسند احمد: ۸۸/۳۔

② صحیح بخاری، کتاب التوحید، رقم: ۷۴۳۷۔ مسند احمد: ۱۶/۳۔

③ صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقائق، رقم: ۲۹۶۵۔ مسند احمد: ۱۶۸/۱۔ شعب الایمان،

للبيهقي، رقم: ۱۰۳۷۰۔

④ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ۲۶۲۲۔ شعب الایمان، للبيهقي، رقم: ۱۰۴۸۲۔

”کتنے ہی ایسے لوگ ہوتے ہیں جو پراگندہ حال ہوتے ہیں، جنہیں دروازوں (کے باہر) سے ہی منع کر دیا جاتا ہے (مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا یہ مقام ہوتا ہے کہ) اگر وہ کسی معاملے میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا لیں تو وہ اسے ضرور پورا فرما دیتا ہے۔“

علماء نے لکھا ہے کہ ولی مستجاب الدعوات ہوتا ہے، یعنی اس کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے، اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اولیاء اللہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

((إِذَا رُؤُوا ذُكِرَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ)) ❶

”جنہیں دیکھ کر اللہ عزوجل یاد آ جائے۔“

افسوس صد افسوس! علمائے سوء اور بدعتی پیروں نے اپنی طمع نفسانی اور دنیا طلبی کی غرض سے ہمارے سادہ لوح عوام کو اپنے مکرو فریب کے جال میں پھانس کر توحید و سنت پر خوب پردہ ڈالا اور شرک و بدعت، کفر و ضلالت کو اس طرح چمکانے کی کوشش کی کہ اپنے زعم باطل میں توحید کے آفتاب کو اس کے سامنے مدہم بنا دیا۔

افسوس! آج کلمہ توحید کے پڑھنے والے توحید کے دشمن ہو رہے ہیں، اور بزرگوں کے بارے میں ایسے عقیدے رکھتے اور ان کی قبروں پر ایسے کام کر رہے ہیں جو بت پرست، اپنے بتوں کے مندروں میں کرتے تھے۔ سخت حیرت اور بے حد تعجب کا مقام ہے کہ شرک کو اسلام اور کفر کو ایمان سمجھ لیا گیا۔

آج کے بیشتر کلمہ گو اور مسلمان کہلانے والے اپنے بزرگانِ دین کے ساتھ وہی کچھ کر رہے ہیں جو مشرکین مکہ کیا کرتے تھے، علامہ محمود آلوسی حنفی رقم طراز ہیں:

❶ السنن الکبریٰ، للنسائی، رقم: ۱۱۲۳۵ - کتاب الزہد، لابن المبارک: ۷۲/۱، رقم: ۲۱۷ -

الأحادیث المختارہ: ۱۰۸/۱۰، رقم: ۱۰۵ - مجمع الزوائد: ۷۸/۱۰.

”ہم نے بہت سے مسلمانوں کو دیکھا جو مشرکین کی اس صفت کے ساتھ موصوف ہیں، یعنی جس طرح مشرکین مکہ توحید کے بیان سے کڑھتے اور اپنے معبودوں کے ذکر سے خوش ہوتے تھے، اسی طرح موجودہ مسلمان بھی ان مُردہ بزرگوں کے حالات و کرامات کے تذکروں سے خوش ہوتے ہیں، جن سے حاجات طلب کرتے ہیں اور جنہیں فریاد رسی کے لیے پکارتے ہیں، اور حکایات کا ذبہ اور خرافاتِ باطلہ کے سننے سے خوش ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ ان کے اعتقاد اور ہوائے نفس کے موافق ہوتی ہیں، اور ان واعظوں کو سر آنکھوں پر بٹھاتے ہیں جو ان حکایتوں کو نقل کرتے ہیں، لیکن توحید الہی کے ذکر سے کڑھتے اور تنگ دل ہوتے ہیں، اور جو شخص یہ بیان کرے کہ اللہ تعالیٰ نظامِ عالم کو خود چلاتا ہے کسی کے سپرد نہیں کر رکھا، تو اس سے بھرپور نفرت کرتے ہیں اور اسے بُرے بُرے

القباب سے نوازتے ہیں۔“ (تفسیر روح المعانی: ۱۱/۱۳)

سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ:

﴿وَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ﴾

﴿وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ﴾ (الزمر: ۴۵)

”اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، جب اُن کے سامنے صرف ایک اللہ کا ذکر آتا ہے تو اُن کے دل نفرت کرنے لگتے ہیں، اور جب اللہ کے سوا غیروں کا ذکر آتا ہے، تو یکا یک خوشی سے وہ کھل اُٹھتے ہیں۔“

قارئین کرام! بعض لوگ بارہ اماموں کو، ایک گروہِ پنجتنِ پاک کو اور صوفیاء کائنات کے ذرے ذرے کو الہ ماننے ہیں۔ اور بعض تو ایسے لوگوں کو اپنا ہادی و مرشد اور الہ بنا لیتے ہیں جن کو اپنی ہوش نہیں ہوتی، زندگی میں کبھی نماز کے قریب نہیں گئے ہوتے، اور طہارت تک کی بھی فکر نہیں ہوتی۔ (العیاذ باللہ)

﴿لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ
أَذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَٰئِكَ هُمُ
الْغَافِلُونَ ﴿١٦٩﴾﴾ (الأعراف: ١٧٩)

”ان کے دل ایسے ہیں جن سے (دین اور آخرت کی باتیں) نہیں سمجھتے، اور ان کی آنکھیں ایسی ہیں جن سے (ہدایت کا راستہ) نہیں دیکھتے، ان کے کان ایسے ہیں جن سے (حق بات) نہیں سنتے، یہ لوگ چار پائے جانوروں کی طرح ہیں، بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ، یہی لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔“

اس کتاب میں ہمارے دوستوں نے انہی حقائق پر روشنی ڈالنے کی سعی کی ہے کہ اولاء اللہ اور اولیاء الشیطان میں فرق کیا جائے، اور ثانیاً: اولیاء کو ان کے مقام و مرتبہ پر فائز کیا جائے، ان کے مقام و مرتبہ میں نہ کمی کی جائے، اور نہ زیادتی:

﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ﴾ (النساء: ١٧١)

”اے اہل کتاب! اپنے دین میں غلو نہ کرو۔“

غور فرمائیں! نبی آخر الزمان، سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ غلو سے کس طرح منع فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے اس پر اکتفا نہیں کیا کہ اپنے آپ کو ”محمد رسول اللہ ﷺ“ کہلائیں، بلکہ یہ بھی حکم دیا کہ لوگ ان کے ”بندہ“ ہونے کی شہادت بھی دیں، آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطَرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ إِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ ،
فَقُولُوا: عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ .)) ❶

”تم میری تعریف میں حد سے تجاوز نہ کرو، جیسا کہ نصاریٰ نے ابن مریم کے

❶ صحیح بخاری، کتاب الحدود، رقم: ۶۸۳۰۔ شرح السنۃ، رقم: ۳۶۸۱۔ مسند احمد:

سلسلہ میں غلو سے کام لیا، میں اللہ کا بندہ ہوں، اس لیے مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔“

پس رب، رب ہے..... نبی، نبی ہے..... ولی، ولی ہے..... اور شہید، شہید ہے۔ اس کتاب میں انہی حقائق پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ .

یہ مبارک عمل ہمارے انتہائی قریبی دوستوں ابو حمزہ عبدالحق صدیقی حفظہ اللہ، اور حافظ حامد محمود الخضری حفظہ اللہ کی جہد جمیل ہے۔ علمی مواد ابو حمزہ عبدالحق صدیقی صاحب نے جمع کیا۔ جب کہ اس کی تہذیب، ترتیب، اضافہ جات اور علمی تخریج علی منہج المتقدمین الاخرین فی اللہ حافظ حامد محمود الخضری نے کی۔ کتاب کا مواد قرآن مجید، صحیح احادیث اور اقوال سلف پر مبنی ہے۔ لہذا ہم اسے قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اُمید واثق ہے کہ یہ علمی مجموعہ بہت سوں کی ہدایت کا ذریعہ بنے گا۔ فجزاهم اللہ عنا وعن المسلمین خیر الجزاء ، وأسعدہم فی الدارین ، ووفقہم لمزید ما فیہ حبہ رضاء .

اللہ کے حضور دعا ہے کہ اس کتاب کا نفع عام کر دے، اور اسے قبولِ حسن عطا فرمائے۔
مؤلفین و جملہ معاونین و مساعدين اور ناشر کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین!
وَصَلَّى اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّم

وکتبہ

عبداللہ ناصر رحمانی

سرپرست: انصار السنہ پبلی کیشنز۔ لاہور







باب نمبر 1

معرفت الہی

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، حقیقی معبود صرف ایک اللہ ہے، اس کا کوئی شریک اور ہمسر نہیں ہے۔ صرف اللہ ہی معبودِ برحق ہے، اس کے سوا سب معبود باطل ہیں۔ وہ آسمان و زمین کو پیدا کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ اولاد سے اور اُن اوصاف سے پاک ہے جو مشرک بیان کرتے ہیں۔

آسمان و زمین کی تمام چیزیں اللہ کی حمد بیان کرتی ہیں۔ اللہ کے سب نام اچھے ہیں، اور اللہ لہو و لعب اور عبث کاموں سے بری ہے۔ اللہ تھکان، اؤگھ اور نیند سے بری ہے۔ اللہ کا وعدہ سچا اور پورا ہونے والا ہے۔ اللہ ظلم سے بری ہے، اور بُری باتوں کا حکم نہیں دیتا۔ اللہ بھولتا نہیں۔ وہ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا، اس کو فنا نہیں۔ اللہ کا کلام حق ہے۔ اور دنیا میں کوئی آنکھ اللہ کو نہیں پاسکتی، اللہ کھانے پینے سے بری ہے۔ اللہ حد سے بڑھنے والوں سے محبت نہیں کرتا، اور اللہ کسی قوم سے اپنی دی ہوئی نعمت اس وقت تک نہیں چھینتا جب تک وہ قوم کفرانِ نعمت کی بیماری میں مبتلا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے کلام اور طریق میں تبدیلی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بے پرواہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بندوں کے سب اعمال کی خبر ہے اور وہ انکی حرکات و سکنات کو جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی حمد کا مستحق ہے، اور اس کے پاس ہر چیز کے خزانے موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کے کاموں کو جانتا ہے، اللہ تعالیٰ کو ہر کام اور ہر شے کا علم ہے، اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کی تمام چیزوں کو جانتا ہے، کیونکہ وہ عالم الغیب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری سب باتوں کو جانتا ہے، جو ہم ظاہر کرتے یا چھپاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دلوں کے

حالات سے واقف ہے۔ سب کام اللہ ہی کے حکم سے ہوتے ہیں، فرشتے بھی اللہ کے حکم سے اترتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے ان کو حکم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے بہتر حاکم ہے اور اس کا حکم کوئی نہیں ٹال سکتا۔

اللہ تعالیٰ استہزاء، مکر اور تمسخر کی سزا دیتا ہے۔ اللہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے، اللہ بندوں کو آسانی اور نیکی والی راہ بتلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دین میں تنگی نہیں رکھی، وہ اپنے بندوں کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ جنت، مغفرت اور سلامتی کے گھر کی طرف بلانے اور گناہ بخشنے والا ہے۔

اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول اور خطائیں معاف فرماتا ہے۔ اللہ مصیبتوں، سختیوں سے نجات دینے والا اور اپنے بندوں پر رحم کرنے والا ہے، اس کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ کی رحمت اس کے غصے پر حاوی ہے۔ اگر اللہ لوگوں کو ان کے اعمال اور ظلموں پر پکڑتا تو روئے زمین پر کوئی جاندار زندہ نہ چھوڑتا اور بہت جلد انہیں عذاب دیتا۔ مومنوں پر اللہ خاص رحمت و فضل اور محبت کرنے والا ہے۔ اللہ ہر شے کا کارساز اور اپنے بندوں کا نگہبان ہے۔ اللہ خوف کو امن سے بدلنے پر قادر ہے، اللہ زمین کو پانی سے محروم کرنے پر قادر، بلکہ اللہ چاہے تو سب کو مار کر ایک نئی مخلوق پیدا کر دے۔ اللہ چاہے تو لوگوں کو زمین میں دھنسا دے یا اُن پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دے، اللہ بندوں پر عذاب بھیجنے اور لوگوں کو غرق کر دینے پر قادر ہے۔ اللہ کو کوئی عاجز کرنے والا نہیں۔ اگر رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی چیز چھپی ہوگی تو اللہ اس کو نکال کر لا موجود کرے گا۔ اللہ کے ہاں ساری دنیا کو پیدا کرنا، مارنا اور پھر اٹھانا ایسا ہی ہے، جیسا ایک جان کو پیدا کرنا، مارنا اور دوبارہ زندہ کرنا ہے۔ اللہ کا ہر کام پلک جھپکنے سے پہلے یعنی ”کن“ کہنے سے ہو جاتا ہے۔ مشرق و مغرب اور زمین و آسمان کے خزانوں کی کنجیوں کا مالک اللہ ہی ہے۔ اللہ جس قدر چاہتا ہے، زیادہ یا کم، بہتر یا بے حساب رزق دینے والا ہے۔ اللہ کسی کے ایمان کو ضائع نہیں کرتا، اور اُس کے پاس دنیا و آخرت کا اجر عظیم موجود

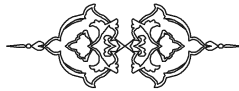
ہے۔ ہر نعمت اللہ ہی کی طرف سے ہے، اور ان نعمتوں کا شمار نہیں کیا جاسکتا، ابن آدم کس کس نعمت کی ناشکری کرے گا؟

ہدایت اور گمراہی سب اللہ ہی کی طرف سے ہے، جسے چاہے گمراہ کرے، جسے چاہے ہدایت دے۔ اور جسے اللہ گمراہ کرے، اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں، اللہ مومنوں کو سیدھی راہ پر لگاتا اور منافقوں اور کافروں کی گمراہی بڑھاتا ہے۔ اللہ بدکاروں، ظالموں، کافروں، جھوٹوں، زیادتی کرنیوالوں اور متکبروں کو ہدایت نہیں دیتا۔ اللہ نیک راہ بیان کیے بغیر کسی کو گمراہ نہیں کرتا، اور کافروں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے۔

اللہ جسے چاہے لڑکا، جسے چاہے لڑکی، اور جسے چاہے دونوں دیتا ہے، اور جسے چاہے کچھ نہ دے، یہ سب صرف اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ اللہ جس پر چاہے رحم کرے، اور جسے چاہے عذاب دے۔ اللہ جسے چاہے عزت دے، اور جسے چاہے ذلت دے۔ اللہ جس پر چاہے احسان کرے اور اس کی توبہ قبول کرے۔ اللہ جسے چاہے اپنی رحمت و فضل سے رسالت کے لیے چن لے، فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جسے چاہے دے۔ اللہ کے کلمات تمام دریاؤں کی سیاہی اور تمام درختوں کی قلموں سے لکھے جائیں، تب بھی ختم نہ ہوں، اللہ بڑی عظمت والا ہے۔ اللہ کے لشکر کو سوائے اس کے کوئی نہیں جانتا۔ اللہ بڑی برکت والا ہے۔ اللہ کی مثل کوئی چیز نہیں اور نہ ہی کوئی اللہ کا ہم نام ہے۔ اللہ بڑی شان اور بڑے درجے والا ہے۔ اللہ عرش پر مستوی ہے۔ اور اس کی کرسی زمین و آسمان پر محیط ہے۔ قیامت کو اللہ کے سامنے کوئی نہ بول سکے گا۔ اللہ ہر روز نئی شان میں ہے۔ اللہ سے سب اہل آسمان و زمین مانگتے ہیں، لیکن اُس کے ہاں کمی نہیں ہوتی۔ اللہ کے ہاں اس کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہیں کر سکتا۔ اللہ کے فیصلے میں کوئی دخل نہیں دے سکتا۔ اور اُس کی پکڑ سخت ہے۔ اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور مددگار نہیں۔ ہر چیز کا انجام اللہ ہی کی طرف سے ہے، اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے، ہر چیز اللہ کی

مطیع ہے۔ آسمان وزمین کی ہر ہر مخلوق اس کے سامنے سر بسجود ہے۔ اللہ کے حکم کے بغیر موت نہیں آسکتی۔ انسان کی مشیت اللہ کی مشیت پر موقوف ہے۔ اللہ جس کی چاہے مدد کرتا ہے، اور مدد اللہ ہی کی طرف سے آتی ہے۔ اللہ آیتیں، مثالیں اور حدیں بیان فرماتا ہے۔ اللہ انسانوں میں سے رسول منتخب کرتا ہے، اور حق کو باطل پر غالب کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نام سے ہی دلوں کو سکون ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس کی ذات عقولِ انسانیہ سے بالاتر ہے۔ اللہ وہ ہے کہ سب اس کے محتاج ہیں۔ اللہ ہی ہے جو رات کو دن اور دن کو رات سے بدلتا ہے، اور اللہ ہی ہے جو آسمانوں سے بارش برساتا ہے۔ اور زمین سے دانہ اُگاتا ہے۔ اللہ ہی ہے جو نور السموات والارض ہے۔ اللہ ہی ہے جس نے اپنی ذاتِ پاک پر رحمت کو لکھ رکھا ہے۔ اللہ ہی ہے جس نے ہمارے آقا و مولیٰ، سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی معرفت اور محبت عطا فرمائے۔ آمین



باب نمبر 2

اسمائِ حسنیٰ سے اللہ تعالیٰ کی معرفت

1۔ اللہ: معبودِ حقیقی

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ﴾ (الحشر: ۲۲)
 ”وہی اللہ ہے، جس کے سوا کوئی معبودِ حقیقی نہیں۔“

2۔ الرَّحْمَنُ: حد سے زیادہ مہربان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَوْ ادْعُوا الرَّحْمَنَ أَيًّا مَا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ
 وَلَا تَجْهَرُوا بِصَلَاتِكُمْ وَلَا تَخَافُ مِنْهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا﴾ ۱۰

(بنی اسرائیل : ۱۱۰)

”کہہ دیجیے کہ اللہ کو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمن کہہ کر، جس نام سے بھی پکارو، تمام اچھے نام اللہ کے ہیں۔ اور اپنی نماز نہ بہت بلند آواز سے پڑھ، اور نہ اسے بالکل پست کر، اور اس کے درمیان کا راستہ اختیار کر۔“

ایک مقام پر فرمایا:

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَنُ أَنَسْجُدُ لِمَا

تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا﴾ ۱۰ (الفرقان : ۶۰)

”ان سے جب بھی کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تو جواب دیتے ہیں کہ رحمٰن کیا ہے؟ کیا ہم اسے سجدہ کریں جس کا تو حکم دے رہا ہے، اور اس (تبلیغ) نے ان کی نفرت میں مزید اضافہ کر دیا۔“

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”مشرکین مکہ کے لیے اللہ کے صفاتی نام رحمٰن و رحیم نامانوس تھے، اور بعض آثار میں آتا ہے کہ بعض مشرکین نے نبی ﷺ کی زبان مبارک سے یا رحمٰن و رحیم کے الفاظ سنے، تو کہا کہ ہمیں تو یہ کہتا ہے کہ صرف اللہ کو پکارو اور خود و معبودوں کو پکار رہا ہے جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔“

”رحمٰن رحیم اللہ کی صفات اور اسمائے حسنیٰ میں سے ہیں، لیکن اہل جاہلیت اللہ کو ان ناموں سے نہیں پہچانتے تھے، جیسا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب نبی کریم ﷺ نے معاہدے کے آغاز پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھوایا تو مشرکین مکہ نے کہا: ہم رحمٰن و رحیم کو نہیں جانتے، لہذا ”باسمک اللہم“ لکھو۔“^①

ایک اور مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ حَشَى الرَّحْمَنَ بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيبٍ﴾ (ق: ۳۳)

(ق: ۳۳)

”اور جو رحمٰن سے بغیر دیکھے ڈر گیا، اور رجوع کرنے والا دل لے کر آیا۔“

3۔ الرَّحِیْمُ: نہایت رحم کرنے والا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِيْٓ إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِٓ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْٓ إِنَّ رَبِّيْٓ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ (یوسف: ۵۳)

(یوسف: ۵۳)

”میں اپنے نفس کی پاکیزگی بیان نہیں کرتا۔ بیشک نفس تو برائی کا حکم دینے والا ہے، مگر یہ کہ میرا پروردگار ہی اپنا رحم کرے۔ یقیناً میرا رب بڑی بخشش اور بہت مہربانی فرمانے والا ہے۔“

اور فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبَ بَّعْضُكُم بَعْضًا يُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢﴾﴾ (حجرات: ١٢)

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بہت سے گمانوں سے بچو، بیشک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں، اور ایک دوسرے کی جاسوسی نہ کرو، اور تم میں سے کوئی ایک دوسرے کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ سو اس سے تم نفرت کرتے ہو، اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ تو بہ قبول کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔“

ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ يَعْمَلْ سُوًّا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١٠﴾﴾ (النسا: ١١٠)

”اور جو کوئی برا کام کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے، پھر اللہ سے بخشش چاہے تو وہ اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔“

مزید فرمایا:

﴿وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۖ أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٥٧﴾﴾ (الانعام: ٥٤)

”اور یہ لوگ جب آپ کے پاس آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں، تو آپ یوں کہہ دیجیے کہ تم پر سلامتی ہے۔ تمہارے رب نے رحم کرنا اپنے آپ پر لازم کر لیا ہے کہ جو شخص تم میں جہالت سے برا کام کر بیٹھے، پھر وہ اس کے بعد توبہ کر لے اور اصلاح کر لے تو یقیناً وہ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ ﴿٩٠﴾﴾

(ہود: ٩٠)

”تم اپنے رب سے استغفار کرو، اور اسی کی طرف جھک جاؤ، یقین مانو کہ رب بڑی مہربانی والا، اور بہت محبت کرنے والا ہے۔“

ایک اور جگہ قرآن میں یوں مذکور ہے:

﴿أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ فَلَا تَمْلِكُونَ لِي مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ هُوَ أَعْلَمُ بِمَا تُفِيضُونَ فِيهِ ۖ كَفَىٰ بِهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۖ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿٨﴾﴾ (احقاف: ٨)

”کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اسے خود گھڑ لیا ہے، آپ فرمادیں! اگر میں نے اسے خود گھڑ لیا ہے تو مجھے اللہ سے (پچانے کا) تم کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے، وہ ان باتوں کو زیادہ جاننے والا ہے، جن میں تم مشغول ہوتے ہو، وہی میرے اور تمہارے درمیان گواہ کے طور پر کافی ہے، اور وہی بے حد بخشنے والا، نہایت

مہربان ہے۔“

نیز فرمایا:

﴿الْأَمَنُ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوءٍ فَإِنِّي غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝۱۱﴾

(النمل: ۱۱)

”لیکن جو لوگ ظلم کریں، پھر اس کے عوض نیکی کریں اس برائی کے پیچھے، تو میں بھی بخشنے والا اور مہربان ہوں۔“

عبدالرحمن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ رحمت، احسان، سخاوت اور کرم کی صفات سے متصف ہے، اس کی رحمت و عطا لامحدود ہے، جو اس کی حکمت کے مطابق ہر موجود کو حاصل ہے، اس میں مومنوں کو وافر اور کامل تر حصہ نصیب ہوا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ﴾

(الاعراف: ۱۵۶)

”میری رحمت ہر شے کو محیط ہے، میں اسے ان لوگوں کے لیے لکھ دوں گا جو تقویٰ اختیار کریں گے۔“

تمام نعمتیں اور احسان اس کی رحمت اور اس کے جود و کرم کا مظہر ہیں اور دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں اس کی رحمت کے نشان ہیں۔“ (تفسیر السعدی)

4۔ الْمَلِكُ: حقیقی بادشاہ

کائنات کا حقیقی بادشاہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بابرکات ہے، قرآن اس کو یوں بیان کرتا ہے:

﴿وَتَبَرَّكَ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَ الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۝۱۵﴾

عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ ۝ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۱۵﴾ (الزخرف: ۸۵)

”اور وہ بہت برکت والا ہے، وہ جس کے پاس آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہی ہے، اور اس کی بھی جوان دونوں کے درمیان ہے، اور اسی کے پاس قیامت کا علم ہے، اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے۔“

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

﴿يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ ۝۱۹﴾

(انفطار: ۱۹)

”جس دن کوئی شخص کسی شخص کا مالک نہ ہوگا (کچھ بھلا نہ کر سکے گا)، اس دن حکم اللہ ہی کا ہوگا۔“

5۔ الْقُدُّوسُ: پاک، نہایت پاکیزہ، ہر عیب اور نقص سے پاک

اللہ تعالیٰ کے پیارے ناموں میں سے ایک نام ”القدوس“ بھی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ

الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۝۱﴾ (الجمعه: ۱)

”اللہ کا پاک ہونا بیان کرتی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے، (جو) بادشاہ ہے، بہت پاک ہے، سب پر غالب ہے، کمال حکمت والا ہے۔“

6۔ السَّلَامُ: سلامتی والا، سلامتی دینے والا، سراسر سلامتی

قرآن مجید کی متعدد آیات کریمہ اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ سلامتی والا ہے، ذیل میں ہم چند آیات ذکر کرتے ہیں:

﴿سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبِّ رَحِيمٍ ۝۵۸﴾ (یس: ۵۸)

”مہربان پروردگار کی طرف سے انھیں سلام کہا جائے گا۔“

﴿ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ۝٦٩ ﴾ (الانبیاء: ٦٩)

”ہم نے کہا: اے آگ! تو ابراہیم پر سراسر ٹھنڈی اور سلامتی بن جا۔“

﴿ الَّذِينَ تَتَوَفَّيْهُمْ أَلِهَتُهُمْ طَيِّبِينَ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ۖ

ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝٣٢ ﴾ (النحل: ٣٢)

”فرشتے اس حال میں ان کی (روح) قبض کرتے ہیں جو کہ پاک ہوتے ہیں، کہتے

ہیں: سلام ہو تم پر جنت میں داخل ہو جاؤ اس کے بدلے جو تم کیا کرتے تھے۔“

7۔ اَلْمُؤْمِنُ: امن دینے والا، ایمان دینے والا، تصدیق کرنے والا:

اللہ تعالیٰ کی ذات ہی حقیقی امن دینے والی ہے۔ درج ذیل آیات اس امر پر دلالت

کرتی ہیں:

﴿ وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ

لَعَنِتُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ

إِلَيْكُمْ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ ۝٧ ﴾

(الحجرات: ٧)

”اور جان لو کہ بے شک تم میں اللہ کا رسول موجود ہے، اگر وہ بہت سے کاموں

میں تمہارا کہا مان لے تو یقیناً تم مشکل میں پڑ جاؤ، اور لیکن اللہ تعالیٰ نے ایمان کو

تمہارے لیے محبوب بنا دیا، اور اسے تمہارے دلوں میں مزین کر دیا، اور کفر، گناہ

اور نافرمانی کو تمہارے لیے ناپسندیدہ بنا دیا، یہی لوگ راہ راست پر گامزن ہیں۔“

اور فرمایا:

﴿ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ

وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۖ

أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ
جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا
عَنْهُ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٢٢﴾

(المجادلہ: ۲۲)

”تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور آخرت کے دن پر کہ وہ اس سے دوستی رکھتے ہوں، جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی، خواہ وہ ان کے باپ دادا ہوں یا ان کے بیٹے ہوں، یا ان کے بھائی ہوں، یا ان کے کنبے والے ہوں، یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے، اور انہیں اپنی طرف سے ایک روح کیساتھ قوت بخشی ہے اور وہ انہیں (ان) باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، ان سے اللہ راضی ہوا، اور وہ اس سے راضی، یہی لوگ اللہ کا گروہ ہیں، خوب یاد رکھو، اللہ کا گروہ ہی (دو جہان میں) کامیاب ہونے والا ہے۔“

8۔ الْمُهَيِّمِينَ: نگہبانی کرنے والا، محافظ، نگران

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ
وَمُهَيِّئًا عَلَيْهِ فَاحِشَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ
عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ ط﴾ (المائدہ: ۴۸)

”اور ہم نے آپ ﷺ کی طرف حق کے ساتھ یہ کتاب نازل فرمائی ہے، جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ ہے، سوان کے درمیان فیصلہ کریں اس سے جو اللہ نے نازل کیا، اور ان کی خواہشات کی پیروی

نہ کر اس سے ہٹ کر جو حق میں سے تیرے پاس آیا ہے۔“

9۔ الْعَزِيزُ: سب پر غالب، غلبہ دینے والا

اللہ تعالیٰ کی ذات ہی سب پر غالب ہے، اور غلبہ دینے والی ہے۔ قرآن مجید کی درج ذیل آیات اس حقیقت کو کھول کر بیان کرتی ہیں:

﴿الَّذِينَ أَخْرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۖ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَفُتَّتْ صَوَامِعُ وَبَيْعٌ وَصَلَوَاتُ ۚ وَمَسْجِدٌ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۚ وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٤٠﴾﴾ (حج : ٤٠)

”یہ وہ ہیں جنہیں ناحق اپنے گھروں سے نکالا گیا، صرف ان کے اس قول پر کہ ہمارا پروردگار فقط اللہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو آپس میں ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو عبادت خانے، گرجے اور یہودیوں کے معبد اور وہ مسجدیں بھی ویران کر دی جاتیں جہاں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے۔ جو اللہ کی مدد کرے گا، اللہ بھی ضرور اس کی مدد کرے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑی قوتوں والا، بڑے غلبے والا ہے۔“

﴿مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٧٤﴾﴾ (حج : ٧٤)

”انہوں نے اللہ کی قدر نہ کی (جیسے) اس کی قدر کرنے کا حق تھا، بیشک اللہ قوت والا، سب پر غالب ہے۔“

﴿الرَّسُولُ كُنْتُ أَتْلُوهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَى صِرَاطٍ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ﴿١﴾﴾ (ابراہیم : ١)

”الر، یہ ایک کتاب ہے، ہم نے آپ کی طرف اتاری ہے تاکہ آپ لوگوں کو

نکالیں ان کے رب کے حکم سے اندھیروں سے اُجالوں کی طرف، غالب،
خوبیوں والے اللہ کے راستہ کی طرف۔“

10۔ اَلْجَبَّارُ : ملانے والا، زور آور، بلند وبالا، بڑا زبردست

خلاق دو عالم اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ
الْمُهَيِّمُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَنَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٢٣﴾﴾

(الحشر : ٢٣)

”وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بادشاہ پاک، سب عیبوں سے صاف،
امن دینے والا، نگہبان، غالب، زور آور اور بڑائی والا، پاک ہے اللہ ان چیزوں
سے جنہیں یہ اس کا شریک بناتے ہیں۔“

11۔ اَلْمُتَكَبِّرُ : بڑائی والا، تکبر والا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ
الْمُهَيِّمُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَنَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٢٣﴾﴾

(الحشر : ٢٣)

”وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بادشاہت پاک، سب عیبوں سے
صاف، امن دینے والا، نگہبان، غالب، زور آور اور بڑائی والا، پاک ہے اللہ ان
چیزوں سے جنہیں یہ اس کا شریک بناتے ہیں۔“

12۔ اَلْخَالِقُ : پیدا کرنے والا، اندازہ کرنے والا

اللہ تعالیٰ کی ذات ہی خالق حقیقی ہے، اس کے علاوہ کوئی خالق نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ ۖ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ ۖ لَمْ يَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ ۝ قَالَ مَا مَنَعَكَ أَلا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ ۖ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ۝﴾ (الاعراف: ۱۱، ۱۲)

”اور البتہ ہم نے تمہیں پیدا کیا، اور پھر ہم نے تمہاری صورت بنائی، پھر ہم نے فرشتوں کو کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو انہوں نے سجدہ کیا، سوائے ابلیس کے، وہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہ تھا۔ اس (اللہ تعالیٰ) نے فرمایا: جب میں نے تجھے علم دیا تو تجھے کس نے منع کیا کہ تو سجدہ نہ کرے؟ وہ بولا: میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا، اور اسے مٹی سے پیدا کیا۔“

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿قَالَتْ رَبِّ اُنِّیْ یَکُوْنُ لِیْ وَلَدٌ وَّ لَکَۢمْ یَمْسَسُنِیْٓ اَبَشْرٌ ۖ قَالَ کَذٰلِکَ ۙ اَللّٰهُ یُخَلِّقُ مَا یَشَآءُ ۚ اِذَا قَضٰی اَمْرًا فَاَتِمَّا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فِیْکُوْنُ ۝﴾ (آل عمران: ۴۷)

”وہ بولی: اے میرے رب! مجھے لڑکا کیسے ہوگا؟ جبکہ کسی مرد نے مجھے ہاتھ نہیں لگایا، اس نے کہا: اسی طرح اللہ جو چاہے پیدا کرتا ہے، جب وہ کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اس کو کہتا ہے ”ہو جا“ پس وہ ہو جاتا ہے۔“

نیز فرمایا:

﴿اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ۚ خَلَقْہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فِیْکُوْنُ ۝﴾ (آل عمران: ۵۹)

”اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ کی مثال ہو بہو آدم کی مثال ہے، جسے مٹی سے پیدا

کر کے کہہ دیا، ہو جا، پس وہ ہو گیا۔“

13۔ اَلْبَارِئُ: پیدا کرنے والا، ایجاد کرنے والا، جان ڈالنے والا، زندگی

دینے والا:

قرآن اس امر کی یوں صراحت کرتا ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ لِقَوْمِهِ إِنَّكُمْ أَنْفُسُكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوبُوا إِلَىٰ بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿٥٥﴾﴾

(البقرہ: ۵۴)

”اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم! بے شک تم نے بچھڑے کو اپنے پکڑنے کے ساتھ اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، پس تم اپنے پیدا کرنے والے کی طرف توبہ کرو، پس اپنے آپ کو قتل کرو، یہ تمہارے لیے تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک بہتر ہے، تو اس نے تمہاری توبہ قبول کر لی، بے شک وہی بہت توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔“

14۔ الْمَصَوِّرُ: صورت بنانے والا

﴿هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٦﴾﴾ (آل عمران: ۶)

”جو رحموں میں تمہاری صورت بناتا ہے جس طرح چاہتا ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔“

15۔ اَلْغَفَّارُ: خوب بخشنے والا، ڈھانپنے والا، بار بار بخشنے والا، ہر گناہ بخش

دینے والا، گناہوں کو سدا بخشنے والا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ خَلَقَ السَّمُوتَ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ يُكَوِّرُ اللَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ
النَّهَارَ عَلَى اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ۖ
إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ۝﴾ (الزمر: ۵)

”اس نے نہایت اچھی تدبیر سے آسمانوں اور زمین کو بنایا، وہ رات کو دن پر اور دن کو رات پر لپیٹ دیتا ہے، اور اس نے سورج چاند کو تابع کر رکھا ہے۔ ہر ایک مقررہ مدت کے لیے چل رہا ہے۔ خوب سن لو! وہی سب پر غالب اور نہایت بخشنے والا ہے۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: ”اللہ تعالیٰ کی معاف کرنے کی صفت ہمیشہ سے معروف ہے، اور بندوں کے گناہ بخش دینا سدا سے اس کی شان ہے، ہر کوئی اس کی معافی اور مغفرت کا محتاج ہے، جس طرح اس کی رحمت اور اس کے کرم کے بغیر کسی کو چارہ نہیں۔ اس نے وعدہ کیا ہے کہ جو شخص معافی کے ذرائع اختیار کرے گا اسے ضرور بخش دیا جائے گا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَى ۝۲۱﴾

(طہ: ۸۲)

”میں بہت بخشنے والا ہوں، اس کو، جو توبہ کرے، ایمان لائے، نیک عمل کرے،

پھر ہدایت پر قائم رہے۔“ (تفسیر السعدی: ۴۶/۱)

16۔ اَلْقَهَّارُ : بہت زیادہ زبردست، سب کو اپنے قابو میں رکھنے والا، سب

پر غلبہ پانے والا :

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمْ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ ۝۶۱﴾

(الانعام : ۶۱)

”اور وہی اپنے بندوں پر غالب ہے، اور تم پر نگہبان بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کو موت آ پہنچتی ہے، تو ہمارے فرشتے اس کی (روح) قبض کر لیتے ہیں، اور وہ کوتاہی نہیں کرتے۔“

نیز فرمایا:

﴿وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ أَتَدْرُ مُوسَىٰ وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَيَذَرَكَ وَالْهَتَكَ ۖ قَالَ سَنُنْقِطِلُ أَبْنَاءَهُمْ وَنَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ ۖ وَإِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُونَ ۝۱۲۷﴾ (الاعراف : ۱۲۷)

”اور فرعون کی قوم کے سرداروں نے کہا کہ کیا آپ موسیٰ اور ان کی قوم کو یوں ہی رہنے دیں گے کہ وہ ملک میں فساد کرتے پھریں۔ اور وہ آپ کو اور آپ کے معبودوں کو ترک کیے رہیں۔ فرعون نے کہا کہ ہم ابھی ان لوگوں کے بیٹوں کو قتل کرنا شروع کر دیں گے، اور عورتوں کو زندہ رہنے دیں گے، اور یقیناً ہم ان پر قابو رکھنے والے ہیں۔“

ایک دوسرے مقام پر اپنی صفت قہاریت کو یوں بیان کیا:

﴿يَوْمَ هُمْ بَرْزُونَ ۚ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِمَنِ الْمُلْكُ

الْيَوْمَ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿١٦﴾ ﴿مومن : ١٦﴾

”جس دن سب لوگ ظاہر ہو جائیں گے ان میں سے کوئی اللہ سے پوشیدہ نہ رہے گا۔ آج کس کی بادشاہی ہے؟ فقط اللہ کی جو ایک ہے، بہت دبدبے والا۔“

17۔ اَلْوَهَّابُ : بہت زیادہ دینے والا، سب کچھ عطا کرنے والا

اللہ تعالیٰ کے دلکش اور مسرور کن ناموں میں سے ایک یہ بھی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِنَّ رَبِّي

لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ ﴿٣٩﴾ ﴿ابراہیم : ٣٩﴾

”تمام تعریف اللہ کے لیے ہے، جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق

عطا فرمائے۔ بے شک میرا رب دعا سننے والا ہے۔“

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي ۚ

إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿٣٥﴾ ﴿ص : ٣٥﴾

”اس نے کہا: اے میرے رب! تو مجھے بخش دے۔ اور مجھے ایسی سلطنت عطا فرما

دے، جو میرے بعد کسی کو سزاوار (میسر) نہ ہو، بیشک تو ہی عطا کرنے والا ہے۔“

18۔ الرَّزَّاقُ : رزق دینے والا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ﴿٢٢﴾﴾ ﴿الذاریات : ٢٢﴾

”آسمان ہی میں تمہارا رزق ہے، اور وہ بھی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔“

شانِ رزاقیت فقط پروردگارِ عالم کے ساتھ مخصوص ہے۔ ذیل میں ہم چند آیات ذکر کرتے ہیں:

﴿إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ﴾ ﴿٥٨﴾ (الذاریات: ۵۸)

”بے شک اللہ تو خود ہی رازق ہے، بڑی عزت والا اور زبردست ہے۔“

﴿وَمِنَ الْإِنْعَامِ حُمُولَةً وَفَرَشًا طَ كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعُوا

خُطُوتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ﴾ ﴿١٣٢﴾ (الانعام: ۱۴۲)

”اور چوپاؤں میں کچھ بوجھ اٹھانے والے اور کچھ زمین سے لگے ہوئے، کھاؤ اس میں سے جو اللہ نے تمہیں رزق دیا، اور شیطان کے قدموں کے پیچھے مت چلو، بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔“

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ

إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴾ ﴿١٤٦﴾ (البقرہ: ۱۷۲)

”اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، تم پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں دی ہیں، اور تم اللہ کا شکر کرو، اگر صرف اس کی عبادت کرتے ہو۔“

﴿وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ﴾ ﴿١١﴾ (الجمعة: ۱۱)

”اور اللہ ہی سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔“

19۔ الْفَتْاحُ: خوب کھولنے والا، مدد کرنے والا، مشکل کشا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِيمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ﴾ ﴿٣٥﴾

(السجدة: ۲۹)

”آپ فرمادیں! فیصلے کے دن کافروں کو ان کا ایمان (لانا) نفع نہ دے گا، اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔“

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ یوں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٩٦﴾﴾

(الاعراف: ۹۶)

”اور اگر بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے، اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے، لیکن انہوں نے تکذیب کی، تو ہم نے ان کے اعمال کی وجہ سے ان کو پکڑ لیا۔“

ایک جگہ فرمایا:

﴿فَأَفْتَحُ بَيْتِي وَبَيْنَهُمُ فَتْحًا وَنَجْيِي وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٨﴾﴾

(الشعرا: ۱۱۸)

”پس تو مجھ میں اور ان میں کوئی قطعی فیصلہ کر دے، اور مجھے اور میرے باایمان ساتھیوں کو نجات دے۔“

نیز فرمایا:

﴿قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَهُوَ الْفَتَّاحُ

الْعَلِيمُ ﴿٢٦﴾﴾ (السبا: ۲۶)

”کہہ دیجیے! اللہ سب کو اکٹھا کرے گا پھر ہمارے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے گا، وہی فیصلہ کرنے والا، سب جاننے والا ہے۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ اسم ”الفتاح“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ شرعی احکام کے ذریعے سے، تقدیر کے فیصلوں کے ذریعے، اور جزا اور سزا کے ذریعے سے اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرتا ہے، وہ اپنے لطف و کرم سے سچے لوگوں کی چشم بصیرت کو

کھول دیتا ہے، ان کے دل اپنی معرفت، محبت اور اپنی طرف جھکاؤ کے لیے کھول دیتا ہے، اپنے بندوں کے لیے رحمت کے اور طرح طرح کے رزق کے دروازے کھول دیتا ہے، انہیں وہ اسباب مہیا فرماتا ہے جن سے انہیں دنیا اور آخرت کی بھلائی نصیب ہو جائے، ارشاد ہے:

﴿مَا يَفْتَحِ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَمَا يُمْسِكْ فَلَا

مُرْسِلَ لَهُ مِنْ بَعْدِهِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۲﴾﴾ (فاطر: ۲)

”اللہ لوگوں کے لیے جو رحمت کھولتا ہے اسے کوئی روک نہیں سکتا، اور جسے روک لے

اس کے بعد اس (رحمت) کو کوئی نہیں بھیج سکتا۔“ (تفسیر السعدی، تحت هذه الآية)

20۔ الْعَلِيمُ: وسیع علم والا

قرآن مجید میں جا بجا اللہ تعالیٰ نے اپنی اس صفت کو بیان کیا ہے۔ ذیل میں ہم چند آیات کو ذکر کرتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی یہ صفت آشکارا ہوتی ہے:

﴿وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحُ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَرَكْنَا فِيهَا وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمِينَ ﴿۸۱﴾﴾ (الانبیاء: ۸۱)

”ہم نے تند و تیز ہوا کو سلیمانؑ کے تابع کر دیا جو اس کے فرمان کے مطابق اس زمین کی طرف چلتی تھی جہاں ہم نے برکت دے رکھی تھی، اور ہم ہر چیز سے باخبر اور دانا ہیں۔“

﴿وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَئِنْ أُلْهِكُوا جَمِيعًا لَيَعْلَمَنَّ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ وَسَيَعْلَمُ الْكُفْرُ لِمَنْ عُقِبِيَ الدَّارِ ﴿۴۲﴾﴾

(الرعد: ۴۲)

”ان سے پہلے لوگوں نے بھی اپنی مکاری میں کمی نہ کی تھی لیکن تمام تدبیریں اللہ ہی کی ہیں۔ جو شخص جو کچھ کر رہا ہے اللہ کے علم میں ہے کافروں کو ابھی معلوم ہو

جائے گا کہ اس جہان کی جزا کس کے لیے ہے۔“

﴿الَّذِينَ تَتَوَفَّيْهُمْ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ فَأَلْقَوْا السَّلَامَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوءٍ بَلَى إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٢٨﴾﴾

(النحل : ٢٨)

”وہ کافر جو اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے، فرشتے جب ان کی جان قبض کرنے لگتے ہیں اس وقت وہ جھک جاتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم برائی نہیں کرتے تھے۔ کیوں نہیں؟ اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے جو کچھ تم کرتے تھے۔“

﴿يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ﴿١٩﴾﴾ (المومن : ١٩)

”وہ جانتا ہے آنکھوں کی خیانت اور جو وہ سینوں میں چھپاتے ہیں۔“

﴿عَلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا ﴿٣٦﴾﴾ (جن : ٢٦)

”وہ غیب کا جاننے والا ہے اور اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔“

21۔ الْقَابِضُ : روزی کو تنگ کرنے والا، قبض کرنے والا

﴿مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضِعُّهُ لَهُ أَضْعَافًا

كثِيرَةً ۚ وَاللَّهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُطُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢٥﴾﴾

(البقرہ : ٢٤٥)

”کون ہے جو اللہ کو قرض دے اچھا قرض، پھر وہ اسے اس کے لیے کئی گنا زیادہ

بڑھا دے، اللہ تنگی (بھی) دیتا ہے اور فراخی (بھی) دیتا ہے، اور اسی کی طرف تم

لوٹائے جاؤ گے۔“

22۔ اَلْبَاسِطُ: روزی کو کشادہ کرنے والا، فراخ کرنے والا، پھیلانے والا

ارشادِ ربانی ہے:

﴿مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضْعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا
كَثِيرَةً ۚ وَاللَّهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُطُ ۚ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۳۵﴾﴾

(البقرہ: ۲۴۵)

”ایسا بھی کوئی ہے جو اللہ کو اچھا قرض دے پس وہ اسے اس کے لیے کئی گنا زیادہ
بڑھا دے، اللہ تنگی اور فراخی کرتا ہے، اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔“

ایک جگہ ارشاد فرمایا:

﴿وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ وَلَكِنْ يُنْزِلُ
بِقَدَرٍ مَّا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ بِعِبَادِهِ خَبِيرٌ بَصِيرٌ ﴿۳۶﴾﴾ (شوری: ۲۷)

”اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کی روزی فراخ کر دیتا تو وہ زمین میں فساد
برپا کر دیتے، لیکن وہ اندازے کے ساتھ جو کچھ چاہتا ہے نازل فرماتا ہے، وہ
اپنے بندوں سے پورا خبردار، اور خوب دیکھنے والا ہے۔“

نیز فرمایا:

﴿اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ وَفَرِحُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا
وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مَتَاعٌ ﴿۳۷﴾﴾ (الرعد: ۲۶)

”اللہ جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے، اور (جس کے لیے چاہتا
ہے) تنگ کرتا ہے، اور وہ دنیا کی زندگی پر خوش ہو گئے ہیں، حالانکہ دنیا کی زندگی
آخرت کے مقابلہ میں تھوڑے سے سامان کے علاوہ کچھ نہیں۔“

کسی کو اگر دنیا کا مال زیادہ مل رہا ہے باوجودیکہ وہ اللہ کا نافرمان ہے تو یہ مقام فرحت

وسرت نہیں کیونکہ یہ مہلت ہے، پتہ نہیں کب یہ مہلت ختم ہو جائے اور نافرمان بندہ کب اللہ تعالیٰ کے شکنجے میں آجائے۔

حدیث میں آتا ہے کہ دنیا کی حیثیت آخرت کے مقابلے میں ایسے ہے جیسے کوئی آدمی اپنی انگلی سمندر میں ڈال کر نکالے اور دیکھے سمندر کے پانی کے مقابلے میں اس کی انگلی میں کتنا پانی آیا ہے۔^①

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ”رسول اللہ کا گزر بکری کے مردہ بچے کے پاس سے ہوا تو اسے دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! دنیا اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ حقیر ہے جتنا یہ مردہ بکری کا بچہ اپنے مالکوں کے نزدیک اس وقت حقیر تھا جب انہوں نے اسے پھینکا۔“^②

23۔ الْخَافِضُ: نیچے کرنے والا، پست کرنے والا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ

وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ﴾ (الحجر : ۸۸)

”آپ ہرگز اپنی نظریں نہ اٹھائیں (آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں) ان چیزوں کی طرف جو ہم نے ان کے مختلف قسم کے لوگوں کو فائدہ اٹھانے کے لیے دی ہیں، اور نہ ان پر غم کریں، اور آپ اپنا بازو مومنوں کے لیے جھکا دیں۔“

24۔ الرَّافِعُ: اونچا کرنے والا

اللہ تعالیٰ کی ذات ہی بندے کو رفعتوں اور بلندیوں سے ہم کنار کرتی ہے۔

① صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب فناء الدنيا وبيان الحشر يوم القيامة

② سنن ترمذی، باب ما جاء في هوان الدنيا، رقم: ۲۳۲۰۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ۹۴۰۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝﴾ (انشراح : ۴)

”اور ہم نے آپ کا ذکر بلند کیا۔“

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا ۖ إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ
الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ ۚ وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ
عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ وَمَكْرُ أُولَٰئِكَ هُوَ يَبُورُ ۝﴾ (فاطر : ۱۰)

”جو شخص عزت چاہتا ہے، پس عزت سب اللہ کے لیے ہے۔ اسی کی طرف
چڑھتا ہے پاکیزہ کلام، اور نیک عمل اسے بلند کرتا ہے، اور جو لوگ برائیوں کی
خفیہ تدبیریں کرتے ہیں، ان کے لیے سخت عذاب ہے، اور ان لوگوں کی خفیہ
تدبیر ہی برباد ہوگی۔“

علامہ شوکانی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

”عمل صالح کلمات طیبات کو اللہ کی طرف بلند کرتا ہے، یعنی محض زبان سے اللہ کا
ذکر کچھ نہیں جب تک اس کے ساتھ عمل صالح یعنی احکام و فرائض کی ادائیگی نہ
ہو۔ بعض کہتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عمل صالح کو حکمت طیبات پر بلند
فرماتا ہے اس لیے کہ عمل صالح سے ہی اس بات کا علم ہوتا ہے کہ اس کا
مرتکب فی الواقع اللہ کی تسبیح و تحمید میں مخلص ہے (گویا قول عمل کے بغیر اللہ
کے ہاں بے حیثیت ہے۔)“ (فتح القدیر : ۴۶۱/۲، ۴۶۲)۔

25۔ الْمُعِزُّ: عزت دینے والا

عزت دینے والا اللہ ہے، اور کوئی عزت دینے والا نہیں۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿يَقُولُونَ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ٨﴾

(المنافقون : ٨)

”یہ کہتے ہیں کہ اگر اب لوٹ کر مدینہ جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلت والے کو نکال دے گا۔ سنو! عزت تو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے، اور اس کے رسول کے لیے اور ایمان دراؤں کے لیے ہے، لیکن یہ منافق بے علم ہیں۔“

نیز اللہ تعالیٰ اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَبِئْتَهُمْ الْعِزَّةُ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ١٣٩﴾

(النساء : ١٣٩)

”جو لوگ مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں، کیا وہ ان کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں؟ بیشک ساری عزت اللہ ہی کے لیے ہے۔“

26۔ الْمَذِلُّ: ذلت دینے والا، حقیر کرنے والا، ذلیل کرنے والا

ذلت و رسوائی سے دوچار کرنے والا بھی اللہ ہی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿قُلِ اللَّهُمَّ مَلِكُ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ٣٦﴾ (آل عمران : ٣٦)

”آپ کہہ دیجیے کہ اے اللہ! اے تمام جہان کے مالک! تو جسے چاہے بادشاہی دے، اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے، اور تو جسے چاہے عزت دے، اور جسے چاہے ذلت دے، تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔“

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ وَمَنْ يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُّكْرِمٍ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ۝١٨﴾ (حج : ١٨)

”کیا تو نے نہیں دیکھا؟ کہ اللہ کے لیے سجدہ کرتا ہے جو (بھی) آسمانوں میں اور جو (بھی) زمین میں ہے، اور سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، درخت، چوپائے اور بہت سے انسان (بھی)۔ اور بہت سے وہ ہیں جن پر عذاب ثابت ہو چکا ہے، اور جسے اللہ ذلیل کرے اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں۔ اور بیشک اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔“

27۔ السَّمِيعُ: بہت سننے والا، ہر آواز کو سننے والا

ارشاد فرمایا:

﴿قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَ كُفَاهٍ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۝١﴾ (المجادلہ : ١)

”یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں جھگڑا کر رہی تھی اور اللہ کے آگے شکایت کر رہی تھی، اللہ تعالیٰ دونوں کے سوال و جواب سن رہا تھا، بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔“

ایک مقام پر یوں ہے:

﴿وَأَمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ سَمِيعٌ

﴿۵۹﴾ عَلِيمٌ ﴿۵۹﴾ (الاعراف: ۲۰۰)

”اور اگر کبھی شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آئے تو اللہ سے پناہ طلب کرو۔ یقیناً سب کچھ سننے والا، اور سب کچھ جاننے والا ہے۔“

28۔ البصیر: بہت دیکھنے والا، ہر چیز ہر جگہ دیکھتا ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنْ أَسْلَمُوا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۖ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلْغُ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ﴾ ﴿۶۰﴾ (آل عمران: ۲۰)

”پس اگر یہ بھی تابعدار بن جائیں تو یقیناً وہ ہدایت والے ہیں، اور اگر یہ روگردانی کریں تو آپ پر صرف پہنچا دینا ہے، اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔“

ایک اور جگہ فرمایا:

﴿وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ وَلَكِنْ يُنْزِلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ بِعِبَادِهِ خَبِيرٌ بَصِيرٌ﴾ ﴿۶۱﴾ (شوری: ۲۷)

”اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کی روزی فراخ کر دیتا تو وہ زمین میں فساد برپا کر دیتے، لیکن وہ اندازے کے ساتھ جو کچھ چاہتا ہے نازل فرماتا ہے۔ وہ اپنے بندوں سے پورا خبردار ہے، اور خوب دیکھنے والا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد عالی ہے:

﴿وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُونِ مِنْ بَعْدِ نُوحٍ ۚ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ بِذُنُوبٍ عِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا﴾ ﴿۱۶﴾ (بنی اسرائیل: ۱۷)

”ہم نے نوح کے بعد بھی بہت سی قومیں ہلاک کیں، اور تیرا رب اپنے بندوں کے گناہوں کی پوری خبر رکھنے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔“

29۔ اَلْحَكَمُ : حاکم، فیصلہ کرنے والا اور حکم چلانے والا

قرآن مجید میں متعدد مواقع پر اللہ تعالیٰ کی صفت حاکمیت کو بیان کیا گیا ہے۔ ذیل میں ہم چند مقامات کا ذکر کرتے ہیں:

﴿ أَفَعَيِّرَ اللَّهُ أَتَّبِعِي حَكَمًا وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا
وَالَّذِينَ آتَيْنَهُمُ الْكِتَابَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنْزَلٌ مِّنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا
تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ۝۱۱۴ ﴾ (الانعام : ۱۱۴)

”تو کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور منصف تلاش کروں؟ اور وہی ہے جس نے تمہاری طرف مفصل (واضح) کتاب نازل کی ہے، اور جنہیں ہم نے کتاب دی ہے (اہل کتاب) وہ جانتے ہیں کہ یہ تمہارے رب کی طرف سے حق کے ساتھ نازل کی گئی ہے، سو تم ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا۔“

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿ وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ ۖ وَهُوَ خَيْرُ
الْحَاكِمِينَ ۝۱۰۹ ﴾ (یونس : ۱۰۹)

”اور آپ اس کی اتباع کرتے رہیے جو کچھ آپ کی طرف وحی کی جاتی ہے، اور صبر کیجیے یہاں تک کہ اللہ فیصلہ کر دے، اور وہ سب فیصلہ کرنے والوں میں اچھا ہے۔“

اور فرمایا:

﴿ إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ
أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ
كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَخَشَوْنَ وَلَا

تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ﴿٣٧﴾ ﴿المائدہ : ٤٤﴾

”بے شک ہم نے نازل کی توراۃ، جس میں ہدایت اور روشنی ہے، اس کے مطابق ہمارے انبیاء فیصلہ کرتے تھے ان کے متعلق جو فرماں بردار تھے ان لوگوں کے لیے جو یہودی بنے، اور رب والے، اور علماء (بھی) اس لیے کہ وہ اللہ کی کتاب کے محافظ بنائے گئے تھے، اور اس پر گواہ تھے۔ پس تم لوگوں سے نہ ڈرو، اور مجھ سے ڈرو اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑی قیمت نہ لو، اور جو اس کے مطابق فیصلہ نہ کرے جو اللہ نے نازل کیا ہے، پس وہی لوگ کافر ہیں۔“

30۔ اَلْعَدْلُ : انصاف کرنے والا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَايِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٩٠﴾﴾

(النحل : ٩٠)

”اللہ تعالیٰ عدل، بھلائی و احسان اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، برائی اور سرکشی سے منع کرتا ہے۔ اور تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔“

31۔ اَللَّطِيفُ : نرمی و مہربانی کرنے والا، لطف و کرم کرنے والا، باریک بین

اللہ تعالیٰ اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ۖ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ﴿١٤﴾﴾ (الملك : ١٤)

”کیا وہ نہیں جانتا جس نے پیدا کیا ہے، اور وہی تو ہے جو نہایت باریک بین ہے

اور کامل خبر رکھنے والا ہے۔“

ایک مقام پر لقمان علیہ السلام کی زبانی ارشاد فرمایا:

﴿يُبْنَىٰ اِمْتِهَانًا اِنْ تَكَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمُوتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاتِ بِهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ﴿١٦﴾﴾

(لقمان: ۱۶)

”پیارے بیٹے! اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر ہو، پھر وہ بھی خواہ کسی چٹان میں ہو یا آسمانوں میں ہو یا زمین میں ہو اسے اللہ تعالیٰ ضرور لائے گا، اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین، کامل خبر رکھنے والا ہے۔“

32۔ الْخَبِيرُ: خبر رکھنے والا، خبردار، مکمل باخبر

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٨﴾﴾ (حشر: ۱۸)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص کو یہ دیکھنا چاہیے کہ اس نے کل کے لیے کیا سامان کیا ہے، اور (ہر وقت) اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ تمہارے سب اعمال سے پوری طرح باخبر ہے۔“

نیز فرمایا:

﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ﴿٣٠﴾﴾ (النور: ۳۰)

”مومن مردوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے، بے شک اللہ اس سے پوری طرح

خبردار ہے جو وہ کرتے ہیں۔“

33۔ اَلْحَلِیْمُ : بڑے تحمل والا، بردبار

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿تَسْبِیحُ لَهُ السَّمَوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ إِنََّّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا﴾ (بنی اسرائیل: ۴۴)

”ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے، سبھی اس کی تسبیح کرتے ہیں، اور کوئی بھی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کیساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو۔ لیکن تم لوگ ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں، وہ بے شک ہمیشہ سے بڑا بردبار، نہایت بخشنے والا ہے۔“

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿إِنْ تَقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضْعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ شَكُورٌ حَلِيمٌ﴾ (التغابن: ۱۷)

”اگر تم اللہ کو اچھا قرض دو گے تو وہ اسے تمہارے لیے کئی گنا بڑھا دے گا، اور تمہیں بخش دے گا۔ اور اللہ بڑا قدر دال، بڑے تحمل والا ہے۔“

نیز فرمایا:

﴿قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَتْبَعُهَا أَذًى وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَلِيمٌ﴾ (البقرہ: ۲۶۳)

”اچھی بات اور معاف کر دینا اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے بعد تکلیف پہنچانا ہو، اور اللہ تعالیٰ بے نیاز اور بردبار (حلم والا) ہے۔“

34۔ اَلْعَظِيمُ : سب سے بڑا، عظمت والا

﴿لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ الْحَيُّ الْقَيُّومُ..... وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا﴾

﴿هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ﴾ (البقرہ: ۲۵۵)

”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ہمیشہ سے زندہ اور قائم رکھنے والا ہے..... اور ان دونوں (زمین و آسمان) کی حفاظت اسے تھکاتی نہیں۔ وہ بلند و برتر، عظمت والا ہے۔“

35۔ اَلْغَفُورُ : بخشنے والا۔ تمام گناہوں کو معاف کرنے والا

ارشادِ بانی ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا﴾ (النساء: ۴۸)

”بے شک اللہ اس بات کو معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنایا جائے، اور اس کے علاوہ جسے چاہے بخش دیتا ہے، اور جو شخص کسی کو اللہ کا شریک بناتا ہے یقیناً اس نے بہت بڑا گناہ گھڑا۔“

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ ۚ إِنَّ تَكُونُوا صٰلِحِينَ فَإِنَّهُ كَانَ

لِلْآوَابِينَ غَفُورًا﴾ (بنی اسرائیل: ۲۵)

”جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے تمہارا رب بخوبی جانتا ہے، اگر تم نیک ہو تو رجوع کرنے والوں کو ہمیشہ سے بخشنے والا ہے۔“

36۔ اَلشَّكُورُ : قدردان

اللہ تعالیٰ کی ذات بڑی قدردان ہے۔ قرآن اس کا تذکرہ یوں کرتا ہے:

﴿لِيُؤْفِيَهُمْ أَجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ﴾ (۳۰)

(فاطر: ۳۰)

”تا کہ ان کو ان کی اجر تیں پوری دے، اور اپنے فضل سے انہیں زیادہ بھی دے بیشک وہ بڑا بخشنے والا، نہایت قدر دان ہے۔“

ایک اور مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

﴿ذٰلِكَ الَّذِي يُبَشِّرُ اللّٰهَ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۚ قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۚ وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نّٰدِرًا لَهُ فِیْهَا حُسْنًا ۖ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ﴾ (۲۳)

(شوری: ۲۳)

”یہی وہ ہے جس کی بشارت اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کو دیتا ہے جو ایمان لائے اور (سنت کے مطابق)، عمل کیے تو کہہ دیجیے! کہ میں اس پر تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتا البتہ محبت رشتہ داری کی، جو شخص کوئی نیکی کرے ہم اس کے لیے اس کی نیکی میں اور نیکیاں بڑھا دیں گے، بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا (اور) بہت قدر دان ہے۔“

37۔ اَلْعَلٰی: بہت بلند، عالی شان

قرآن میں مذکور ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحٰیًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ ۚ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُؤْخَذُ بِذَنْبِهٖ مَا يَشَآءُ ۚ اِنَّهٗ عَلٰی حَكِيْمٍ﴾ (۵۱)

(الشوری: ۵۱)

”ناممکن ہے کہ کسی بندہ سے اللہ تعالیٰ کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ، یا پردے کے

پیچھے سے، یا کسی فرشتہ کو بھیجے، اور وہ اللہ کے حکم سے جو وہ چاہے وحی کرے، بیشک وہ بے حد بلند (اور) کمال حکمت والا ہے۔“

38۔ الْکَبِیْرُ: سب سے بڑا

کبریائی کا مستحق بھی فقط پروردگارِ عالم ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہِ الْبَاطِلُ وَاَنَّ

اللّٰهُ هُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ ۝﴾ (لقمان: ۳۰)

”یہ اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے، اور اللہ کے سوا جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں وہ سب کچھ باطل ہے، اور اللہ ہی عالی شان اور کبریائی والا ہے۔“

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہِ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ

اللّٰهُ هُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ ۝﴾ (الحج: ۶۲)

”یہ سب اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جسے بھی یہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے، اور بیشک اللہ ہی بلندی والا اور سب سے بڑا ہے۔“

نیز فرمایا:

﴿ذٰلِکُمْ بِاَنّٰہِ اِذَا دُعِیَ اللّٰهُ وَحْدَہٗ کَفَرْتُمْ وَاِنْ یُشْرَکْ بِہٖ تُوْمِنُوْا

فَاَلْحَکْمُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْکَبِیْرِ ۝﴾ (مومن: ۱۲)

”یہ (عذاب) تمہیں اس لیے ہے کہ جب صرف اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا تو تم انکار کر جاتے تھے، اور اگر اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے، پس اب حکومت اللہ بلند و بزرگ ہی کی ہے۔“

39۔ الْحَفِیْظُ : حفاظت کرنے والا، محافظ

اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عالی ہی حقیقی محافظ ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ مَّا أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَيْكُمْ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّي قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوهُ شَيْئًا إِنَّ رَبِّي عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَفِیْظٌ ۝۵۷ ﴾

(ہود: ۵۷)

”پھر اگر تم اعراض کرو، پس میں تم میں جو پیغام تمہیں پہنچانے کے لیے بھیجا گیا تھا، پہنچا چکا۔ اب میرا رب تمہارے علاوہ دوسروں کو تمہارا جانشین بنائے گا، اور تم اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے۔ اور میرا رب یقیناً ہر چیز پر محافظ ہے۔“

ایک اور جگہ یوں فرمایا:

﴿ قَالَ هَلْ أَمْنُكُمْ عَلَيْهِ إِلَّا كَمَا أَمْنُكُمْ عَلَى أَخِيهِ مِنْ قَبْلُ ۖ فَاللَّهُ خَيْرٌ حَفِیْظًا وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّحِیْمِینَ ۝۶۴ ﴾ (یوسف: ۶۴)

”(یعقوب نے) کہا کیا میں تم پر ویسا ہی اعتبار کروں جیسے اس سے پہلے اس کے بھائی کے بارے میں تھا، پس اللہ بہترین حفاظت کرنے والا، اور وہ سب رحم کرنے والے سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔“

40۔ الْمُقِیْتُ : ہر چیز پر نظر رکھنے والا، مقتدر

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ مَنْ يَشْفَعُ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِیْبٌ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يَشْفَعُ شَفَاعَةً سَیِّئَةً يَكُنْ لَهُ كُفْلٌ مِنْهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُقِیْتًا ۝۸۵ ﴾

(النساء: ۸۵)

”جو شخص کسی نیکی یا بھلے کام کی سفارش کرے اسے بھی اس کا کچھ حصہ ملے گا، اور

جو بدی کی سفارش کرے اس کے لیے بھی اس میں سے ایک حصہ ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت (نظر) رکھنے والا ہے۔“

41۔ الْحَسِيبُ : حساب لینے والا، کافی ہونے والا

اللہ تعالیٰ اس امر کو یوں بیان کرتا ہے:

﴿وَيَرْزُقُهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ ۚ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝۳﴾

(الطلاق : ۳)

”اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو۔ اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اسے کافی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کر کے ہی رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔“

ایک جگہ فرمایا:

﴿الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا ۖ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ۝۱۴۳﴾

(آل عمران : ۱۷۳)

”وہ لوگ کہ جب ان سے لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے مقابلے پر لشکر جمع کر لیے ہیں تم ان سے خوف کھاؤ تو اس بات نے انہیں ایمان میں اور بڑھا دیا اور کہنے لگے ہمیں اللہ کافی ہے، اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔“

ایک جگہ اپنے جلد حساب لینے کو یوں بیان فرمایا:

﴿إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ۚ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۚ وَمَنْ يَكْفُرْ بِآيَاتِ اللَّهِ

فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿١٩﴾ (آل عمران : ۱۹)

”بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے، اور اہل کتاب نے اپنے پاس علم آ جانے کے بعد آپس کی سرکشی اور حسد کی بنا پر ہی اختلاف کیا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ جو بھی کفر کرے، اللہ تعالیٰ اس کا جلد حساب لینے والا ہے۔“

مزید فرمایا:

﴿الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا﴾ (الاحزاب : ۳۹)

”جو اللہ کا پیغام پہنچایا کرتے تھے اور اسی سے ڈرتے تھے، اور اللہ کے سوا اور کسی سے مطلق نہیں ڈرتے تھے، اور حساب لینے کو اللہ ہی کافی ہے۔“

42۔ اَلْجَلِيلُ : بزرگی والا، مطلق بے پرواہ

ارشادِ بانی ہے:

﴿تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ﴾ (رحمن : ۷۸)

”آپ کا رب جو بڑی بزرگی اور عزت والا ہے۔“

43۔ اَلْكَرِيمُ : بہت کرم کرنے والا، بہت سخاوت کرنے والا، عزت والا

ایک مقام پر اپنی صفتِ کریمیت کو یوں بیان کیا:

﴿يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ﴾ (الانفطار : ۶)

”اے انسان تجھے اپنے بہت کرم کرنے والے رب سے کس نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔“

44۔ الرَّقِيبُ: نگہبان، نگرانی کرانے والا، محافظ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتُ نَبِيَّ بِهِ أَنْ اْعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبُ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝۱۱۷ ﴾ (المائدہ: ۱۱۷)

”میں نے تو رب سے اور کچھ نہیں کہا مگر صرف وہی جو تو نے مجھ سے کہنے کو فرمایا تھا کہ تم اللہ کی بندگی اختیار کرو، جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ میں ان پر گواہ رہا جب تک ان میں رہا۔ پھر جب تو نے مجھ کو اٹھالیا تو ہی ان پر مطلع رہا، اور تو ہر چیز پر شاہد ہے۔“

45۔ الْمُجِيبُ: دعا قبول کرنے والا، جواب دینے والا

اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ”مجیب الدعوات“ ہے۔ قرآن اس کو یوں بیان کرتا ہے:

﴿ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِلَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ۝۱۸۶ ﴾

(البقرہ: ۱۸۶)

”اور جب پوچھیں تم سے (اے محمد ﷺ) میرے بندے میرے بارے میں، تو آپ کہہ دیں کہ میں تو بہت ہی قریب ہی ہوں۔ میں پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں۔ جب وہ پکارتا ہے، لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ میری بات مان لیا کریں، اور مجھ پر یقین رکھیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔“

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُجِيبٌ ۝۶۱ ﴾ (ہود: ۶۱)

”بلاشبہ میرا پروردگار قریب ہے، دعا قبول کرنے والا ہے۔“

46۔ الْوَاسِعُ: کشادہ اور وسعت والا

ارشاد فرمایا:

﴿وَاللَّهُ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُولُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝﴾ (البقرہ: ۱۱۵)

”اور مشرق و مغرب سب اللہ ہی کے ہیں، تم جہر بھی رُخ کرو گے ادھر ہی اللہ کا رُخ ہے۔ بلاشبہ اللہ بڑی وسعت والا، اور سب کچھ جاننے والا ہے۔“

دوسری جگہ فرمایا:

﴿الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبِيرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ إِنَّ رَبَّكَ

وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۝.....﴾ (النجم: ۳۲)

”جو کبیرہ گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں سوائے چھوٹے گناہوں کے۔ بلاشبہ آپ کے رب کی مغفرت بہت وسیع ہے۔“

نیز فرمایا:

﴿وَإِنْ يَتَفَرَّقَا يُغْنِ اللَّهُ كُلًّا مِنْ سَعَتِهِ وَكَانَ اللَّهُ وَاسِعًا حَكِيمًا ۝﴾

(النساء: ۱۳۰)

”اور اگر دونوں میاں بیوی الگ ہو جائیں تو اللہ اپنی مہربانی سے ہر ایک کو بے نیاز کر دے گا اور اللہ بڑی وسعت و کشادگی والا اور حکمت والا ہے۔“

47۔ الْحَكِيمُ: بڑی حکمت والا، دانائینا

﴿وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ

سَبْعَةَ أَمْجٍ مَّا نَفَدْتُ كَلِمَتُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٥﴾

(لقمان : ۲۷)

”اور اگر یہ ہو کہ زمین میں جو بھی درخت ہیں قلمیں بن جائیں، اور سمندر اس کی سیاہی (بن جائیں) اور اس کے بعد سات سمندر (اور ہوں) تو بھی اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں۔ بیشک اللہ غالب، حکمت و دانائی والا ہے۔“

﴿وَالْفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ طَوْ أَنْفَقَتْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا الْفَتْ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ أَلْفَ بَيْنَهُمْ ط إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿١٣﴾﴾

(الانفال : ۶۳)

”ان کے دلوں میں باہمی الفت بھی اس نے ڈالی ہے۔ زمین میں جو کچھ ہے تو اگر سارے کا سارا بھی خرچ کر ڈالتا تو بھی ان کے دل آپس میں نہ ملا سکتا۔ یہ تو اللہ ہی نے ان میں الفت ڈال دی ہے۔ بے شک وہ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔“
بعض قرآنی مقامات پر ”علیم حکیم، حکیم خبیر، ثواب حکیم، واسع حکیم، حکیم حمید، علی حکیم“ وغیرہ بھی آیا ہے۔
عبدالرحمن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو بہترین انداز میں پیدا فرمایا: ﴿وَمَنْ أَحْسَنُ مِنْ اللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ﴾ (المائدہ: ۵۰) ”یقین رکھنے والوں کے لیے اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کون ہو سکتا ہے؟“

وہ کسی چیز کو بے مقصد پیدا کرتا ہے، نہ بے فائدہ کوئی قانون جاری فرماتا ہے، دنیا و آخرت میں اسی کا فیصلہ نافذ ہے، نئیوں طرح کے حکم اسی کے لیے ہیں اور ان میں اس کا کوئی شریک نہیں یعنی شریعت (اور احکام نافذ کرنے) میں بھی بندوں کے درمیان وہی فیصلہ کرتا ہے، تقدیر میں بھی اور جزا و سزا میں بھی، حکمت کا

مطلب ہے ”ہر چیز کو اس کے مقام و مرتبہ پر رکھنا۔“ (تفسیر السعدی، ص: ۴۵)

48۔ اَلْوُدُودُ: بہت محبت کرنے والا، بھلائی چاہنے والا، دوستی کرنے والا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ ۝۹۰﴾

(ہود: ۹۰)

”اور تم اپنے رب سے بخشش مانگو، پھر اس کی طرف پلٹ آؤ۔ بے شک میرا رب نہایت رحم والا، بہت محبت (کرنے) والا ہے۔“

مزید فرمایا:

﴿وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ ۝۱۴﴾ (البروج: ۱۴)

”وہ بڑا بخشنے والا، بہت محبت (کرنے) والا ہے۔“

49۔ اَلْمَجِيدُ: بڑی شان والا، بڑے مرتبے والا، بزرگی والا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قَالُوا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحْمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ

الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ۝۷۳﴾ (ہود: ۷۳)

”انھوں (فرشتوں) نے کہا: کیا تو اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہے، اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں تم پر اے گھر والو! بے شک وہ بے حد تعریف کیا گیا، بڑی شان و مرتبے والا ہے۔“

50۔ اَلْبَاعِثُ: مردوں کو اٹھانے والا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ثُمَّ بَعَثْنَاكُمْ مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝۵۶﴾ (البقرہ: ۵۶)

”پھر ہم نے تمہیں تمہارے مرنے کے بعد زندہ کیا تاکہ تم شکر کرو۔“

نیز فرمایا:

﴿وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ ۝﴾

(الحج : ۷)

”اور یہ کہ قیامت قطعاً آنے والی ہے جس میں کوئی شک و شبہ نہیں، اور یقیناً اللہ تعالیٰ قبروں والوں کو دوبارہ زندہ فرمائے گا۔“

51۔ اَلشَّهِيدُ : گواہ

ارشاد فرمایا:

﴿شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۖ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُوا الْعِلْمِ قَائِمًا

بِالْقِسْطِ ۚ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝﴾ (آل عمران : ۱۸)

”اللہ تعالیٰ، فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور وہ عدل کے ساتھ دنیا کو قائم رکھنے والا ہے، اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔“

مزید فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ۝﴾ (نساء : ۳۳)

”یقیناً اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔“

52۔ اَلْحَقُّ : سچا

اللہ تعالیٰ اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ فَآمِنُوا

خَيْرًا لَّكُمْ ۖ وَإِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَكَانَ

اللہ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١٤٠﴾ (النساء : ۱۷۰)

”اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق لے کر رسول آ گیا ہے سو تم ایمان لاؤ تا کہ تمہارے لیے بہتری ہو، اور اگر تم کافر ہو گئے اللہ ہی کی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے، اور اللہ ہمیشہ سے سب کچھ جاننے والا (اور) کمال حکمت والا ہے۔“

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۖ فَيَقُولُ مَا هَذَا إِلَّا آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ﴾ ﴿١٤١﴾

(الاحقاف : ۱۷)

”بے شک اللہ کا وعدہ حق ہے، وہ جواب دیتا ہے کہ یہ تو صرف اگلوں کے افسانے ہیں۔“

مزید فرمایا:

﴿أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۚ فَإِنْ يَشِئَ اللَّهُ يَخْتِمْ عَلَىٰ قَلْبِكَ ۖ وَبِمَحْضِ اللَّهِ يُبَاطِلُ ۖ وَيُحَقِّقُ الْحَقَّ ۖ يَكَلِّمُ مَن يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ﴾ ﴿٢٣﴾ (شوری : ۲۴)

”کیا یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اللہ پر جھوٹ گھڑ لیا ہے، اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو آپ کے دل پر مہر لگا دے، اور اللہ تعالیٰ اپنی باتوں سے جھوٹ کو مٹا دیتا ہے، اور سچ کو ثابت رکھتا ہے۔ بلاشبہ وہ سینے کی باتوں کو جاننے والا ہے۔“

53۔ اَلْوَكِيلُ : کارساز، کام بنانے والا، بگڑی سنوارنے والا، مختارِ کل

ارشادِ ربانی ہے:

﴿إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ۖ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ وَكِيلًا﴾ ﴿١٥﴾

(بنی اسرائیل : ۶۵)

”میرے سچے بندوں پر تیرا کوئی قابو اور بس نہیں، وکیل ہونے کے لحاظ سے تیرا رب کافی ہے۔“

مزید فرمایا:

﴿إِنَّمَا أَنْتَ نَذِيرٌ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ﴾ (ہود: ۱۲)

”آپ تو محض ڈرانے والے ہیں۔ اور ہر چیز پر مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے۔“

نیز فرمایا:

﴿ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ﴾ (حج: ۶۲)

”یہ سب اس لیے کہ اللہ ہی حق (سچا) ہے، اور اس کے سوا جسے یہ پکارتے ہیں وہ باطل (جھوٹ) ہے۔ اور بلاشبہ اللہ ہی بلند و برتر اور سب سے بڑا ہے۔“

54۔ الْقَوِيُّ: طاقت ور، بہت قوت والا

اللہ عز وجل نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرُونَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ﴾ (البقرہ: ۱۶۵)

(البقرہ: ۱۶۵)

”بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو بنا لیتے ہیں، جن سے اللہ کی محبت جیسی محبت کرتے ہیں، حالانکہ جو لوگ ایمان لائے وہ سب سے زیادہ محبت اللہ سے رکھنے والے ہیں، کاش کہ مشرک لوگ جانتے، جب کہ اللہ کے عذابوں کو دیکھ کر (جان لیں گے) کہ تمام طاقت اللہ ہی کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ

”سخت عذاب دینے والا ہے۔“

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَلِيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝﴾

(الحج : ۴۰)

”اور یقیناً اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرے گا۔ یقیناً اللہ

بہت طاقتور اور سب پر غالب ہے۔“

اور فرمایا:

﴿إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ۝﴾ (ہود: ۶۶)

”بے شک تیرا رب بڑا طاقت والا، قوی اور غالب ہے۔“

55۔ اَلْمَتِينُ: زبردست قوت والا

ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ۝﴾ (الذاریات : ۵۸)

”بیشک اللہ ہی بے حد رزق دینے والا، قوت والا، نہایت مضبوط ہے۔“

56۔ اَلْوَلِيُّ: اصل دوست، مددگار، کارساز

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ۝﴾

(حَمَّ السَّجْدَه : ۳۴)

”نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی۔ برائی کا بھلائی سے دفاع کرو، پھر تمہارا دشمن ایسا

ہو جائے گا جیسے دلی دوست۔“

مزید چند آیات مبارکہ ملاحظہ ہوں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ ہی حقیقی کارساز ہے۔ اس کے علاوہ کوئی کام بنانے والا نہیں۔

﴿أَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ ۚ قَالَ اللَّهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝۹﴾ (الشوری: ۹)

”یا انھوں نے اللہ کے علاوہ اور کارساز بنا رکھے ہیں، اللہ ہی اصل کارساز ہے وہی مردوں کو زندہ کرے گا، اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔“

اور فرمایا:

﴿إِنَّ وَلِيَ اللَّهِ الدِّينَ نَزَّلَ الْكِتَابَ ۚ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ ۝۱۹۶﴾

(الاعراف: ۱۹۶)

”بے شک میرا یار و مددگار اللہ ہے جس نے کتاب نازل کی ہے۔ اور وہ نیکوکاروں کا یار و مددگار ہے۔“

سورۃ البقرہ میں ارشاد فرمایا:

﴿اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَئِهِمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُهُم مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝۲۵۷﴾ (البقرہ: ۲۵۷)

”ایمان لانے والوں کا کارساز اللہ تعالیٰ خود ہے وہ انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے، اور کافروں کے اولیاء شیاطین ہیں۔ وہ انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں۔ یہ لوگ جہنمی ہیں جو ہمیشہ اسی میں پڑے رہیں گے۔“

57۔ الْحَمِيدُ: تعریف کے لائق، تعریف کیا گیا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَحِمًّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ ۖ وَلَا تَيَسَّبُوا الْحَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِأَخِيذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغِصُّوا فِيهِ ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ﴿٣٦﴾﴾

(البقرہ : ۲۶۷)

”اے ایمان والو! تم خرچ کرو اپنی پاکیزہ کمائی میں سے جو تمہارے لیے زمین سے نکالی ہے، ان میں سے بری چیزوں کے خرچ کرنے کا قصد نہ کرنا جسے تم خود لینے والے نہیں ہو، ہاں! اگر آنکھیں بند کر لو، اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ بڑا بے پروا، اور بے حد خوبیوں والا ہے۔“

نیز قرآن میں (حمید) کا مطلب ہے کہ کائنات کی ہر چیز اس کی تعریف کرتی ہے، اور یہ نام اس انداز میں بیان ہوا ہے، حمید مجید، حکیم، حمید، عزیز حمید، غنی حمید، ولی حمید، وغیرہ وغیرہ

58۔ الْمُحْصِي : شمار کرنے والا، احاطہ کرنے والا، گننے والا

ارشاد فرمایا:

﴿لِيَعْلَمَ أَنْ قَدْ أَبْلَغُوا رَسُولَهُمْ وَأَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَأَحْطَى كُلُّ شَيْءٍ عَدَدًا ۖ﴾ ﴿٢٨﴾ (الحج : ۲۸)

”تا کہ وہ معلوم کر لے کہ تحقیق انہوں نے اپنے رب کے پیغام پہنچا دیے ہیں، اور اس نے ان تمام چیزوں کا احاطہ کر رکھا ہے جو کچھ ان کے پاس ہے، اور ہر شے کو گن کر شمار کر رکھا ہے۔“

﴿وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ حِمًّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يُولَيْتَنَا مَا لِهَذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا ۖ﴾

وَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا ۚ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا ﴿٢٩﴾

(الکھف : ۴۹)

”اور نامہ اعمال سامنے رکھ دیا جائے گا، پس تو مجرموں کو دیکھے گا ڈرنے والے ہوں گے وہ اس سے جو اس میں درج ہوگا، اور کہیں گے: ہائے ہماری بربادی! اس کتاب کو کیا ہے نہ کوئی چھوٹی بات چھوڑتی ہے اور نہ بڑی (ہر حرکت جو ہم نے کی تھی) مگر اس نے اسے ضبط کر رکھا ہے، اور انھوں نے جو کچھ کیا تھا اسے موجود پائیں گے۔ اور تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔“

59۔ اَلْمُبْدِئُ : پہلی بار پیدا کرنے والا، ابتداء کرنے والا

ارشادِ بانی ہے:

﴿قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللَّهُ يُنْشِئُ النَّشْأَةَ الْآخِرَةَ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٠﴾﴾

(العنكبوت : ۲۰)

”کہہ دیجیے کہ زمین میں چل پھر کر دیکھو تو سہی کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ابتداء مخلوق کی پیدائش کی، پھر اللہ تعالیٰ ہی دوسری نئی پیدائش کریگا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔“

نیز فرمایا:

﴿الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ وَبَدَأَ الْإِنْسَانَ مِنْ طِينٍ ﴿٦﴾﴾

(السجده : ۷)

”جس نے اچھا بنایا ہر چیز کو جو اس نے پیدا کی، اور انسان کی پیدائش کی ابتدا مٹی سے کی۔“

﴿أَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللَّهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَىٰ

اللَّهِ يَسِيرٌ ۝۱۹﴾ (العنكبوت : ۱۹)

”کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ کس طرح خلقت کی ابتدا کرتا ہے پھر کس طرح اعادہ کرتا ہے۔ یقیناً یہ (اعادہ) اللہ پر سہل ہے۔“

60۔ الْمُعِيدُ : دوبارہ پیدا کرنے والا

ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَبْدُو الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۚ قُلِ اللَّهُ

يَبْدُو الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ فَأَلَيْ تَتُفَكَّرُونَ ۝۳۴﴾ (یونس : ۳۴)

”کہہ دیجیے! کیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی ہے جو پیدائش کی ابتدا کرتا ہے، پھر اسے دوبارہ بناتا ہے، کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ ہی پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔“

61۔ الْمُحْيِي : زندہ کرنے والا

﴿هُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ ۚ فَإِذَا قُضِيَ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ

فَيَكُونُ ۝۶۱﴾ (المومن : ۶۱)

”وہی ہے جو زندگی دیتا ہے اور موت دیتا ہے، پھر جب وہ کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو صرف یہ کہتا ہے ”ہو جا“ سو وہ ہو جاتا ہے۔“

مزید فرمایا:

﴿فَانظُرْ إِلَىٰ اثَرِ رَحْمَتِ اللَّهِ كَيْفَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ إِنَّ

ذَٰلِكَ لَمِنْ أَمْرِ الْمَوْئِيَّ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝۵۰﴾ (الروم : ۵۰)

”پس آپ رحمت الہی کے آثار دیکھیں کہ زمین کی موت کے بعد کس طرح اللہ تعالیٰ اسے زندہ کرتا ہے؟ کچھ شک نہیں کہ وہی مردوں کو زندہ کرنے والا، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔“

62۔ اَلْمُمِيتُ : موت دینے والا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمْ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ ۖ ﴾ (٦١)

(الانعام : ٦١، ٦٣)

”وہ اپنے بندوں پر پوری قدرت رکھتا ہے اور تم پر نگران فرشتے بھیجتا ہے حتیٰ کہ جب تم میں سے کسی کو موت آتی ہے تو ہمارے فرشتے اس کی جان لے لیتے ہیں، اور وہ ذرہ بھر کوتاہی نہیں کرتے۔“

نیز فرمایا:

﴿ كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۖ ﴾ (البقرہ : ٢٨)

”تم اللہ کے ساتھ کیسے کفر کرتے ہو حالانکہ تم مُردہ تھے، اس نے تمہیں زندہ کیا، پھر تمہیں مار ڈالے گا، پھر تمہیں زندہ کرے گا، پھر اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔“

ایک جگہ ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتَبًا مُّوَجَّلًا ۚ وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا ۖ وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا ۚ وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ۖ ﴾ (آل عمران : ١٤٥)

”بغیر اللہ تعالیٰ کے حکم کے کوئی جاندار نہیں مر سکتا، مقرر شدہ وقت لکھا ہوا ہے، دنیا کی چاہت والوں کو ہم کچھ دنیا دے دیتے ہیں، اور آخرت کا ثواب چاہنے والوں کو ہم وہ بھی دیں گے۔ اور احسان ماننے والوں کو ہم بہت جلد نیک بدلہ دیں گے۔“

نیز قرآن میں ہے:

﴿إِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُونَ ۝۲۳﴾ (الحجر: ۲۳)

”بے شک ہم ہی زندہ کرتے اور مارتے ہیں، اور ہم ہی وارث ہیں۔“

63۔ الْحَيُّ: ہمیشہ زندہ رہنے والا

ارشادِ ربانی ہے:

﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۝﴾ (البقرہ: ۲۵۵)

”اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ ہمیشہ سے زندہ اور قائم رکھنے والا ہے۔“

64۔ الْقَيُّومُ: قائم رکھنے والا، سنبھالنے والا

﴿وَعَنْتِ الْأُجُودُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ ۝ وَقَدْ حَاطَ مِنْ حَمَلٍ ظُلُمًا ۝﴾

(طہ: ۱۱۱)

”اور سب چہرے اس زندہ رہنے والے، قائم رکھنے والے کے لیے جھک جائیں گے، اور یقیناً ناکام ہو جائیں گے، بڑے ظلم کا بوجھ اٹھایا۔“

65۔ الْوَاحِدُ: ہر چیز کا پالنے والا

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّالِمُ مَاءً ۝

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا ۝ وَجَدَ اللَّهُ عِنْدَهُ فَوْقَهُ حِسَابَهُ ۝ وَ

اللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝﴾ (النور: ۳۹)

”اور کافروں کے اعمال مثل اس چمکتی ہوئی ریت کے ہیں جو چٹیل میدان میں ہو جسے پیاسا شخص دور سے پانی سمجھتا ہے لیکن جب اس کے پاس پہنچتا ہے تو اسے کچھ بھی نہیں پاتا، ہاں اللہ کو اپنے پاس پاتا ہے جو اس کا حساب پورا پورا چکا دیتا ہے۔ اللہ بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔“

66۔ اَلْمَجِيدُ: بزرگی اور بڑی شان والا

اللہ عزوجل کے اسماء حسنی میں سے ”اَلْمَجِيدُ“ بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی عظمت و کبریائی والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَهُوَ الْغَفُورُ الْودُودُ ۝۱۳ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ ۝۱۴﴾

(البروج: ۱۴-۱۵)

”اور وہ بڑا معاف کرنے والا، محبت کرنے والا ہے۔ وہ عرش والا، بڑی عظمت والا ہے۔“

67۔ اَلْوَّاحِدُ: اکیلا، تنہا

ارشاد فرمایا:

﴿وَقَالَ اللَّهُ لَا تَتَّخِذُوا إِلَٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ إِنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۚ فَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ ۝۵۱﴾ (النحل: ۵۱)

”اور اللہ نے فرمایا: دو معبود نہ بناؤ۔ معبود تو صرف وہی اکیلا ہے۔ پس تم صرف مجھی سے ڈرو۔“

68۔ اَلْأَحَدُ: صرف اکیلا، یکتا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝۱ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ يَلِدْ ۚ وَلَمْ يُولَدْ ۝۳ وَلَمْ

يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ﴿٣٧﴾ (الاحلاص)

”کہہ دیجیے وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس نے جنا اور نہ وہ جنا گیا، اور نہ ہی کوئی اس کے برابر کا ہے۔“

69۔ الصَّمَدُ: بے نیاز، بے پروا، مستغنی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝﴾ (الاحلاص: ۱، ۲)

”کہہ دیجیے وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے۔“

70۔ الْقَادِرُ: قدرت رکھنے والا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِّنْ

تَحْتِ أَرْضِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيْعًا﴾ (الانعام: ۶۵)

”کہہ دیجیے! اللہ قدرت والا ہے کہ وہ تم پر تمہارے اوپر سے تمہارے پاؤں کے نیچے سے، تم پر کوئی عذاب مسلط کر دے یا تمہیں فرقے فرقے بنادے۔“

71۔ الْمُقْتَدِرُ: پوری قدرت والا، اقتدار والا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كُلِّهَا فَأَخَذْنَاهُمْ أَخْذَ عَزِيزٍ مُّقْتَدِرٍ﴾

(القمر: ۴۲)

”انہوں نے ہماری آیتوں (احکام اور نشانیوں) کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں (اس طرح) پکڑا (جیسے) ایک غالب اور صاحب قدرت کی پکڑ (ہوتی ہے)۔“

72۔ اَلْمُقَدَّمُ: آگے کرنے والا، پہل کرنے والا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ ۚ وَكُلُّ شَيْءٍ
أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ ﴿١٢﴾﴾ (یس: ۱۲)

”بیشک ہم ہی مردوں کو زندہ کریں گے، اور ہم لکھتے ہیں ان کے عمل جو انہوں
نے آگے بھیجے، اور جو انہوں نے پیچھے نشان چھوڑے۔ اور ہر شے کو ہم نے ایک
واضح کتاب (لوح محفوظ) میں ضبط کر رکھا ہے۔“

مزید فرمایا:

﴿قَالَ لَا تَخْتَصِمُوا لَدُنِّي وَقَدْ قَدَّمْتُ إِلَيْكُمْ بِالْوَعِيدِ ﴿٢٨﴾﴾

(ق: ۲۸)

”اللہ فرمائے گا: میرے ہاں مت جھگڑو، میں تمہیں پہلے ہی اس کی خبر دے چکا ہوں۔“

73۔ اَلْمُوَخَّرُ: پیچھے کرنے والا

ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا نُوَخِّرُهُ إِلَّا لِأَجَلٍ مَّعْدُودٍ ﴿١٠٣﴾﴾ (ہود: ۱۰۶)

”اور ہم نے ایک معینہ مدت کے لیے اسے موخر کیا ہے یعنی پیچھے کر دیا ہے۔“^①

74۔ اَلْأَوَّلُ: سب سے اول، پہلا، ازل سے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

① اللہ کا یہ نام سنن ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی اسماء اللہ الحسنیٰ، رقم: ۳۵۰۷ اور مستدرک
حاکم میں آیا ہے۔

﴿هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝۳﴾

(الحديد : ۳)

”وہی پہلے ہے، اور سب سے پیچھے، اور ظاہر ہے، اور چھپا ہوا ہے، اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔“

75۔ الْآخِرُ: سب کے بعد، پیچھے، آخری، ابد تک

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝۳﴾

(الحديد : ۳)

”وہی پہلے ہے، اور سب سے پیچھے، اور ظاہر ہے، اور چھپا ہوا ہے، اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔“

76۔ الظَّاهِرُ: سب سے ظاہر، سامنے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝۳﴾

(الحديد : ۳)

”وہی پہلے ہے، اور سب سے پیچھے۔ اور ظاہر ہے، اور چھپا ہوا ہے۔ اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔“

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَاسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُّنِيرٍ ۝۲۰﴾ (لقمان : ۲۰)

”کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے تمہارے لیے مسخر کیا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے،

اور جو کچھ زمین میں ہے، اور تم پر اپنی ظاہر اور پوشیدہ نعمتیں پوری کر دی ہیں، اور لوگوں میں بعض (ایسے ہیں) جو اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں بغیر کسی علم، بغیر کسی ہدایت اور بغیر کسی، روشن کتاب کے۔“

77۔ الْبَاطِنُ: پوشیدہ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے یہ دُعا سکھائی تھی:

((أَنْتَ الْأَوَّلُ لَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ ، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ ، اقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَأَغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ .)) ❶

”اے اللہ! تو ہی اوّل ہے، تجھ سے پہلے کچھ نہ تھا۔ تو ہی آخر ہے، تیرے بعد کچھ نہیں۔ تو ہی بلند ہے، تجھ سے اوپر کچھ نہیں۔ تو ہی باطن ہے، تیرے علاوہ کچھ نہیں۔ میرا قرض چکا دے اور فقر سے غنی کر دے۔“

78۔ الْوَالِي: مالک

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

﴿ لَهُ مُعَقَّبَاتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ ۚ وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءًا فَلَا مَرَدَّ لَهُ ۚ وَمَا لَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَالٍ ۝۱۱ ﴾

(الرعد : ۱۱)

”اس کے مقرر کیے ہوئے نگران، بندے کے آگے بھی اور اس کے پیچھے بھی لگے ہوئے ہیں، جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں، بے شک اللہ نہیں بدلتا

❶ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، رقم: ۶۸۸۹ - سنن أبی داؤد، کتاب الأدب، رقم: ۵۰۵۱۔

کسی قوم کی حالت یہاں تک کہ وہ آپ اپنی حالت نہ بدلیں (اس سے) جو ان کے دلوں میں ہے، اور اللہ کسی قوم کی سزا کا جب ارادہ کرتا ہے تو اسے ہٹانے کی کوئی صورت نہیں۔ اس کے علاوہ ان کا کوئی مددگار نہیں ہو سکتا۔“

79۔ اَلْمُتَعَالٰی: انتہائی بلند، سب سے بلند و برتر

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَتَعَلَىٰ اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَىٰ إِلَيْكَ وَحْيُهُ ۚ وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا ۝﴾ (طہ: ۱۱۴)

”پس اللہ تعالیٰ عالی شان والا، سچا اور حقیقی بادشاہ ہے، اور آپ قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کریں اس سے پہلے کہ آپ کی طرف اس کی وحی پوری کی جائے، اور کہو، اے میرے رب! مجھے علم میں زیادہ کر۔“

نیز اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوا لَهُ بَنِينَ وَبَنَاتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ سُبْحَنَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُصِفُونَ ۝﴾ (الانعام: ۱۰۰)

”اور انہوں نے جنوں کو اللہ کا شریک بنادیا، حالانکہ اس نے انہیں پیدا کیا ہے۔ اور کچھ جانے بغیر وہ اس کے لیے بیٹے اور بیٹیاں بناتے ہیں۔ وہ پاک ہے اور اس سے بلند تر ہے جو وہ بیان کرتے ہیں۔“

80۔ اَلْبَرُّ: نیکی کرنے والا، بھلائی کرنے والے، احسان کرنے والا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوهُ إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ ۝﴾ (الطور: ۲۸)

”ہم اس سے پہلے اسی کو پکارا کرتے تھے۔ بلاشبہ وہ بڑا احسان کرنے والا، اور رحم کرنے والا ہے۔“

81۔ التَّوَابُ: توبہ قبول کرنے والا، توبہ کی توفیق دینے والا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ الشُّوْعَ بِمَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ فَأُولَٰئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝١٤ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ النَّ وَالَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَٰئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝١٥﴾ (النساء: ١٧، ١٨)

”اللہ تعالیٰ صرف انہی لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جو بوجہ نادانی کوئی برائی کر گزریں، پھر جلد اس سے باز آجائیں اور توبہ کریں، تو اللہ تعالیٰ بھی ان کی توبہ قبول کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بڑے علم والا، حکمت والا ہے۔ ان کی توبہ نہیں جو برائیاں کرتے چلے جائیں، یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آجائے تو کہہ دے کہ میں نے توبہ کی، ان کی توبہ بھی قبول نہیں جو کفر پر ہی مرجائیں، یہی لوگ ہیں جن کے لیے ہم نے المناک عذاب تیار کر رکھے ہیں۔“

نیز فرمایا:

﴿وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ۝٢٥﴾ (الشوری: ٢٥)

”اور وہی ہے جو اپنے بندوں سے توبہ قبول فرماتا ہے، اور برائیوں کو معاف کر دیتا ہے، اور جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔“

مزید ارشاد فرمایا:

﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا حَتَّىٰ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَن لَّا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ١١٨﴾

(التوبہ : ۱۱۸)

”اور تین شخصوں کے حال پر بھی (مہربانی کی) جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا، یہاں تک کہ جب زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگ ہونے لگی، اور وہ خود اپنی جان سے تنگ آ گئے، اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ کے سوا کہیں پناہ نہیں مل سکتی بجز اس کے کہ اس کی طرف رجوع کیا جائے؟ پھر ان کے حال پر توجہ فرمائی تاکہ وہ توبہ کریں۔ بیشک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول والا، بڑا رحم والا ہے۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ، اللہ کے نام التَّوَّاب کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرنے والا اور رجوع کرنے والوں کے گناہ معاف کرنے والا ہے، لہذا جو بھی اللہ کے دربار میں سچے دل سے توبہ کرے اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے، وہ بندوں پر پہلے تو اس انداز سے التفات فرماتا ہے کہ انہیں توبہ کی توفیق دیتا اور ان کے دل اپنی طرف پھیر لیتا ہے، پھر اس انداز سے التفات فرماتا ہے کہ ان کی توبہ قبول کر کے ان کی غلطیوں سے درگزر فرماتا ہے۔“ (تفسیر السعدی، ص: ۴۶)

82۔ اَلْمُنْتَقِمُ: بدلہ لینے والا، انتقام لینے والا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿عَفَا اللَّهُ عَمَّا سَلَفَ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللَّهُ مِنْهُ وَاللَّهُ عَزِيزٌ

ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾ (المائدہ: ۹۵)

”جو کچھ اس حکم سے پہلے ہو چکا اسے اللہ نے معاف کر دیا، اور جو اس کا اعادہ کرے گا اس سے بدلہ لے گا۔ اور اللہ غالب، بدلہ لینے کی طاقت رکھتا ہے۔“

83۔ اَلْعَفُوُّ: درگزر کرنے والا، بہت زیادہ معاف کرنے والا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ﴾ (حج: ۶۰)

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ معاف کرنے والا، اور درگزر کرنے والا ہے۔“

نیز فرمایا:

﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ

كَثِيرٍ ﴿۳۰﴾﴾ (الشوریٰ: ۳۰)

”تمہیں جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ اس کی وجہ سے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا، اور وہ تو بہت سی چیزوں سے درگزر فرماتا ہے۔“

84۔ اَلرَّءُوفُ: شفقت کرنے والا، مہربانی کرنے والا، انتہائی دوست

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِى نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ

رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾﴾ (البقرہ: ۲۰۷)

”اور لوگوں میں (ایک وہ ہے) جو اپنی جان بیچ ڈالتا ہے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے۔ اور اللہ بندوں پر بے حد نرمی و مہربانی کرنے والا ہے۔“

85۔ مَالِكُ الْمُلْكِ: سلطنت اور بادشاہت کا مالک

﴿قُلِ اللَّهُمَّ مَلِكُ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنزِعُ الْمُلْكَ

مِّنْ تَّشَاءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَّشَاءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَّشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ
عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٣٦﴾ (آل عمران: ۲۶)

”آپ کہہ دیجیے، اے اللہ! ملک کے مالک (بادشاہوں کے بادشاہ) جسے تو چاہتا ہے حکومت عطا کرتا ہے، اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے، اور تو جس کو چاہے عزت دیتا ہے، اور جسے چاہے ذلیل کرتا ہے، سب بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے، بلاشبہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔“

86۔ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ: بزرگی والا اور سخاوت والا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَقْفِي وَجْهَ رَبِّكَ ذُو الْجَلَلِ وَالْإِكْرَامِ ﴿٤٦﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبُنِ ﴿٢٨﴾﴾ (رحمن: ۲۷، ۲۸)

”اور تیرے رب کا چہرہ باقی رہے گا، جو بڑی شان و بزرگی والا، اور عزت والا ہے۔ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔“

87۔ الْمُقْسِطُ: انصاف کرنے والا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿سَمْعُونَ لِلْكَذِبِ أَكَلُونَ لِلسُّخْتِ فَإِنْ جَاءُوكَ فَاحْكُم بَيْنَهُمْ
أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ ۖ وَإِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَصُرُّوكَ شَيْئًا ۚ وَإِنْ
حَكَمْتَ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ﴿٣٧﴾﴾
(المائدہ: ۴۲)

”بہت سننے والے ہیں، جھوٹ کو بہت کھانے والے حرام کو، اگر یہ آپ کے پاس آئیں تو آپ ان کے درمیان فیصلہ کر دیں، یا ان سے منہ پھیر لیں (آپ کو

اختیار ہے) اور اگر آپ ان سے منہ پھیر لیں تو ہرگز آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے، اور اگر آپ فیصلہ کریں تو ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کریں، بیشک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“

نیز ارشاد فرمایا:

﴿وَنَضْعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَمَةِ فَلَا تُظْلَمُ﴾

(الانبیاء: ۴۷)

”اور ہم روزِ قیامت انصاف کا میزان رکھیں گے، لہذا کسی کی کچھ حق تلفی نہ ہوگی۔“

88۔ الْجَامِعُ: جمع کرنے والا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْوَعْدَ ۚ﴾ (آل عمران: ۹)

”اے ہمارے رب! بلاشبہ تو سب لوگوں کو ایک دن جمع کرنے والا ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ بے شک اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔“

مزید فرمایا:

﴿فَكَيفَ إِذَا جَمَعْنَاهُمْ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝﴾ (آل عمران: ۲۵)

”سو کیا (حال ہوگا) جب ہم انہیں اس دن جمع کریں گے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں، اور ہر شخص اپنے کیے کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔“

89۔ اَلْغَنَى: بے پرواہ، بے نیاز

قرآن میں مذکور ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝۱۵﴾

(فاطر: ۱۵)

”اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو، اور اللہ ہی سب سے بے پرواہ، تمام تعریفوں کے لائق ہے۔“

قرآن میں ایک اور جگہ یوں آتا ہے:

﴿قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَتْبَعُهَا أَذًى ۗ وَاللَّهُ غَنِيٌّ

حَلِيمٌ ۝۲۳﴾ (البقرہ: ۲۶۳)

”اچھی بات کرنا اور درگزر کرنا بہتر ہے اس خیرات سے جس کے بعد ایذا دینا ہو اور اللہ بے نیاز و بردبار ہے۔“

91۔ اَلْمُغْنَى: بے پرواہ کرنے والا، بے نیاز کر دینے والا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَى ۝۸﴾ (الضحیٰ: ۸)

”اور اس نے آپ کو تنگ دست پایا تو غنی کر دیا۔“

مزید فرمایا:

﴿يَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلًى عَنْ مَّوْلَى شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۝۱۱﴾

(الدخان: ۱۱)

”جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ بھی کام نہ آئے گا، اور نہ ان کی امداد کی جائے گی۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اسم ”الْمُغْنِي“ کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

”اللہ غنی ہے جسے ہر پہلو اور ہر اعتبار سے مکمل اور لامحدود غنا و استغنا حاصل ہے، کیونکہ وہ خود بھی کمال سے متصف ہے، اور اس کی صفات بھی اس قدر کامل ہیں کہ ان میں کسی لحاظ سے کسی نقص کا تصور نہیں کیا جاسکتا، اس کا غنا کے برعکس کیفیت میں ہونا ممکن نہیں، کیونکہ غنا اس کی ذاتی اور لازمی صفات میں سے ہے، آسمان و زمین کے خزانے بلکہ دنیا اور آخرت کے خزانے اس کے ہاتھ میں ہیں، وہ اپنی تمام مخلوقات کو عمومی غنا عطا فرماتا ہے، اور اپنے خاص بندوں کے دلوں پر ربانی معارف اور ایمانی حقائق کا فیض پہنچا کر غنی کر دیتا ہے۔“

(تفسیر السعدی: ۵۱/۱)

91۔ الْمَانِعُ: روکنے والا

منع کرنا اور عطا کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ فرض نمازوں سے سلام پھیرنے کے بعد یہ ورد فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ ، وَلَا مُعْطٰی لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ .)) ❶

”اے اللہ! جسے تو عطا کر دے اس کو کوئی روکنے والا نہیں، اور جس سے تو روک دے اسے کوئی دینے والا نہیں، اور کسی دولت مند کو تیرے ہاں اس کی دولت نفع نہیں دے سکے گی۔“

92۔ الضَّارُّ: نقصان دینے والا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ اِنِّیْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا رَشَدًا ۝﴾ (الجن: ۲۱)

❶ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۸۴۴ - صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۱۳۴۲.

”کہہ دیجیے! بلاشبہ میں تمہارے لیے نہ کوئی نقصان پہنچانے کا اختیار رکھتا ہوں، اور نہ کسی بھلائی کا۔“

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

﴿وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝۱۷﴾ (الانعام: ۱۷)

”اور اگر تمہیں کوئی سختی پہنچائے تو کوئی دور کرنے والا نہیں کوئی اس کے سوا اس کو، اور اگر وہ تمہیں کوئی بھلائی پہنچائے تو وہ ہر شے پر قادر ہے۔“

93۔ النَّافِعُ: نفع دینے والا

اللہ تعالیٰ کی ذات ہی نفع پہنچانے والی ہے۔ قرآن اس حقیقت کو یوں بیان کرتا ہے:

﴿قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبِ لَا سْتَكْتَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَكَاشِهُمُ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝۱۸۸﴾ (الاعراف: ۱۸۸)

”آپ فرمادیجیے کہ میں اپنی ذات خاص کے لیے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی نقصان کا مگر اتنا ہی کہ جتنا اللہ نے چاہا اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سے منافع حاصل کر لیتا، اور کوئی نقصان مجھ کو نہ پہنچتا میں تو محض ان لوگوں کو ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں جو ایمان رکھتے ہیں۔“

نیز قرآن میں مذکور ہے:

﴿قُلْ أَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا﴾

(الانعام: ۷۱)

”کہہ دیجیے! کیا ہم اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکاریں جو ہمیں نہ فائدہ دے سکتے ہیں اور

”نہ نقصان.....“

سورہ یونس میں فرمایا:

﴿قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ إِذَا جَاءَ أَجْلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْذِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٤٩﴾﴾

(یونس : ۴۹)

”کہہ دو میں اپنی ذات کے لیے نہ کسی نقصان کا مالک ہوں اور نہ کسی نفع کا مگر جو اللہ چاہے، ہر امت کے لیے ایک مدت (مہلت) مقرر ہے۔ جب ان کا وقت آجاتا ہے تو وہ نہ ایک گھڑی پیچھے رہتے ہیں، اور نہ آگے بڑھتے ہیں۔“

94۔ النُّورُ: روشن، روشنی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ نُمَثِّلُ نُورَهُ كَبَشْكُوَةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضَيُّءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُورٌ عَلَى نُورٍ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ ﴿٣٥﴾﴾

(النور: ۳۵)

”اللہ ہی آسمانوں اور زمین کا نور ہے، اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے طاق ہو جس میں چراغ ہو، یہ چراغ فانوس میں ہو، وہ فانوس ایسا شفاف ہو جیسے چمکتا ہوا ستارہ، اور وہ چراغ زیتون کے مبارک درخت سے روشن کیا جاتا ہو جو نہ مشرق میں ہوتا ہے اور نہ مغرب میں، اس کے تیل کو اگر آگ نہ بھی چھوئے تو بھی وہ بھڑکنے کے قریب ہوتا ہے، روشنی پر روشنی ہے، اللہ اپنے نور کی طرف جسے چاہتا ہے رہنمائی کرتا ہے.....“

95۔ اَلْهَادِي: ہدایت دینے والا، رہنمائی دینے والا

اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دینے والا ہے، اس کے علاوہ کوئی اور ہدایت نہیں دے سکتا، چند آیات مبارکہ ملاحظہ ہوں:

﴿وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا ۝۳۱﴾ (فرقان : ۳۱)

”اور تیرا پروردگار رہنمائی کرنے والا، اور مددگار کافی ہے۔“

دوسرے مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

﴿مَا أَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ يَهْدِ اللَّهُ قَلْبَهُ

وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝۱۱﴾ (التغابن : ۱۱)

”کوئی مصیبت نہیں پہنچتی مگر اللہ کے اذن سے، اور جو شخص اللہ پر ایمان لے

آئے وہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے۔ اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔“

مزید فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ ۝۱۶﴾

(محمد : ۱۷)

”اور جن لوگوں نے ہدایت قبول کی اس نے انھیں ہدایت میں بڑھا دیا، اور

انھیں ان کا تقویٰ عطا کر دیا۔“

اور سورۃ بقرہ میں فرمایا:

﴿لَيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَا تُنْفِقُوا

مِنْ خَيْرٍ فَلَا يُنْفِسْكُمْ ۚ وَمَا تُنْفِقُونَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ ۚ وَمَا تُنْفِقُوا

مِنْ خَيْرٍ يُؤْتِ إِيَّكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَظْلُمُونَ ۝۲۷۲﴾ (البقرہ : ۲۷۲)

”ان کی ہدایت آپ کا ذمہ نہیں لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، اور تم جو مال

خرچ کرو گے تو اپنے (ہی) واسطے، اور خرچ نہ کرو مگر اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے،

اور تم جو مال خرچ کرو گے تمہیں پورا پورا بدلہ ملے گا، اور تم پر زیادتی نہ کی جائے گی۔“

96۔ اَلْبَدِیْعُ: بے مثال، نئی طرح پیدا کرنے والا، ایجاد کرنے والا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَاِذَا قَضٰی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهُ کُنْ

فَیَکُوْنُ ۝۱۶﴾ (البقرہ: ۱۱۷)

”وہ نئی طرح پیدا کرنے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا، اور جب وہ کسی کام کا

فیصلہ کرتا ہے تو اسے بس یہی کہتا ہے ”ہو جا“ تو وہ ہو جاتا ہے۔“

ایک اور جگہ اپنی اس صفت کے متعلق یوں بیان کرتا ہے:

﴿بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَنِّیْ یَکُوْنُ لَهُ وَلَدٌ وَلَمْ تَکُنْ لَهُ صَاحِبَةً

وَ خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ وَ هُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝۱۱﴾ (الانعام: ۱۰۱)

”وہ زمین اور آسمانوں کو ایجاد کرنے والا ہے، اس کی اولاد کیسے ہو سکتی ہے؟ جب

کہ اس کی بیوی ہی نہیں، اسی نے تو ہر چیز بنائی ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔“

97۔ اَلْبَاقِیُّ: ہمیشہ باقی رہنے والا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَبِیْقٰی وَجْہِ رَبِّکَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِکْرَامِ ۝۲۷﴾ (رحمن: ۲۷)

”فقط آپ کے رب کی ذات ہی باقی رہ جائے گی جو عزت اور بزرگی والا ہے۔“

مزید فرمایا:

﴿مَا عِنْدَکُمْ یَنْفَدُ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۝۹۶ وَ لَتَجْزِیَنَّ الَّذِیْنَ صَبَرُوْا

اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝۹۶﴾ (النحل: ۹۶)

”جو کچھ تمہارے پاس ہے، ختم ہو جائے گا، اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔ اور جن لوگوں نے صبر کیا ہم ضرور انہیں ان کا اجر بدلے میں دیں گے ان کے بہترین عمل کے مطابق جو وہ کیا کرتے تھے۔“

98۔ اَلْوَارِثُ: حقیقی وارث

ارشادِ بانی ہے:

﴿وَذَكَرَ يَٰٓأَيُّدُنَا ذِي رَبِّهٖ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ ۝٨٩﴾

(الانبیاء : ۸۹)

”اور (یاد کرو) ذکر یا کو جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ اے میرے رب! مجھے اکیلا نہ چھوڑنا، اور آپ تو سب وارثوں سے بہتر ذات ہیں۔“

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوا ۚ إِنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ يُورِثُهَا مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝١٢٨﴾

(الاعراف : ۱۲۸)

”موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ تم اللہ سے مدد مانگو، اور صبر کرو بیشک زمین اللہ ہی کی ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے، اور آخرت کی کامیابی ان ہی کی ہوتی ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔“

نیز فرمایا:

﴿وَإِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُونَ ۝٢٣﴾ (الحجر : ۲۳)

”بلاشبہ ہم زندہ کرتے اور مارتے ہیں، اور ہم ہی وارث ہیں۔“

99۔ الرَّشِيدُ: سیدھی راہ والا، سیدھی راہ دکھانے والا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهِ عَلِيمِينَ ۝۵۱﴾

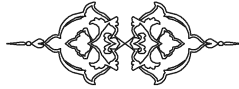
(الانبیاء: ۵۱)

”اور یقیناً دی تھی ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو ہدایت و دانائی اس سے بھی پہلے، اور تھے ہم اس کو خوب جاننے والے۔“

100۔ الصَّبُورُ: صبر کرنے والا

اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ”الصَّبُورُ“ بھی ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ سے مروی

حدیث میں اللہ کا یہ نام وارد ہے۔ ❶



باب نمبر 3

اولیاء اللہ

اولیاء اللہ کون؟

”اولیاء“ سے مراد وہ مخلص اہل ایمان ہیں جو اللہ کی بندگی اور گناہوں سے اجتناب کی وجہ سے اس سے قریب ہو جاتے ہیں۔ ”ولی“ کا معنی ”قریب“ ہے۔ یعنی مومن جب ایمان اور عمل صالح پر کاربند ہوتا ہے، اور شرک اور دوسرے گناہوں سے اجتناب کرتا ہے، تو اللہ رب العزت کے قریب ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّا أَوْلِيََاءُ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ٦٢﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ٦٣ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ٦٤﴾

(یونس : ۶۲ تا ۶۴)

”یاد رکھو! بے شک اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی خوف ہے، اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (گناہوں سے) بچتے رہے، ان کے لیے خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بھی، اللہ کی باتوں کے لیے کوئی تبدیلی نہیں یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

”اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے اولیاء اور محبوب لوگوں کے بارے میں خبر دیتے ہوئے ان

کے اعمال و اوصاف اور ان کے ثواب کا ذکر کرتا ہے، چنانچہ فرماتا ہے: ﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ﴾ ”خبردار! اللہ کے جو دوست ہیں ان پر کوئی خوف نہ ہو گا۔“ یعنی قیامت کے روز میدانِ محشر میں جو خوفناک اور ہول ناک حالات ہوں گے، وہاں انہیں کوئی خوف نہ ہوگا ﴿وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ ”اور نہ وہ غمگین ہوں گے“ ان اعمال پر جو انہوں نے پہلے کیے ہوں گے، کیونکہ انہوں نے اعمالِ صالحہ کے سوا کچھ نہیں کیا ہوگا، چونکہ انہیں کسی قسم کا خوف ہوگا نہ وہ غمزدہ ہوں گے، اس لیے وہاں ان کے لیے امن و سعادت اور خیر کثیر ہوگا، جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اولیاء اللہ کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿الَّذِينَ آمَنُوا﴾ ”وہ جو ایمان لائے“ یعنی جو اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں، اس کی بھیجی ہوئی کتابوں، اس کے مبعوث کیے ہوئے رسولوں، یومِ آخرت اور اچھی بُری تقدیر پر ایمان لائے، اور تقویٰ کے استعمال، اللہ تعالیٰ کے اوامر کی فرمانبرداری اور اس کے نواہی سے اجتناب کر کے اپنے ایمان کی تصدیق کی۔

پس وہ ہر شخص جو مومن اور متقی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہے، اسی لیے فرمایا ﴿لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾ ”ان کے لیے خوش خبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں“ دنیا کے اندر بشارت سے مراد ثنائے حسن، مومنوں کے دلوں میں محبت و مودت، سچے خواب، بندہ مومن کا اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم سے بہرہ ور ہونا، اللہ تعالیٰ کا بہترین اعمال و اخلاق کے راستوں کو آسان کر دینا اور بندے کو بُرے اخلاق سے دُور کر دینا ہے، اور آخرت کی بشارتوں میں اولین بشارت یہ ہے کہ روح قبض کیے جانے کے موقع پر ان کو بشارت دی جاتی ہے۔“ (تفسیر السعدی، تحت هذه الآية)

ان کا ایمان کیسا ہوتا ہے؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ۝﴾

(حم السجده: ۳۰)

”بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ ہمارا رب ہے پھر وہ قائم رہے، ان پر فرشتے اُترتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ خوف نہ کرو اور نہ غم زدہ ہو، اور جنت کی خبر سے خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے، اور قبر میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور ہمیشہ رہنے والی نعمتوں کی خوش خبری دی جائے گی اور قیامت کے روز نعمتوں بھری جنت میں دخول اور دردناک عذاب سے نجات کے ساتھ اس خوشخبری کا اتمام ہوگا۔“

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

”اولیاء اللہ وہ ہیں جن کے دلوں میں ایمان و یقین ہو، جن کا ظاہر تقویٰ اور پرہیزگاری میں ڈوبا ہوا ہو، جتنا تقویٰ ہوگا اتنی ہی ولایت ہوگی، ایسے لوگ محض نڈر اور بے خوف ہیں، قیامت کے دن کی وحشت ان سے دُور ہے، نہ وہ کبھی غم و رنج سے آشنا ہوں گے، دنیا میں جو چھوٹ جائے اس پر انہیں حسرت و افسوس نہیں ہوتا۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور بھی بہت سے سلف صالحین فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ وہ ہیں جن کا چہرہ دیکھنے سے اللہ تبارک و تعالیٰ یاد آجائے۔“

ایمان کے بدلے میں اللہ کا انعام:

اللہ تعالیٰ اہل ایمان و اسلام کو اپنا ولی رکھتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُهُم مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ ۗ

أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٥٧﴾ (البقرہ : ۲۵۷)

”ایمان لانے والوں کا کارساز (دوست) اللہ تعالیٰ خود ہے، وہ انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے، اور کافروں کے اولیاءِ شیطین ہیں۔ وہ انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں، یہ لوگ جہنمی ہیں جو ہمیشہ اسی میں پڑے رہیں گے۔“

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

”اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ اس کی رضا مندی کے طلب گار کو وہ سلامتی کی رہنمائی کرتا ہے، اور کفر و شک کے اندھیروں سے نکال کر نور حق کی صاف روشنی میں لاکھڑا کرتا ہے، کفار کے ولی شیطین ہیں جو جہالت و ضلالت کو، کفر و شرک کو مزین کر کے انہیں ایمان سے اور توحید سے روکتے ہیں، اور یوں نور حق سے ہٹا کر ناحق کے اندھیروں میں جھونک دیتے ہیں، یہی کافر ہیں اور یہ ہمیشہ دوزخ میں ہی پڑے رہیں گے۔“

اور عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں: ﴿اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا﴾ ”ایمان والوں کا کارساز اللہ خود ہے۔“ یہ آیت ان کے اپنے رب سے دوستی پر مشتمل ہے، بایں طور کہ وہ اپنے رب سے محبت رکھتے ہیں پس اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے، اس کے پیاروں سے محبت کرتے اور اس کے دشمنوں سے دشمنی رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ان پر لطف و کرم اور احسان فرماتے ہوئے انہیں کفر، معاصی اور جہل کے اندھیروں سے نکالا، اور ایمان، نیکی اور علم کی روشنی میں پہنچا دیا، اس کے نتیجے میں وہ قبر، حشر اور قیامت کے اندھیروں سے محفوظ رہ کر دائمی نعمت، راحت اور سرور والی جنت میں پہنچ گئے۔ ﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا أُولَئِيَهُمُ الطَّاغُوتُ﴾ ”اور کافروں کے اولیاءِ شیطان ہیں۔ پس انہوں نے شیطان سے اور اس کی پارٹی سے دوستی کی۔ اپنے مالک اور آقا کی دوستی چھوڑ دی۔ اس کی سزا کے طور

پر اللہ تعالیٰ نے ان پر شیطانوں کو مسلط کر دیا، جو انہیں گناہوں کی طرف ہانکتے اور بُرائی پر آمادہ کرتے ہیں۔ اس طرح انہیں ایمان، علم اور نیکی کے نور سے ہٹا کر کفر، معاصی اور جہالت کے اندھیروں میں لے جاتے ہیں۔ ان کے نتیجے میں وہ نیکیوں سے محروم ہو جاتے ہیں اور نعمت اور خوشی حاصل نہیں کر سکتے۔ یہ حسرت کے جہان (جہنم) میں بھی شیطان کی جماعت اور اس کے دوست ہی شمار ہوں گے۔ اس لیے اللہ نے فرمایا: ﴿أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾ ”یہ لوگ جہنمی ہیں۔ وہ ہمیشہ اس میں پڑے رہیں گے۔“ ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ وَلِيَ اللَّهِ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ﴾ (۱۹۶)

(الاعراف: ۱۹۶)

”بیشک میرا کارساز اللہ ہے، جس نے کتاب نازل کی، اور وہی نیکیوں کا یار و مددگار بنتا ہے۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

”پس صالح مومن جب ایمان اور تقویٰ کے ذریعے سے اپنے رب کو اپنا دوست اور سرپرست بنا لیتے ہیں، اور کسی ایسی ہستی کو اپنا دوست نہیں بناتے جو کسی کو نفع پہنچا سکتی ہے نہ نقصان، تو اللہ تعالیٰ ان کا دوست اور مددگار بن جاتا ہے، ان کو اپنے لطف و کرم سے نوازتا ہے، ان کے دین و دنیا کی بھلائی اور مصالح میں ان کی مدد کرتا ہے، اور ان کے ایمان کے ذریعے سے ان سے ہر ناپسندیدہ چیز کو دور کر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ يُدْفِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا﴾ (الحج: ۳۸) ”اللہ تعالیٰ اہل ایمان سے ان کے دشمنوں کو ہٹاتا ہے۔“

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

”سنو میں تو اللہ تعالیٰ کو اپنا حمایتی اور مددگار سمجھتا ہوں، وہی میرا بچانے والا ہے

اور وہ مجھے کافی وانی ہے، اس پر میرا بھروسہ ہے اسی سے میرا لگاؤ ہے، میں ہی نہیں، ہر نیک بندہ یہی کرتا ہے۔ اور وہ بھی اپنے تمام سچے غلاموں کی نگہبانی اور حفاظت کرتا رہتا ہے، اور کرتا رہے گا۔ میرے بعد بھی ان سب کا نگران اور محافظ وہی ہے۔“

اولیاء اللہ کا کردار اور ان کا تعلق خالق و مخلوق کے ساتھ
قرآن میں ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ ۚ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٌ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُمْ فِئَتَهُ مِّنْهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ٥١﴾ فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَىٰ أَن تُصِيبَنَا دَآئِرَةٌ ۚ فَعَسَىٰ اللَّهُ أَن يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهِ فَيُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا أَسْرُوا فِي أَنفُسِهِمْ فَدَمِيمِينَ ٥٢﴾ وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا أَهَؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ ۖ إِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَأَصْبَحُوا خَاسِرِينَ ٥٣﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ ۖ أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ ٥٤﴾ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ۚ ذَٰلِكُمْ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ٥٥﴾ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ٥٦﴾ وَمَن يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ٥٧﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا

دَیْتَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ
وَالْكَافَرِ أُولِيَاءَ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٥٧﴾ وَإِذَا نَادَيْتُمُ
إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَلَعِبًا ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٥٨﴾
قُلْ يَٰ أَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَنفِقُونَ مِنَّا إِلَّا أَنْ أَمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ
إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَأَنَّ أَكْثَرَكُمْ فَسِقُونَ ﴿٥٩﴾ قُلْ هَلْ
أُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذَٰلِكَ مَثُوبَةً عِنْدَ اللَّهِ ۚ مَنْ لَعَنَهُ اللَّهُ وَغَضِبَ
عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمْ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوتِ ۚ أُولَٰئِكَ
شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ ﴿٦٠﴾ ﴿المائدہ : ٦٠، ٥١﴾

”اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، اور تم میں سے جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو بیشک وہ ان میں سے ہوگا، بیشک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ پس تو دیکھے گا جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے، وہ ان (یہود و نصاریٰ) کی طرف دوڑتے ہیں، ہمیں ڈر ہے کہ ہم پر گردش زمانہ نہ آجائے، سو قریب ہے کہ اللہ فتح لائے یا اپنے پاس سے کوئی معاملہ، پھر تو یہ اپنے دلوں میں چھپائی ہوئی باتوں پر نادم ہونے لگیں گے اور کہیں گے، یہی وہ لوگ ہیں جو بڑے مبالغہ سے اللہ کی قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں، اور مومن، ان کے عمل ضائع ہو گئے، پس وہ نقصان اٹھانے والے ہو گئے۔ اے ایمان والو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے تو عنقریب اللہ ایسی قوم لائے گا جن سے وہ محبت رکھتا ہوگا، اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں گے۔ وہ مومنوں پر نرم دل ہوں گے، کافروں پر سخت، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے، اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے، یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ وسیع حکمت والا

ہے۔ بلاشبہ تمہارا دوست اللہ، اس کا رسول اور وہ مومن لوگ ہیں، جو نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں، اور (اللہ کے حضور) رکوع کرنے والے ہیں۔ جو دوست رکھے اللہ اور اس کے رسول کو اور ایمان والوں کو، تو بیشک اللہ کی جماعت ہی (سب پر) غالب ہوگی۔ اے ایمان والو! (دوست) نہ بناؤ ان لوگوں کو جنہوں نے تمہارے دین کو مذاق اور کھیل بنا لیا (یعنی وہ) جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور نہ ہی کافروں کو دوست بناؤ، اور اللہ سے ڈرو، اگر تم ایمان والے ہو۔ اور جب تم نماز کے لیے پکارتے ہو (اذان دیتے ہو) تو وہ اسے ایک مذاق اور کھیل ٹھہراتے ہیں، یہ اس لیے کہ وہ بے عقل ہیں۔ آپ کہہ دیں، اے اہل کتاب! کیا تم ہم سے صرف اس وجہ سے دشمنیاں کر رہے ہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر، اور اس پر جو ہماری طرف نازل کیا گیا، اور جو پہلے اس سے نازل کیا گیا، اور یہ کہ تم میں سے اکثر نافرمان ہیں۔ آپ کہہ دیں کیا میں تمہیں بتلاؤں اللہ کے ہاں اس سے بدتر جزا پانے والا وہ ہے جس پر اللہ نے لعنت کی اور اس پر غضب کیا، اور ان میں سے بعض کو بندر اور خنزیر بنا دیا، اور بعض کو طاغوت کے بندے بنا دیا۔ یہی لوگ بدتر درجے والے اور سیدھے راستے سے زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں۔“

مذکورہ بالا آیات میں یہود و نصاریٰ سے موالات (دلی دوستی) و محبت کا رشتہ قائم کرنے سے منع کیا گیا ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں، اور اس پر اتنی سخت وعید بیان فرمائی کہ جو ان سے دوستی رکھے گا وہ انہی میں سے سمجھا جائیگا۔

مردین کے مقابلے میں اللہ جس قوم کو کھڑا کرے گا، ان کی چار نمایاں صفات بیان کی جا رہی ہیں:

- 1۔ اللہ سے محبت کرنا، اور اس کا محبوب ہونا۔
- 2۔ اہل ایمان کے لیے نرم اور کفار کے لیے سخت ہونا۔

3۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

4۔ اور اللہ کے بارے میں کسی ملامت سے نہ ڈرنا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان صفات سے متصف اور ان خوبیوں کا مظہر تھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا و آخرت کی سعادتوں سے مشرف فرمایا، اور دنیا ہی میں اپنی رضامندی کی سند سے نواز دیا۔

قرآن کی اس بیان کردہ حقیقت کا مشاہدہ ہر شخص کر سکتا ہے کہ یہود و نصاریٰ کا آپس میں عقائد کے لحاظ سے شدید اختلاف اور باہمی بغض و عناد پایا جاتا ہے، لیکن اس کے باوجود یہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایک دوسرے کے معاون و محافظ ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہی اپنے نیک بندوں کا مددگار ہے۔ قرآن میں مذکور ہے کہ یوسف علیہ السلام نے دعا فرمائی:

﴿رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۖ أَنْتَ وَلِيَّ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ﴾ (یوسف : ۱۰۱)

”اے میرے رب! تو نے مجھے ملک عطا فرمایا، اور تو نے مجھے خواب کی تعبیر سکھائی، اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، تو ہی میرا دنیا اور آخرت میں یار و مددگار ہے، تو مجھے اسلام کی حالت میں فوت کر، اور مجھے اور نیکوکاروں میں ملا دے۔“

مؤمنین کو ہدایات اور اہل اہواء کا کردار

نیز فرمایا:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّوهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ ۚ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرُونَ

الْعَذَابِ ۚ إِنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۚ وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ ﴿١٦٥﴾ إِذْ تَبَرَّأَ
الَّذِينَ اتَّبَعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوْا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ
الْأَسْبَابُ ﴿١٦٦﴾ وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّا كُنَّا نَدْرِكُهُ فَنُكَلِّمُهُمْ
كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا كَذَلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ ۚ وَ
مَا هُمْ بِخُرِجِينَ مِنَ النَّارِ ﴿١٦٧﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا
طَيِّبًا ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ﴿١٦٨﴾ إِنَّمَا
يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَن تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿١٦٩﴾
وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا آفَئِنَّا
عَلَيْهِ آبَاءُنَا أَوْ لَوْ كَانَ أَبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ﴿١٧٠﴾
وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً وَ
نِدَاءً ۚ طَمَعْتُمْ بَكُمْ عُمَىٰ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿١٧١﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن
طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴿١٧٢﴾
إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهْلَ بِهِ لِغَيْرِ
اللَّهِ ۚ فَمَن اضْطَرَّ غَيْرَ بَاطِلٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ
رَّحِيمٌ ﴿١٧٣﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ
بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا
يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٧٤﴾
أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ وَالْعَذَابَ بِالْغُفْرَةِ ۚ فَمَا
أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿١٧٥﴾ ﴿البقره: ١٦٥، ١٧٥﴾

”بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت

رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے۔ اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں کاش کہ مشرک لوگ جانتے جبکہ اللہ کے عذابوں کو دیکھ کر (جان لیں گے) کہ تمام طاقت اللہ ہی کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ عذاب دینے والا ہے (تو ہر گز شرک نہ کرتے) جس وقت پیشوا لوگ اپنے تابعداروں سے بیزار ہو جائیں گے اور عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے اور سب رشتے ناطے ٹوٹ جائیں گے اور تابعدار لوگ کہنے لگیں گے: کاش ہم دنیا کی طرف دوبارہ جائیں تو ہم بھی ان سے ایسے ہی بیزار ہو جائیں جیسے یہ ہم سے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ انہیں ان کے اعمال دکھائے گا ان کو حسرت دلانے کے لیے، یہ ہر گز جہنم سے نہ نکلیں گے۔ لوگو! زمین میں جتنی بھی حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں انہیں کھاؤ پیو اور شیطانی راہ پر نہ چلو، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ وہ تمہیں صرف برائی اور بے حیائی کا اور اللہ تعالیٰ پر ان باتوں کے کہنے کا حکم دیتا ہے جن کا تمہیں علم نہیں۔ اور ان سے جب کبھی کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب کی تابعداری کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اس طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا، گو ان کے باپ دادے نہ کچھ عقل رکھتے ہوں اور نہ ہدایت یافتہ ہوں۔ کفار کی مثال ان جانوروں کی طرح ہے جو اپنے چرواہے کی صرف پکار اور آواز ہی سنتے ہیں (سمجھتے نہیں) وہ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں، انہیں عقل نہیں۔ اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں دے رکھی ہیں انہیں کھاؤ پیو اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرو، اگر تم صرف اسی کی عبادت کرتے ہو۔ تم پر مردہ اور (بہتا ہوا) خون اور سور کا گوشت اور ہر وہ چیز جس پر اللہ کے سوا دوسروں کا نام پر پکارا گیا ہو حرام ہے، پھر جو مجبور ہو جائے، اور وہ حد سے بڑھنے والا، زیادتی کرنے والا نہ ہو، اس پر ان کے کھانے میں کوئی گناہ نہیں، اللہ تعالیٰ بخشش

کرنے والا مہربان ہے۔ بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب چھپاتے ہیں اور اسے تھوڑی سی قیمت پر بیچتے ہیں۔ یقین مانو کہ یہ پیٹ میں آگ بھڑ رہے ہیں۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے بات بھی نہ کرے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی اور مغفرت کے بدلے عذاب کو خرید لیا ہے سو وہ آگ پر کس قدر صبر کرنے والے ہیں۔“

مذکورہ بالا آیتوں میں آخرت میں پیروں اور گدی نشینوں کی بے بسی اور بے وفائی پر مشرکین حسرت کریں گے لیکن وہاں اس حسرت کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کاش وہ دنیا میں ہی شرک سے توبہ کر لیں۔“

یعنی شیطان کے پیچھے لگ کر اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام مت کرو جس طرح مشرکین نے کیا کہ وہ اپنے بتوں کے نام وقف جانوروں کو حرام کر لیتے تھے جسکی تفصیل کے لیے سورہ انعام دیکھیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((وَإِنِّي خَلَقْتُ عِبَادِي حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ ، وَإِنَّهُمْ أَتَتْهُمْ الشَّيَاطِينُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِينِهِمْ ، وَحَرَّمْتُ عَلَيْهِمْ مَا أَحَلَلْتُ لَهُمْ)) ❶

”میں نے اپنے بندوں کو دین حنیف پر پیدا کیا، پس شیطان نے ان کو ان کے دین سے گمراہ کر دیا، اور جو چیزیں میں نے ان کے لیے حلال کیں تھیں وہ اس نے ان کے لیے حرام کر دیں۔“

اللہ کس کا ولی ہے؟

﴿إِنَّهُمْ لَكُنُ يُعْذِرُونَكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۚ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ بَعْضُهُمْ

❶ صحیح مسلم، کتاب الجنة و نعيمها، باب الصفات التي يعرف بها في الدنيا اهل الجنة و اهل النار،

أُولِيَاءَ بَعْضٍ ۖ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ ﴿١٩﴾ ﴿الجاثیہ : ١٩﴾

”بیشک وہ اللہ کے مقابلے میں ہرگز آپ کے کسی کام نہ آئیں گے، اور بیشک ظالم ایک دوسرے کے دوست ہیں، اور اللہ پرہیزگاروں کا دوست ہے۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

”یعنی اگر تو ان کی خواہشات نفس کی پیروی کرے تو یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تجھے کوئی فائدہ نہ دے سکیں گے کہ تجھے کوئی بھلائی حاصل ہو، یا تجھ سے کوئی بُرائی دُور ہو، تیرے لیے درست نہیں کہ تو ان کی موافقت کرے، اور ان سے موالات رکھے، کیونکہ آپ اور وہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہیں، اور وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ ﴿وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ﴾ ”اور اللہ متقیوں کا دوست ہے۔“ اللہ تعالیٰ متقین کو ان کے تقویٰ اور نیک عمل کے سبب سے اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے۔“

اور حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

”پرہیزگاروں کا ولی و ناصر، رفیق و کارساز پروردگارِ عالم ہے، جو انہیں اندھیروں سے ہٹا کر نور کی طرف لے جاتا ہے، اور کافروں کے دوست شیاطین ہیں، جو انہیں روشنی سے ہٹا کر اندھیروں میں جھونکتے ہیں، یہ قرآنِ حکیم ان لوگوں کے لیے جو یقین رکھتے ہیں، دلائل کے ساتھ ہی ہدایت و رحمت ہے۔“

مؤمنین کن کو دوست بنائیں؟

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَنْ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ حَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي تُسِرُّونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ

وَمَا أَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَفْعَلُهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ① ﴿

(الممتحنہ : ۱)

”اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو! میرے اور اپنے دشمنوں کو اپنا دوست نہ سمجھو، تم تو محبت کی بنیاد ڈالنے کے لیے ان کی طرف پیغام بھیجتے ہو، اور وہ اس حق کے ساتھ جو تمہارے پاس آچکا ہے کفر کرتے ہیں، پیغمبر (ﷺ) کو اور خود تمہیں بھی محض اس وجہ سے نکالتے ہیں کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لائے ہو، اگر تم میری راہ میں جہاد کے لیے، اور میری رضا مندی کی طلب میں لائے ہو (ان سے دوستیاں نہ کرو) تم ان کے پاس محبت کا پیغام پوشیدہ پوشیدہ بھیجتے ہو، اور مجھے خوب معلوم ہے جو تم نے چھپایا اور جو تم نے ظاہر کیا، تم میں سے جو بھی اس کام کو کرے گا، پس وہ یقیناً راہ راست سے بہک جائے گا۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا أَحَبَّ اللَّهُ الْعَبْدَ نَادَى جِبْرِيلَ: إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا ، فَأَحْبِبْهُ ، فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ ، فَيُنَادِي جِبْرِيلُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ ، إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا ، فَأَحْبِبُوهُ ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ، ثُمَّ يُوَضَّعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ .)) ①

”جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو جبرئیل کو با آواز بلند یہ بتاتا ہے کہ دیکھو! میں فلاں شخص کو دوست رکھتا ہوں، پس تم بھی اس سے محبت رکھو، تو وہ جبرائیل اس کی تمام آسمان والوں میں بلند آواز سے منادی کر دیتے ہیں کہ فلاں سے اللہ تعالیٰ محبت رکھتا ہے۔ لہذا اس سے محبت رکھو آسمان والے اس سے محبت

① صحیح بخاری ، کتاب بدء الخلق ، رقم : ۳۲۰۹ - صحیح مسلم ، کتاب البر والصلة والآداب ،

رقم : ۲۶۳۷ - مؤطا مالک : ۹۵۳/۲ ، رقم : ۱۷۱۰ .

کرنے لگتے ہیں۔ پھر ساری زمین والوں کے دلوں میں اس کی محبت و شہرت اتار دی جاتی ہے۔“

نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

((مَنْ آلَ مُحَمَّدٍ؟ فَقَالَ: كُلُّ تَقِيٍّ وَتَلَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنْ أَوْلِيَاءُ هَ إِلَّا الْمُتَّقُونَ.)) ❶

”بے شک فلاں خاندان والے میرے دوست نہیں، میرے آل تو صرف متقی لوگ ہیں۔ اور پھر آپ نے قرآن کی آیت پڑھی کہ ”آپ کے دوست صرف متقی ہیں۔“

جو اللہ کا ولی بننے کی کوشش نہیں کرتا

﴿وَيَوْمَ يُحْشَرُ لَهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهَؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ﴾ ❷ قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنْتَ وَلِيِّنَا مَنْ دُونِهِمْ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ﴾ ❸ (سبا : ۴۰، ۴۱)

”اور جس دن وہ ان سب کو جمع کر لے گا، پھر فرشتوں سے فرمائے گا: کیا یہ لوگ تمہاری ہی عبادت کرتے تھے؟ وہ کہیں گے: تیری ذات پاک ہے، تو ہمارا دوست (سرپرست) ہے، نہ کہ یہ بلکہ وہ لوگ تو جنوں کی عبادت کرتے تھے، ان میں سے اکثر انہی پر ایمان رکھنے والے تھے۔“

اولیاء کی راتیں اور ان کا ابدی ٹھکانہ

﴿إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ﴾ ❹ تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ

يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿١٦﴾ فَلَا تَعْلَمُ
نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٧﴾
أَفَمَن كَانَ مُؤْمِنًا كَمَن كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ ﴿١٨﴾ أَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ جَنَّاتُ النَّارِ يُزَلُّونَ بِهَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٩﴾
(السجده: ١٥، ١٩)

”ہماری آیتوں پر وہی ایمان لاتے ہیں، جنہیں جب بھی نصیحت کی جاتی ہے تو وہ
سجدے میں گر پڑتے ہیں، اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح پڑھتے ہیں،
اور تکبر نہیں کرتے۔ ان کے پہلو بستروں سے جدا رہتے ہیں، اور وہ اپنے رب کو
خوف اور امید کیساتھ پکارتے ہیں، اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے اس
میں سے خرچ کرتے ہیں۔ کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان کے لیے آنکھوں کی
ٹھنڈک میں سے کیا کچھ چھپا کر رکھا ہے، اس عمل کی جزا کے لیے جو وہ کیا کرتے
تھے۔ تو کیا وہ شخص جو مومن ہو اس کی طرح ہے جو نافرمان ہو یہ برابر نہیں ہو
سکتے۔ جن لوگوں نے ایمان قبول کیا، اور نیک اعمال بھی کیے ان کے لیے ہمیشگی
والی جنتیں ہیں، مہمانداری ہے ان کے اعمال کے بدلے جو وہ کرتے تھے۔“

یعنی اطاعت و فرمانبرداری کا راستہ اختیار کرتے ہیں، جاہلوں اور کافروں کی طرح تکبر نہیں کرتے،
اس لیے کہ اللہ کی عبادت سے تکبر کرنا جہنم میں لے جانے کا سبب ہے۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ ذُخْرَيْنَ﴾

(سورة المومن: ٦٠)

”بے شک جو لوگ اللہ کی عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب وہ ذلیل و خوار ہو
کر جہنم میں داخل ہوں گے۔“

اس لیے اہل ایمان کا معاملہ ان کے برعکس ہوتا ہے، وہ اللہ کے سامنے ہر وقت عاجزی،

ذلت و مسکینی اور خشوع و خضوع کا اظہار کرتے ہیں۔

اولیاء اللہ کی امتیازی صفات

﴿الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالصَّرَّاءِ وَالْكُظَيْبِ الْعَظِيمِ وَالْعَافِينَ

عَنِ النَّاسِ ۖ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ (آل عمران : ۱۳۴)

”جو لوگ آسانی اور تنگی میں (اللہ کے راستے میں) خرچ کرتے ہیں، غصہ پیٹنے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں، اور اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“

((عَنْ أَبِي كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : ثَلَاثَةٌ أَقْسِمُ عَلَيْهِنَّ وَأَحَدُكُمْ حَدِيثًا فَاحْفَظُوهُ ، قَالَ : مَا نَقَصَ مَالٌ عَبْدٌ مِنْ صَدَقَةٍ ، وَلَا ظَلِمَ عَبْدٌ مَظْلَمَةً فَصَبَرَ عَلَيْهَا إِلَّا زَادَهُ اللَّهُ عِزًّا ، وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْئَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ .)) ❶

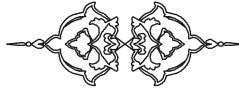
رسول مقبول ﷺ فرماتے ہیں: ”تین باتوں پر میں قسم کھاتا ہوں:

- 1- ایک تو یہ کہ صدقہ سے مال نہیں گھٹتا۔
- 2- دوسرے یہ کہ عفو و درگزر کرنے سے انسان کی عزت بڑھتی ہے۔
- 3- تیسری یہ کہ جو بندہ مانگنے کا دروازہ کھولتا ہے، اللہ اس کے لیے فقر و غربت کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تم میں سے کوئی ایسا ہے جسے اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ محبوب ہو؟ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کوئی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا

❶ سنن ترمذی، کتاب الزہد، رقم : ۲۳۲۵۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

میں تو دیکھتا ہوں کہ تم اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کا مال چاہتے ہو، اس لیے کہ تمہارا مال تو درحقیقت وہ ہے جو تم اللہ کی راہ میں اپنی زندگی میں خرچ کر دو اور جو چھوڑ کر جاؤ وہ تمہارا مال نہیں، بلکہ تمہارے وارثوں کا مال ہے تو تمہارا اللہ کی راہ میں کم خرچ کرنا اور زیادہ جمع کرنا یہ دلیل ہے اس امر کی کہ تم اپنے مال سے اپنے وارثوں کے مال کو زیادہ عزیز رکھتے ہو، پھر فرمایا: تم پہلوان کسے جانتے ہو؟ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اُسے جسے کوئی گرا نہ سکے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں، بلکہ حقیقتاً زوردار پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے جذبات پر قابو رکھے۔ پھر فرمایا: بے اولاد کسے کہتے ہو؟ لوگوں نے کہا: جس کی اولاد نہ ہو۔ فرمایا: نہیں بلکہ فی الواقع بے اولاد وہ ہے جس کے سامنے اس کی کوئی اولاد مری نہ ہو۔^①



① صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ۲۶۰۸.

باب نمبر 4

حقیقی اولیاء اللہ مومن اور متقی ہیں

اللہ تعالیٰ کے دوست وہ مخلص اہل ایمان ہیں جو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کے سبب اس سے قریب ہو جاتے ہیں، چنانچہ خلاق دو عالم اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ٦٢﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ٦٣ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ٦٤ وَلَا يَحْزُنكَ قَوْلُهُمْ إِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ٦٥﴾

(یونس : ٦٢، ٦٥)

”سن لو بے شک جو اللہ کے دوست ہیں نہ ان پر کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے، یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (گناہوں سے) بچتے رہے۔ ان کے لیے دنیاوی زندگی میں اور آخرت میں بھی خوشخبری ہے، اللہ کی باتوں کے لیے کوئی تبدیلی نہیں، یہ عظیم کامیابی ہے، آپ کو ان کی باتیں غمگین نہ کریں، بے شک ساری کی ساری عزت اللہ ہی کے لیے ہے۔ وہ ہر بات سننے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔“

ڈاکٹر لقمان سلفی رقم طراز ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہیں دنیا اور آخرت دونوں جگہ اپنی رحمت، رضا مندی

اور جنت کی خوش خبری دی ہے۔ امام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہم نے ابو الدرداء اور عبادہ بن صامت سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دنیاوی زندگی میں بشارت سے مراد نیک خواب ہے جو مسلمان آدمی دیکھتا ہے“ اور قرآن و سنت سے یہ بھی ثابت ہے کہ فرشتے موت سے پہلے اللہ کے نیک بندوں کو جنت کی خوش خبری دے دیتے ہیں۔“ (تیسیر الرحمن: ۱/۹۱۶)

عزت دار اور مومن کون ہوتا ہے؟

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ١٣﴾ قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلَكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ وَإِنْ تُطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِتْكُمْ مِنَ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ١٤﴾ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّدِيقُونَ ١٥﴾

(الحجرات: ۱۳، ۱۵)

”اے لوگو! بے شک ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا، اور ہم نے تمہیں قومیں اور قبیلے بنادیا، تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، بیشک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے بڑا عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے، اللہ بیشک سب کچھ جاننے والا پوری خبر رکھنے والا ہے۔ دیہاتی کہتے ہیں: ہم ایمان لائے، آپ (ﷺ) فرمادیں کہ تم ایمان نہیں لائے ہو بلکہ کہو کہ ہم مطیع ہو گئے

ہیں، اور ابھی تمہارے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا، اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو گے تو اللہ تمہارے اعمال سے کچھ کمی نہ کرے گا، بیشک اللہ بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔ مومن ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے، پھر وہ شک میں نہ پڑے، اور انہوں نے اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا، یہی لوگ سچے ہیں۔ آپ فرمادیں! کیا تم اللہ کو اپنے دین سے آگاہ کر رہے ہو، حالانکہ اللہ جانتا ہے جو آسمانوں میں اور جو زمین میں ہے اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔“

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی مایہ ناز تفسیر میں رقم طراز ہیں:

”اللہ کے ہاں برتری کا معیار خاندان، قبیلہ اور نسل و نسب نہیں ہے جو کسی انسان کے اختیار میں ہی نہیں ہے بلکہ یہ معیار تقویٰ ہے، جس کا اختیار کرنا انسان کے ارادہ و اختیار میں ہے۔ یہی آیت ان علماء کی دلیل ہے جو نکاح میں کفایت (برابری کا جوڑ) نسب کو ضروری نہیں سمجھتے اور صرف دین کی بنیاد پر نکاح کو پسند کرتے ہیں۔“ (تفسیر ابن کثیر، تحت هذه الآية)

کن چیزوں پر ایمان ضروری اور مومنین کی دعا

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهِ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ كُلُّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۚ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝۸۵ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهِمَا مَا اَكْتَسَبَتِ ۚ رَبَّنَا لَا تُوَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا ۙ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلٰی الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحِثْ عَلَيْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ ۚ

وَاعْفُ عَنَّا وَاعْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا إِنَّكَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى
الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿٢٨٦﴾ (البقرہ : ۲۸۵، ۲۸۶)

”رسول اس پر ایمان لایا جو کچھ اس کی طرف اس کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا، اور سب مومن (بھی) ایمان لائے، اور یہ سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، ہم اس کے رسولوں میں سے کسی ایک کے درمیان فرق نہیں کرتے، اور انہوں نے کہا: ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی، تیری بخشش مانگتے ہیں، اے ہمارے رب! اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی گنجائش (کے مطابق) اس کے لیے (اجر) ہے اس پر جو اس نے نیکی کی اور اس پر (عذاب) ہے جو اس نے گناہ کمایا، اے ہمارے رب! ہمیں نہ پکڑ، اگر ہم بھول جائیں یا کوئی خطا کر جائیں، اے ہمارے رب! ہم پر کوئی بھاری بوجھ نہ ڈال، جیسے تو نے ان لوگوں پر ڈالا جو ہم سے پہلے تھے، اے ہمارے رب! اور ہم سے وہ چیز نہ اٹھوا جس کے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہ ہو، اور ہم سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے، اور ہم پر رحم کر، تو ہمارا مالک ہے۔ پس کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔“

مذکورہ بالا آیات میں ان ایمانیات کا ذکر ہے جن پر اہل ایمان کو ایمان رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، اور اس پر مترادف یہ کہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی رحمت و شفقت اور اس کے فضل و کرم کا تذکرہ ہے کہ اس نے انسان کو کسی ایسی بات کا مکلف نہیں کیا ہے جو اس کی طاقت سے بالا ہو۔

مومن متقی اور خرچ کرنے والا ہوتا ہے

﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَأَنْفِقُوا خَيْرًا
لِّأَنْفُسِكُمْ ۚ وَمَنْ يُوقِ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْبَٰرِحُونَ ۝۱۶﴾

تَقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَعِّفَهُ لَكُمْ وَيَغْفِرَ لَكُمْ وَاللَّهُ شَكُورٌ
حَلِيمٌ ﴿١٨﴾ عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٩﴾

(التغاین : ۱۸، ۱۹)

”پس جہاں تک ہو سکے تم اللہ سے ڈرو، اور سنو اور اطاعت کرو، اور خرچ کرو (یہ) تمہارے لیے بہتر ہے، اور جو اپنے نفس سے بچالیا گیا، یہی لوگ فلاح (دو جہان میں کامیابی) پانے والے ہیں۔ اگر تم اللہ کو قرض حسنہ دو گے تو وہ تمہارے لیے اسے کئی گنا کر دے گا، اور وہ تمہیں بخش دے گا، اور اللہ قدر دان، بے حد، بردباد ہے، ہر پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والا، سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔“
عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

”اللہ تبارک و تعالیٰ تقویٰ کا حکم دیتا ہے جو اس کے اوامر کے سامنے سر تسلیم خم کرنے، اور اس کے نواہی سے اجتناب کرنے کا نام ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اس کو استطاعت اور قدرت سے مقید رکھا ہے۔ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ ہر وہ واجب جس کو ادا کرنے سے بندہ عاجز ہو اس سے ساقط ہو جاتا ہے، اگر کچھ امور پر عمل کرنے کی قدرت رکھتا ہے اور کچھ پر قدرت نہیں رکھتا تو وہ انہی امور پر عمل کرے گا جن پر عمل کرنے کی وہ قدرت رکھتا ہے۔ اور جن پر عمل کرنے سے عاجز ہے وہ اس سے ساقط ہو جائیں گے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأَتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ)) ❶

”جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو جتنی تم میں استطاعت ہے اس کے مطابق اس پر عمل کرو۔“

اس شرعی قاعدے میں اتنی زیادہ فروع داخل ہیں جن کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔“

(تفسیر السعدی : ۲۷۸۶/۳)

❶ صحیح بخاری، رقم : ۷۲۸۸ - صحیح مسلم، رقم : ۳۳۷ - مسند احمد : ۴۲۸/۲، واللفظ لہ۔

ان چیزوں پر ایمان لانا کامیابی کی ضمانت ہے

مزید فرمایا:

﴿الْم ۱ ذَلِكِ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ۲ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۳ وَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۴ أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۵﴾
(البقرہ : ۱، ۵)

”الْم۔ یہ کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں، پرہیزگاروں کو راہ دکھانے والی ہے، جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں، نماز قائم کرتے، اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں، اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں اس پر جو آپ کی طرف اتارا گیا، اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا، اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں۔ اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ ان آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ﴾ ”متقیوں کے لیے ہدایت ہے۔“ (الہدٰی) وہ چیز ہے جس کے ذریعے سے گمراہی اور شبہات کی تاریکی میں راہ نمائی حاصل ہو، اور جو فائدہ مند راستوں پر گامزن ہونے میں راہ نمائی کرے، اور اللہ تعالیٰ نے لفظ (هُدًى) استعمال کیا ہے اور اس میں معمول کو حذف کر دیا گیا ہے، اور یہ نہیں کہا کہ فلاں مصلحت اور فلاں چیز کی طرف راہ نمائی (ہدایت) ہے کیونکہ اس سے عموم مراد ہے، اور اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ کتاب دنیا و آخرت کے تمام مصالح کی طرف راہ نمائی ہے، لہذا یہ تمام اصولی اور فروعی مسائل میں بندوں کی راہنما ہے، باطل میں سے حق کو اور ضعیف میں سے صحیح کو واضح کرتی ہے، نیز بندوں کے

سامنے بیان کرتی ہے کہ دنیا و آخرت کے لیے فائدہ مند راستوں پر انہیں کیسے چلنا چاہیے۔ ایک دوسرے مقام پر (هُدًى لِّلنَّاسِ) (البقرہ: ۱۸۵) ”تمام لوگوں کے لیے ہدایت ہے“ فرما کر اس کو عام کر دیا۔

اس مقام پر اور بعض دیگر مقامات پر فرمایا (هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ) کیونکہ فی نفسہ تمام لوگوں کے لیے ہدایت ہے لیکن چونکہ بد بخت لوگ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کی راہ نمائی قبول نہیں کرتے، اس لیے اس کے ذریعے سے ان پر حجت قائم ہو گئی ہے کہ انہوں نے اپنی بد بختی کے سبب سے اس ہدایت سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ رہے متقی لوگ تو انہوں نے حصولِ ہدایت کے لیے سب سے بڑا سبب پیش کیا ہے، اور وہ ہے تقویٰ، اور تقویٰ کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے اوامر کی اطاعت، اس کی منہیات سے اجتناب کرتے ہوئے ایسے اُمور کو اختیار کرنا، جو بندے کو اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور اس کے عذاب سے بچاتے ہیں۔ پس اہل تقویٰ نے اس کتاب کے ذریعے سے راہ پائی، اور اس سے بے انتہا (بے حساب) فائدہ اٹھایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا﴾

(الانفال: ۲۹)

”اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو وہ تمہارے لیے ایک کسوٹی بہم پہنچا دے گا۔“

پس اصحابِ تقویٰ ہی آیاتِ قرآنیہ (احکامِ الہیہ) اور آیاتِ کونیہ (قدرت کی نشانیوں) سے فائدہ اٹھاتے ہیں، اس لیے کہ ہدایت کی دو قسمیں ہیں:

1- ہدایتِ بیان 2- ہدایتِ توفیق

متقی لوگ ہدایت کی دونوں اقسام سے بہرہ مند ہوتے ہیں، ان کے علاوہ دیگر لوگ

ہدایت کی توفیق سے محروم رہتے ہیں، اور ہدایت بیان توفیق عمل کی ہدایت کے بغیر حقیقی اور کامل ہدایت نہیں۔“ (تفسیر السعدی : ۱ / ۷۴، ۷۵)

مومن متقی، سیدھی بات کہنے والا اور توبہ کرنے والا ہوتا ہے

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۖ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ١١٠﴾ إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلَهَا وَآشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ ۖ إِنَّهُ كَانَ فَاقِبِينَ أَنْ يَحْمِلَهَا وَآشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ ۖ إِنَّهُ كَانَ وَالْمُشْرِكِ كَيْتٍ وَيَتَّوْبُ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۖ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ١١١﴾ (الاحزاب : ۷۰، ۷۳)

”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی (سچی) بات کہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کام سنوار دے، اور تمہارے گناہ معاف فرمادے۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے، اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کر لی۔ ہم نے (اپنی) امانت کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا لیکن سب نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا، اور اس سے ڈر گئے (مگر) انسان نے اسے اٹھالیا۔ وہ بڑا ہی ظالم، جاہل ہے۔ (یہ اس لیے) کہ اللہ تعالیٰ منافق مردوں، عورتوں اور مشرک مردوں اور عورتوں کو سزا دے اور مومن مردوں اور عورتوں کی توبہ قبول فرمائے اور اللہ ہمیشہ سے بے حد بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔“

ایمان روشنی ہے

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ

مِنْ رَّحْمَتِهِ وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ
رَّحِيمٌ ﴿٢٨﴾ (الحديد : ٢٨)

”اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرتے رہا کرو، اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اللہ تمہیں اپنی رحمت کا دوہرا حصہ دے گا، اور تمہیں نور دے گا جس کی روشنی میں تم چلو پھرو گے، اور تمہارے گناہ بھی معاف فرما دے گا، اللہ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔“

اور فرمایا:

﴿فَاسْتَجِبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيٰى وَاصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُۥ اِنَّهُمْ كَانُوْا
يُسْرِ عُوْنٍ فِى الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَآرْعَبًا وَرَهْبًا وَّكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ﴾ ﴿٩٠﴾

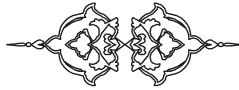
(الانبیاء : ٩٠)

”تو ہم نے اس کی دعا کو قبول فرما کر اسے یحییٰ عطا فرمایا، اور ان کی بیوی کو ان کے لیے درست کر دیا۔ یہ بزرگ لوگ نیک کاموں کی طرف جلدی کرتے تھے، اور ہمیں لالچ، طمع اور ڈر و خوف سے پکارتے تھے، اور ہمارے لیے ہی عاجزی کرنے والے تھے۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

”اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان تمام انبیاء و مرسلین کا فرداً فرداً ذکر کرنے کے بعد ان سب کو عمومی مدح و ثنا سے نوازا ہے، چنانچہ فرمایا ﴿اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسْرِ عُوْنٍ فِى الْخَيْرٰتِ﴾ یعنی ”وہ نیکوں میں سبقت کرتے تھے“ اوقات فاضلہ میں نیکیاں کرتے تھے، اور ان کی تکمیل اس طریقے سے کرتے تھے جو ان کے لائق اور ان کے لیے مناسب ہو۔ وہ مقدور بھر کسی فضیلت کو نہ چھوڑتے تھے، اور فرصت کو غنیمت جانتے تھے ﴿وَيَدْعُوْنَآرْعَبًا وَرَهْبًا﴾ یعنی ہم سے

دنیا و آخرت کے مرغوب اُمور کا سوال کرتے تھے، اور دنیا و آخرت کے ضرر رساں، خوف ناک اُمور سے ہماری پناہ طلب کرتے تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت رکھتے تھے، وہ غافل اور کھیل کود میں ڈوبے ہوئے تھے، نہ اللہ تعالیٰ کے حضور گستاخی اور جرأت کرتے تھے ﴿وَكَانُوا لَنَا خِشَعِينَ﴾ ”یعنی ہمارے سامنے خشنوع، تذلل اور انکساری کا اظہار کرتے تھے“ اور اس کا سبب یہ تھا کہ وہ اپنے رب کی کامل معرفت رکھتے تھے۔“ (تفسیر السعدی ۲: ۱۹۹۶)



باب نمبر 5

اللہ تعالیٰ کی صفت محبت

اللہ تعالیٰ کن لوگوں سے محبت نہیں فرماتا

اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے صفت ”محبت“ بھی ہے، کہ وہ اپنے بندوں سے اور بعض دوسری چیزوں کو پسند فرماتا ہے، اور ایسے ہی نافرمانوں، کفر کرنے والوں اور بعض دوسری اشیاء کو ناپسند فرماتا ہے، یہ بھی صفاتِ الہیہ میں سے ہے۔ ذیل کی سطور میں بطورِ فائدہ کے ہم ”اللہ کی صفت محبت“ کا ذکر کیے دیتے ہیں۔ جن چیزوں کو اور جن افعال کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا، ان میں سے ”اعتداء“ زیادتی، بھی ہے۔ اس کے اہل یعنی زیادتی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔ چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ٥٥﴾

(الاعراف: ۵۵)

”پکارو تو اپنے رب کو آہ و زاری کرتے ہوئے اور چپکے چپکے، تحقیق وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت رقم طراز ہیں:

”.....“دعا“ میں دعائے مسئلہ اور دعائے عبادت دونوں شامل ہیں پس اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ اسے پکاریں ﴿تَضَرُّعًا﴾ ”عاجزی سے“، یعنی گڑ گڑا کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں، اور جم کر اس کی عبادت کریں۔ ﴿وَّخُفْيَةً﴾ ”چپکے

سے، یعنی باواز بلند اور علانیہ نہ گڑ گڑائیں جس سے ریا کا خدشہ ہو، بلکہ چھپ چھپ کر خالص اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے آہ وزاری کریں۔ ﴿إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾ ”وہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا“، یعنی تمام معاملات میں اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا یہ بھی حد سے تجاوز ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے ایسی چیزوں کا سوال کرے جو بندے کے لیے درست نہیں یا وہ سرے سے سوال کرنا ہی چھوڑ دے یا وہ بہت زیادہ بلند آواز میں دعا مانگے، یہ تمام امور تجاوز میں شامل ہیں، جو ممنوع ہیں۔“ (تفسیر السعدی: ۱/ ۸۸۴)

دوسری جگہ خالق ارض و سما نے ارشاد فرمایا:

﴿وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا ۚ إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ﴾ (الاعراف: ۵۶)

”اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ، اور اسے خوف اور طمع سے پکارو۔ بے شک اللہ کی رحمت نیکی کرنے والوں کے قریب ہے۔“

فضیلۃ الشیخ عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

”﴿وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ﴾ ”اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ“، یعنی اپنی نافرمانیوں کے ذریعے سے زمین میں فساد نہ پھیلاؤ۔ ﴿بَعْدَ إِصْلَاحِهَا﴾ ”اس کی اصلاح کے بعد“، یعنی اطاعت اور نیکی کے ذریعے سے اس کی اصلاح کر لینے کے بعد کیونکہ معاصی، اخلاق، اعمال اور رزق کو فاسد کر دیتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ﴾

(الروم: ۴۱)

”لوگوں کی بد اعمالیوں کے سبب سے بحر و بر میں فساد پھیل گیا۔“
 جیسے نیکوں سے اخلاق، اعمال، رزق اور دنیا و آخرت کے احوال کی اصلاح ہوتی
 ہے۔“ (تفسیر السعدی: ۱/۸۸۴)

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے زمین پر فساد کرنے والوں کے متعلق یوں فرمایا:
 ﴿وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ
 الدُّنْيَا وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفُسَادَ فِي الْأَرْضِ
 إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ﴾ (القصص: ۷۷)
 ”اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھے دے رکھا ہے، اس میں سے آخرت کے گھر کی
 تلاش بھی رکھ، اور اپنے دنیوی حصے کو بھی نہ بھول اور جیسا کہ اللہ نے تیرے ساتھ
 احسان کیا ہے تو بھی اچھا سلوک کر اور زمین میں فساد کا خواہاں نہ ہو، بے شک
 اللہ فساد کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔“
 نیز فرمایا:

﴿وَأَمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَأَنْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ إِنَّ اللَّهَ لَا
 يُحِبُّ الْخَائِنِينَ﴾ (الانفال: ۵۸)
 ”اور اگر تجھے کسی قوم کی خیانت کا ڈر ہو تو برابری کی حالت میں ان کا عہد نامہ
 توڑ دے۔ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔“
 حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

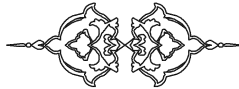
”اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ اے نبی ﷺ! اگر کسی سے تمہارا عہد و پیمان ہوا
 ہو، اور تمہیں خوف ہو کہ یہ بد عہدی اور وعدہ خلافی کریں گے تو تمہیں اختیار دیا
 جاتا ہے کہ برابری کی حالت میں عہد نامہ توڑ دو، اور انہیں اطلاع کر دو تا کہ وہ
 بھی صلح کے خیال میں نہ رہیں، کچھ دن پہلے ہی سے انہیں خبر دو، اللہ رب العزت

خیانت کو ناپسند فرماتا ہے، کافروں سے بھی تم خیانت نہ کرو۔“ (تفسیر ابن کثیر)

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے لشکروں کی روم کی سرحد کی طرف پیش قدمی شروع کی کہ مدت صلح ختم ہوتے ہی ان پر اچانک حملہ کر دیں، تو ایک شیخ اپنی سواری پر سوار یہ کہتے ہوئے آئے کہ اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے۔ وعدہ وفا کی کرو، عذر درست نہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ:

((مَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلَا يَشُدُّ عُقْدَةً وَلَا يَحُلُّهَا حَتَّى يَنْقُضِيَ أَمَدَهَا أَوْ يَنْبِذَ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ . فَرَجَعَ مُعَاوِيَةُ)) ❶

”جب کسی قوم سے عہد و پیمان ہو جائیں تو نہ کوئی گرہ کھولو، نہ باندھو، جب تک کہ مدت صلح ختم نہ ہو جائے یا انہیں اطلاع دے کر عہد نامہ چاک نہ ہو جائے۔ جب یہ بات سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو آپ نے اسی وقت فوج کو واپسی کا حکم دے دیا۔ یہ شیخ سیدنا عمرو بن عنبسہ رضی اللہ عنہ تھے۔“



❶ مسند احمد: ۱۱۱/۴ - سنن ابوداؤد، کتاب الجہاد، رقم: ۲۷۵۹ - سنن ترمذی، رقم: ۱۵۸۰

شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

باب نمبر 6

اللہ تعالیٰ سے محبت

حصولِ محبتِ الہی کے لیے بہت ضروری ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ سے محبت کرے۔ چنانچہ سیدنا عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ ، أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ كَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ)) ❶

”جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو محبوب رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے، جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات پسند نہیں کرتا، اللہ بھی اس سے ملاقات پسند نہیں کرتا۔“

اللہ سے محبت کی دلیل کیا ہے؟

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ❷﴾ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ❸﴾ (آل عمران : ۳۱، ۳۲)

”آپ کہہ دیں! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بے حد بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔ آپ کہہ دیں تم اللہ اور رسول کی اطاعت کرو، پھر اگر وہ پھر جائیں تو

❶ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب من احب لقاء الله رقم : ۲۶۸۳۔

بے شک اللہ کافروں سے محبت نہیں رکھتا۔“

فضیلۃ الشیخ عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”اس آیت میں اللہ کی محبت کا وجوب، اس کی علامات، اس کا نتیجہ اور فوائد ذکر کیے گئے ہیں۔ چنانچہ فرمایا: ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ﴾ ”کہہ دیجیے! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو۔“ اگر تم اس اونچے مرتبے کا دعویٰ رکھتے ہو جس سے بلند کوئی مرتبہ نہیں، تو اس کے لیے صرف دعویٰ کافی نہیں، بلکہ یہ دعویٰ سچا ہونا چاہیے اس کے سچا ہونے کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہر حال میں ہو، اقوال میں بھی ہو اور افعال میں بھی، عقائد میں بھی ہو اور اعمال میں بھی، ظاہر میں بھی ہو اور باطن میں بھی۔ پس جو رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرتا ہے، اللہ کی محبت اس کے دعویٰ کی تصدیق کرتی ہے، اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھتا ہے، اور اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے اس پر رحمت فرماتا ہے۔ اسے تمام حرکات و سکنات میں راہ راست پر قائم رکھتا ہے۔ جس نے رسول کی اتباع نہ کی وہ اللہ سے محبت رکھنے والا نہیں کیونکہ اللہ کی محبت کا تقاضا رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہے۔ جب اتباع موجود نہیں تو یہ محبت نہ ہونے کی دلیل ہے، اس صورت میں اگر وہ رسول سے محبت رکھنے کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کا دعویٰ جھوٹا ہے، اور اگر محبت موجود بھی ہو تو اس کی شرط (اتباع) کے بغیر ایسی محبت بے کار ہے۔ سب لوگوں کو اسی آیت کی ترازو پر تولنا چاہیے۔ جتنی کسی میں اتباع رسول ہوگی، اسی قدر اس میں ایمان اور اللہ کی محبت کا حصہ ہوگا اور جس طرح اتباع میں کمی ہوگی، اسی قدر ایمان اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں نقص ہوگا۔“ (تفسیر السعدی، ۱/ ۳۵۹)

اولیاء الرحمن اور اولیاء الشیطان کے کام اور دونوں کا انجام

ذیل کی آیاتِ کریمہ میں اہل جنت کی نعمتہائے بے بہا مذکور ہیں، جو کہ اس سبب سے

ہیں گی کہ وہ اعمال صالحہ کرتے تھے، اور روزِ قیامت کے عذاب سے ڈرتے تھے، مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے تھے، باوجودیکہ اُن کے پاس کھانا کم ہوتا تھا، اور یہ صرف اور صرف اللہ کی رضا اور اس کی محبت حاصل کرنے کے لیے کرتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا ۖ وَإِمَّا كَفُورًا ۝۳ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَلْسِلًا وَأَغْلَالًا ۖ وَسَعِيرًا ۝۴ إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِنْ كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا ۝۵ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا ۝۶ يُوفُونَ بِالْإِذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ۝۷ وَيُطْعَمُونَ الظَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝۸ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ۝۹ إِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ۝۱۰ فَوَقَّعَهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّعَهُمْ نَصْرَةً وَسُرُورًا ۝۱۱ وَجَزَّاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا ۝۱۲﴾
(الدھر : ۱۲، ۳)

”بیشک ہم نے اسے راہ دکھائی (اب وہ) خود شکر کرنے والا بن جائے یا ناشکر! بیشک ہم نے کافروں (ناشکروں) کے لیے زنجیریں، طوق اور بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔ بیشک نیک لوگ ایسا جام پئیں گے جس میں کافور ملا ہوگا، یہ ایک چشمہ ہے جس سے اللہ کے بندے پئیں گے، اور اس سے نہریں نکال لے جائیں گے (جدھر چاہیں گے) وہ اپنی نذریں پوری کرتے ہیں۔ اور وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی مصیبت ہر طرف پھیلی ہوگی۔ اور وہ اس کی محبت پر محتاج، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (اور کہتے ہیں) ہم تو تمہیں اللہ کی رضا مندی کے لیے کھلاتے ہیں۔ ہم تم سے نہ جزا اور نہ شکر یہ چاہتے ہیں۔ بیشک ہم اپنے رب سے اس دن کا خوف کرتے ہیں جو اداسی اور سختی والا ہوگا۔ پس اللہ نے

انہیں اس دن کی مصیبت سے بچالیا اور انہیں تازگی اور خوشی عطا فرمائی۔ اور انہیں ان کے صبر کے بدلے جنت اور ریشمی لباس عطا فرمایا۔“

ولی، اللہ سے کتنی محبت کرتا ہے؟

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّوهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَزُونَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ ۝١٦٥﴾

(البقرہ: ۱۶۵)

”بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کا شریک اوروں کو بنا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے، حالانکہ ایمان والے سب سے زیادہ محبت اللہ سے رکھتے ہیں، اور کاش وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا جانتے۔ جب کہ اللہ کے عذاب کو دیکھ کر (جان لیں گے) کہ قوت سب کی سب اللہ کی ہے اور بے شک اللہ سخت عذاب والا ہے (تو ہرگز شرک نہ کرتے)۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”اور جو اہل ایمان ہیں وہ تو اللہ ہی سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے ہیں یعنی اہل شرک اپنے معبودوں سے جتنی محبت کرتے ہیں اس سے بڑھ کر اہل ایمان اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں کیونکہ ان کی محبت خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ اور اہل شرک اپنے معبودوں کی محبت میں بھی دوسروں کو شریک کرتے ہیں۔ اہل ایمان صرف اسی سے محبت کرتے ہیں جو محبت کا حقیقی مستحق ہے۔ جس کی محبت میں بندے کی عین صلاح، سعادت اور فوز و فلاح ہے جب کہ اہل شرک ان ہستیوں سے محبت کرتے ہیں جو محبت کا کچھ استحقاق نہیں رکھتے، ان کی محبت میں بندے کی عین بد بختی اس کا فساد اور اس کے معاملات کا بکھرنا ہے۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو وعید سناتے ہوئے فرمایا: ﴿وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا﴾ ”اگر دیکھ لیں وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا“، یعنی جنہوں نے غیر اللہ کو ہمسر بنا کر بندوں کے رب کے سوا دوسروں کی اطاعت کر کے ظلم کیا، اور مخلوق پر ان کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روک کر اور انہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کر کے ظلم کیا۔“ (تفسیر السعدی: ۱/ ۲۰۶)

اللہ کے ولی بن گئے ہو تو.....

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

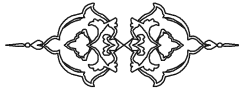
﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (التوبہ: ۲۳)

”اے ایمان والو! اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ کفر کو ایمان سے زیادہ عزیز رکھیں۔ تم میں سے جو بھی ان سے محبت رکھے گا وہ پورا گنہگار ظالم ہے۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

”اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ ”اے مومنو! ایمان کے تقاضوں کے مطابق عمل کرو جو ایمان کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے اس کے ساتھ موالات رکھو جو ان تقاضوں کو پورا نہیں کرتا ان سے عداوت رکھو، اور ﴿لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ﴾ ”نہ بناؤ تم اپنے باپوں اور بھائیوں کو دوست“ جو لوگوں میں سے سب سے زیادہ تمہارے قریب ہیں اور دوسرے لوگوں کے بارے میں تو زیادہ اولیٰ ہے کہ تم ان کو دوست نہ بناؤ ﴿إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ﴾ ”اگر وہ کفر کو پسند کریں ایمان کے

مقابلے میں، یعنی اگر وہ برضا و رغبت اور محبت سے ایمان پر کفر کو ترجیح دیں ﴿وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ اور جو بھی دوستی کرے گا ان میں سے پس وہی لوگ ظالم ہیں، کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جسارت کی اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو اپنا دوست بنایا چونکہ ولایت اور دوستی کی اساس محبت اور نصرت ہے، اور ان کا کفار کو دوست بنانا، کفار کی اطاعت اور ان کی محبت کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت و محبت پر مقدم رکھنے کا موجب ہے، بنا بریں اللہ تعالیٰ نے اس سبب کا ذکر فرمایا ہے جو اس کا موجب ہے، اور وہ ہے اللہ اور اس کے رسول کی محبت، اس سے یہ بات متعین ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت ہر چیز پر مقدم ہے اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کی محبت کو اس محبت کے تابع کیا ہے۔“ (تفسیر السعدی)



باب نمبر 7

اولیاء اللہ کی خصوصیات

اولیاء اللہ کی متعدد خصوصیات ہیں۔ ذیل میں ہم ان کو اختصار سے ذکر کرتے ہیں۔

1۔ اتباع رسول اللہ ﷺ

اللہ کے دوستوں کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اتباع رسول کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنا لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کا طریقہ یہ بھی ہے کہ انسان رسول مکرم ﷺ کی اتباع کرے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝۳۱﴾ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ

تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ۝۳۲﴾ (آل عمران : ۳۱، ۳۲)

”کہہ دیجیے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ کہہ دیجیے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرو، اگر یہ منہ پھیر لیں تو بے شک اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں رکھتا۔“

پس ثابت ہوا کہ اتباع رسول ﷺ سے انحراف کرنے والے لوگوں کو اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا۔

2۔ نبی کریم ﷺ سے محبت

اولیاء اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے ہر چیز و

فرد و بشر سے بڑھ کر محبت کرنے والے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۳۱﴾﴾ (آل عمران: ۳۱)

”کہہ دیجیے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو خود اللہ تم سے

محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا، اور اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا،

نہایت مہربان ہے۔“

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَأُخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ

وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسْكِنٌ تَرْضَوْنََهَا

أَحَبُّ إِلَيْكُمْ مِّنْ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ

يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿۲۴﴾﴾

(التوبہ: ۲۴)

”آپ کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری

بیویاں، تمہارے کنبے قبیلے، تمہارے کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت جس کے

مندہ پڑنے سے تم ڈرتے ہو اور وہ مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو اگر یہ تمہیں

اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب

ہیں تو تم اللہ کے حکم سے عذاب کے آنے کا انتظار کرو۔ اللہ نافرمانوں کو ہدایت

نہیں کر دیتا۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں کہ:

”یہ آیت کریمہ اس بات کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے

رسول ﷺ کی محبت فرض، اور دیگر تمام اشیاء کی محبت پر مقدم ہے۔“

3۔ نفلی و فرضی روزوں کا اہتمام

دوسری خصوصیت ان کی یہ ہے کہ یہ اللہ کے لیے فرضی اور نفلی روزوں کا اہتمام کرتے ہیں۔ قرآن میں ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٨٣﴾ أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ ۖ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ۖ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ ۚ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١٨٤﴾﴾ (البقرہ : ١٨٣، ١٨٤)

”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ گنتی کے چند ہی دن ہیں، لیکن تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں گنتی کو پورا کر لے، اور اس کی طاقت نہ رکھنے والے، فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا دیں۔ پھر جو شخص نیکی میں سبقت کرے وہ اس کے لیے بہتر ہے، لیکن تمہارے حق میں بہتر کام روزے رکھنا ہی ہے اگر تم باخبر ہو۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ ان آیات کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

”اللہ تبارک و تعالیٰ آگاہ فرماتا ہے کہ اس نے اپنے بندوں پر احسان فرماتے ہوئے ان پر روزے فرض کیے جس طرح اس نے پہلی اُمتوں پر روزے فرض کیے تھے کیونکہ روزے کا تعلق ایسی شرائع اور اُمر سے ہے جو ہر زمانے میں مخلوق کی بھلائی پر مبنی ہیں۔ نیز روزے اس اُمت کو اس جرأت پر آمادہ کرتے ہیں کہ وہ اعمال کی تکمیل اور خصائلِ حسنہ کی طرف سبقت کرنے میں دوسرے لوگوں سے

مقابلہ کریں، نیز روزے بوجھل اعمال میں سے نہیں ہیں جن کا صرف تمہیں ہی بطور خاص حکم دیا گیا ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے روزے کی مشروعیت کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ ”تا کہ تم متقی بن جاؤ“ کیونکہ روزہ تقویٰ کا سب سے بڑا سبب ہے۔

اس لیے روزے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی کامل اطاعت اور اسی کی نہی سے مکمل اجتناب ہے، پس یہ آیت کریمہ تقویٰ کے جن امور پر مشتمل ہے وہ یہ ہیں کہ روزہ دار کھانا پینا، اور جماع وغیرہ اور ان تمام چیزوں کو چھوڑ دیتا ہے جنہیں وقتی طور پر اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے حرام قرار دیا ہے، اور جن کی طرف نفس کا میلان ہوتا ہے لیکن وہ صرف تقرب الہی اور ثواب کی اُمید پر ان چیزوں کو ترک کر دیتا ہے، اور یہی تقویٰ ہے۔

روزے دار اپنے نفس کو یہ تربیت دیتا ہے کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں ہے چنانچہ وہ اپنی خواہشاتِ نفس کو پورا کرنے کی قدرت رکھنے کے باوجود انہیں ترک کر دیتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اللہ ان پر مطلع ہے۔

روزہ شیطان کی راہوں کو تنگ کر دیتا ہے، شیطان ابن آدم کے اندریوں گردش کرتا ہے جیسے اس کی رگوں میں خون گردش کرتا ہے روزے کے ذریعے سے شیطان کا اثر و نفوذ کمزور پڑ جاتا ہے اور گناہ کم ہو جاتے ہیں۔ غالب حالات میں روزہ دار کی نیکیوں میں اضافہ ہو جاتا ہے اور نیکیاں تقویٰ کے خصائل میں شمار ہوتی ہیں۔ جب خوش حال روزہ دار بھوک کی تکلیف کا مزا کچھ لیتا ہے تو یہ چیز محتاجوں، ناداروں کی غمگساری اور دست گیری کی موجب بنتی ہے، اور یہ بھی تقویٰ کی ایک خصلت ہے۔“ (تفسیر السعدی: ۱/ ۲۲۶، ۲۲۷)

4۔ صدقہ و خیرات کرنا

تیسری خصوصیت صدقہ و خیرات کرنا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَتْبَعُهَا أَدْنَىٰ ۖ وَاللَّهُ غَفِيْرٌ حَلِيْمٌ ۝۲۱۳ يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا صَدَقَتَكُمْ بِالنِّسَاءِ ۖ وَالْأَدْنَىٰ ۖ كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا ۖ لَا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوا ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۝۲۱۴﴾

(البقرہ : ۲۶۳، ۲۶۴)

”نرم بات کہنا اور معاف کر دینا اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے بعد ایذا رسانی ہو، اور اللہ تعالیٰ بے نیاز اور بردباد ہے۔ اے ایمان والو! اپنی خیرات کو احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر بردباد نہ کرو جس طرح وہ شخص جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرے، اور نہ اللہ تعالیٰ پر نہ قیامت پر ایمان رکھے، اس کی مثال اس صاف پتھر کی طرح ہے جس پر تھوڑی سی مٹی ہو، پھر اس پر زور دار مینہ برسے، اور وہ اسے بالکل صاف اور سخت چھوڑ دے۔ ان ریاکاروں کو اپنی کمائی میں سے کوئی چیز ہاتھ نہیں لگتی۔ اور اللہ تعالیٰ کافروں کی قوم کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔“

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ الْمُصَدِّقِينَ وَالْمُصَدِّقَاتِ وَأَقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضْعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ أَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝۱۸﴾ (الحديد : ۱۸)

”صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور جنہوں نے اللہ کو اچھا قرض دیا۔ ان کے لیے یہ بڑھایا جائے گا، اور ان کے لیے باعزت اجر ہے۔“

نیز ارشاد فرمایا:

﴿لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُولُوا وَجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَ الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَ الْمَوْفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَآءِ وَ حِينَ الْبَأْسِ أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ﴿١٧٧﴾﴾

(البقرہ : ۱۷۷)

”ساری اچھائی مشرق و مغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ، قیامت کے دن، فرشتوں، کتاب اللہ اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو اور جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قربت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والے کو دے، غلاموں کو آزاد کرے، نماز کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کرے، جب وہ وعدہ کرے تب اسے پورا کرے تنگدستی، دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے، یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیز گار ہیں۔“

وہ اللہ تعالیٰ کے لیے غربا کو اپنے مال میں سے زکوٰۃ دیتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِسْمَاعِيلَ ۚ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَ كَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝۵۶ وَ كَانَ يَأْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلَاةِ وَ الزَّكَاةِ ۚ وَ كَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ۝۵۷﴾ (مریم : ۵۵، ۵۶)

”اس کتاب میں اسماعیل کا واقعہ بھی بیان کرو، وہ بڑا ہی وعدے کا سچا تھا، اور وہ

رسول اور نبی تھا، وہ اپنے گھر والوں کو برابر نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا تھا، اور اپنے پروردگار کی بارگاہ میں بھی پسندیدہ اور مقبول تھا۔“

5۔ استغفار

چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ سے ہمہ وقت استغفار کرتے رہتے ہیں، قرآن میں ہے:

﴿سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ٢١﴾ (الحديد: ٢١)

”(آؤ) دوڑو اپنے رب کی مغفرت کی طرف اور اس جنت کی طرف، جس کی وسعت آسمان و زمین کی وسعت کے برابر ہے، یہ ان کے لیے بنائی گئی جو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔“

قرآن میں سیدنا آدم علیہ السلام کے استغفار کے کلمات یوں مذکور ہیں:

﴿قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ٢٣﴾ (الاعراف: ٢٣)

”دونوں نے کہا: اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، اور اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا تو یقیناً ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔“

((وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ الشَّيْطَانَ قَالَ: وَعِزَّتِكَ يَا رَبِّ لَا أَبْرَحُ أَعْيُوبِي عِبَادَكَ مَا دَامَتْ أَرْوَاحُهُمْ فِي أَجْسَادِهِمْ. قَالَ

الرَّبُّ! وَعِزَّتِي وَجَلَالِي لَا أَزَالُ أَعْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُونِي)) ❶
 ”رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ شیطان نے کہا تھا: اے پروردگار! تیری عزت کی قسم! میں تیرے بندوں کو اس وقت تک گمراہ کرتا رہوں گا جب تک ان کی روحيں اُن کے جسوں میں رہیں گی، تو رب تعالیٰ نے فرمایا: مجھے میری عزت و جلال کی قسم! میں ان کو مسلسل بخشا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے بخشش مانگتے رہیں گے۔“

6۔ اللہ کا ذکر کرنا

پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ یہ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں محو رہتے ہیں۔
 ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۖ﴾ ❷ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۖ ❸ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ❹﴾ (الانفال : ۲، ۴)
 ”بس ایمان والے وہی ہیں جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں، اور جب اللہ کی آیتیں اُن کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ (آیتیں) ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں، اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ جو کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں، اور ہم نے ان کو جو کچھ دیا ہے، وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے مومن ہیں، ان کے لیے بڑے درجے ہیں ان کے رب کے پاس، اور مغفرت اور باعزت رزق ہے۔“

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ ان آیات کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

❶ مسند احمد: ۲۹/۳۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۱۶۵۰۔ سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ، رقم: ۱۰۴۔

”سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں منافقوں کے دل میں نہ فریضے کی ادائیگی کے وقت ذکر اللہ ہوتا ہے نہ کسی اور وقت پر، نہ ان کے دلوں پر ایمان کا نور ہوتا ہے، نہ اللہ پر بھروسہ ہوتا ہے، نہ تنہائی میں نمازی رہتے ہیں، نہ اپنے مال کی زکوٰۃ دیتے ہیں، ایسے لوگ ایمان سے خالی ہوتے ہیں لیکن ایمان داران کے برعکس ہوتے ہیں، ان کے دل یاد خالق سے کپکپاتے رہتے ہیں۔ فرائض ادا کرتے ہیں، آیاتِ الہی سن کر ان کے ایمان چمک اٹھتے ہیں، تصدیق میں بڑھ جاتے ہیں، رب کے سوا کسی پر بھروسہ نہیں کرتے، اللہ کی یاد سے تھر تھراتے رہتے ہیں، اللہ کا ڈران میں سایا ہوا ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے نہ تو حکم کا خلاف کرتے ہیں، اور نہ منع کیے ہوئے کام کو کرتے ہیں۔ جیسے فرمان ہے کہا اگر ان سے کوئی بُرائی سرزد ہو بھی جاتی ہے تو یاد اللہ کرتے ہیں، پھر اپنے گناہ سے استغفار کرتے ہیں، حقیقت میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی گناہوں کا بخشنے والا بھی نہیں، یہ لوگ باوجود علم کے کسی گناہ پر اصرار نہیں کرتے۔“ (تفسیر ابن کثیر: ۴۵۷/۲)

7۔ توبہ کرنا

اللہ کے دوستوں کی چھٹی خصوصیت یہ ہے کہ اگر ان سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتے ہیں، ایسے لوگوں سے اللہ محبت رکھتا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ (البقرہ: ۲۲۲)

”بے شک اللہ توبہ کرنے والوں، اور صاف رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلِئَلَيْكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا

يُظْلَمُونَ شَيْئًا﴾ (مریم: ۶۰)

”سوائے ان کے جو توبہ کر لیں، اور ایمان لائیں، اور نیک عمل کریں۔ اور ایسے لوگ جنت میں جائیں گے، اور ان کی ذرا سی بھی حق تلفی نہ کی جائے گی۔“
 ((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ)) ❶
 ”رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”گناہوں سے توبہ کرنے والا اس طرح ہو جاتا ہے گویا اس کے ذمے کوئی گناہ نہیں۔“

8۔ رجوع الی اللہ

ان کی ساتویں خصوصیت یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہی رجوع کرتے ہی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَقَرُّوا إِلَى اللَّهِ إِنِّي لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ مُبِينٌ ٥٠﴾ (الذاریت : ۵۰)

”پس تم اللہ کی طرف دوڑو، یقیناً میں تمہیں اس کی طرف سے صاف ڈرانے والا ہوں۔“
 دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿وَادْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ٨﴾ (المزمل : ۸)

”اور تو اپنے رب کے نام کا ذکر کر اور تمام مخلوق سے کٹ کر اس کی طرف متوجہ ہو جا۔“
 نیز فرمایا:

﴿وَالِى رَبِّكَ فَارْغَبْ ٨﴾ (نشرح : ۸)

”اور اپنے رب کی طرف رغبت کرو۔“

مزید فرمایا:

﴿شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ
 وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا

❶ سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب ذکر التوبہ، رقم : ۴۲۵۰۔ علامہ الالبانی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

تَتَفَرَّقُوا فِيهِ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ ۗ اللَّهُ يَجْتَبِي

إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَىٰ إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ ﴿١٣﴾ (الشورى: ١٣)

”اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے وہی دین مقرر کر دیا ہے جس کے قائم کرنے کا اس نے نوح کو حکم دیا تھا، اور جو (بذریعہ وحی) ہم نے تیری طرف بھیج دیا ہے، اور جس کا تاکید حکم ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا تھا کہ اس کو قائم رکھنا، اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا جس چیز کی طرف آپ انہیں بلا رہے ہیں وہ تو (ان) مشرکین پر گراں گزرتی ہے، اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنا برگزیدہ بناتا ہے، اور جو بھی اس کی طرف رجوع کرے وہ اس کی صحیح راہ نمائی کرتا ہے۔“

9۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا

اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اس امر کو قرآن میں یوں بیان کیا گیا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هُمْ قَوْمٌ

يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ وَعَلَىٰ

اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١١﴾ (المائدہ: ١١)

”اے ایمان والو! اللہ نے جو احسان تم پر کیا ہے، اسے یاد کرو جب کہ ایک قوم نے تم پر دست درازی کرنی چاہی تو اللہ نے ان کے ہاتھوں کو تم تک پہنچنے سے روک دیا، اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور مومنوں کو اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے۔“

((عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

قَبْلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَتَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَتَلَ مَعَهُ فَنَزَلَ رَسُولُ

اللَّهِ ﷺ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْعِصَاءِ يَسْتَظِلُّونَ بِالشَّجَرِ وَنَزَلَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَحْتَ سَمْرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ قَالَ جَابِرٌ فَنِمْنَا نَوْمَةً فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدْعُونَا فَجِئْنَاهُ فَإِذَا عِنْدَهُ أَعْرَابِيٌّ جَالِسٌ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ هَذَا اخْتَرَطَ سَيْفِي وَأَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِي يَدِي صَلَّيْنَا فَقَالَ لِي! مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قُلْتُ اللَّهُ فَهِيَ هُوَ جَالِسٌ ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. ((❶

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک منزل میں اُترے، لوگ ادھر ادھر سایہ دار درختوں کی تلاش میں لگ گئے، آپ ﷺ نے ہتھیار اُتار کر ایک درخت پر لٹکا دیے، ایک اعرابی نے آ کر آپ کی تلوار اپنے ہاتھ میں لے لی اور اسے کھینچ کر آپ ﷺ کے پاس کھڑا ہو گیا، اور کہنے لگا: اب بتا کہ مجھ سے تجھے کون بچا سکتا ہے؟ آپ نے فوراً جواب دیا کہ اللہ عزوجل، اس نے پھر یہی سوال کیا اور آپ نے پھر یہی جواب دیا۔ تیسری مرتبہ کے جواب کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی، اب آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آواز دی اور جب وہ آگئے تو ان سے سارا واقعہ سنایا، اعرابی اس وقت بھی موجود تھا لیکن آپ ﷺ نے اس سے کوئی بدلہ نہ لیا۔“

مزید ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ﴾

(یوسف: ۶۷)

”حکم تو صرف اسی کا چلتا ہے میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں، اور بھروسہ کرنے والوں کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

”﴿إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ﴾ ”حکم تو اللہ ہی کا ہے“، یعنی فیصلہ وہی ہے جو اللہ کا فیصلہ ہے، اور حکم وہی ہے جو اس کا حکم ہے، پس جس چیز کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کر دے وہ ضرور واقع ہوتا ہے۔ ﴿وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ﴾ ”اس پر میرا بھروسہ ہے“، یعنی جن اسباب کو اختیار کرنے کی میں نے تمہیں وصیت کی ہے، میں اس پر بھروسہ نہیں کرتا، بلکہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہوں۔ ﴿وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ﴾ ”اور اسی پر بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ کرنا چاہیے۔“ کیونکہ توکل ہی کے ذریعے سے ہر مطلوب و مقصود حاصل ہوتا ہے اور توکل ہی کے ذریعے سے ہر خوف کو دور کیا جاتا ہے۔“ (تفسیر السعدی: ۱۲ / ۱۲۷۰)

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ﴾ (۹۹)

(النحل: ۹۹)

”اس (شیطان) کا ان لوگوں پر کوئی بس نہیں چلتا جو ایمان لائے، اور اپنے رب پر اعتماد و بھروسہ کرتے ہیں۔“

10۔ خوفِ الہی رکھنا

اللہ والوں کی دسویں خصوصیت یہ ہے کہ ان کے قلوب پر خوفِ الہی طاری رہتا ہے۔ اللہ کے خوف کی وجہ سے ان کے بدن کپکپاتے ہیں۔ اس امر کو قرآن یوں بیان کرتا ہے:

﴿وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمُوتُ وَ

الْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ﴾ (آل عمران: ۱۳۳)

”اور ایک دوسرے سے بڑھ کر دوڑو اپنے رب کی جانب سے بخشش کی طرف،

اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین (کے برابر) ہے،
ڈرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔“

ایک مقام پر فرمایا:

﴿إِنَّمَا ذَلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُوا

إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝﴾ (آل عمران : ۱۷۵)

”یہ خبر دینے والا صرف شیطان ہی ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے تم ان
کافروں سے نہ ڈرو اور میرا خوف رکھو، اگر تم مومن ہو۔“

11- صبر و تحمل

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((مَنْ أَذْهَبَتْ حَبِيبَتِهِ فَصَبَرَ وَاحْتَسَبَ لَمْ أَرْضَ لَهُ ثَوَابًا دُونَ
الْجَنَّةِ .)) ❶

”میں جس کی دونوں آنکھیں لے لوں پھر وہ ثواب کی نیت سے صبر کر لے تو میں
اُس کے لیے جنت سے کم کسی ثواب پر راضی نہیں ہوں گا۔“

اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَكَأَيِّنْ مِنْ نَبِيٍّ قُتِلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ ۝﴾

(آل عمران : ۱۴۶)

”کتنے ہی نبی گزر چکے ہیں جن کے ساتھ بہت سے اللہ والوں نے جہاد کیا۔ ان
کو اللہ کی راہ میں جو مصائب درپیش ہوئے ان میں نہ انھوں نے ہمت ہاری، نہ

❶ سنن ترمذی، کتاب الزہد، رقم: ۲۴۰۱۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

کمزوری دکھائی اور نہ سرنگوں ہوئے، ایسے ہی ثابت قدم رہنے والوں اور صبر کرنے والوں کو اللہ پسند کرتے ہیں۔“

12۔ عمل صالح کرنا

اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ اعمالِ صالحہ بڑھ چڑھ کر کرتے ہیں۔ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾ (البقرہ : ۸۲)

”اور جو لوگ ایمان لائے، اور انہوں نے نیک کام کیے وہ جنت والے ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔“

عبدالرحمن السعدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

”﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا﴾ یعنی وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور یومِ آخرت پر ایمان لائے ﴿وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ اور اعمالِ صالحہ کیے، اور اعمالِ مندرجہ ذیل دو شرائط کے بغیر اعمالِ صالحہ کے زمرے میں نہیں آتے:

1۔ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہوں۔

2۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہوں۔

ان آیتوں کا حاصل یہ ہے کہ نجات اور فوز و فلاح کے مستحق صرف نیک کام کرنے والے اہل ایمان ہیں، اور ہلاک ہونے والے جہنمی وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک اور اس کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔“

(تفسیر السعدی)

13۔ اللہ کی یاد سے غافل نہ رہنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذْ ذَكَرَ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰ أَنْ يَهْدِيَنِي رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هَذَا رَشَدًا ۝﴾ (الكهف : ۲۴)

”اور اپنے رب کو یاد کر لینا جب تم بھول جاؤ، اور کہو امید ہے کہ میرا رب مجھے نیکی کا اس سیقرب تر راستہ دکھائے گا۔“

14۔ اگر غافل ہو گئے تو.....

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝﴾

(المنافقون : ۹)

”اے مسلمانو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ

کریں۔ اور جو ایسا کریں وہی لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔“

فضیلۃ الشیخ عبدالرحمن السعدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

”اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو کثرت کے ساتھ ذکر کرنے کا حکم دیتا

ہے کیونکہ اس میں نفع، فوز و فلاح اور بے شمار بھلائیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں

مال اور اولاد کی محبت میں مشغول ہو کر اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہونے سے

روکا ہے کیونکہ مال اور اولاد کی محبت اکثر نفوس کی جبلت ہے، اسی لیے وہ مال اور

اولاد کی محبت کو اللہ تعالیٰ کی محبت پر ترجیح دیتے ہیں اور اس میں بہت بڑا خسارہ

ہے، اس لیے فرمایا: ﴿وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ﴾ جسے اس کے مال اور اولاد اللہ

تعالیٰ کے ذکر سے غافل کر دیتے ہیں، ﴿فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ﴾ ”تو

وہی لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔“ ابدی سعادت اور ہمیشہ رہنے والی نعمت کے بارے میں خسارے میں رہنے والے ہیں کیونکہ انہوں نے ہمیشہ رہنے والی چیز پر فانی چیز کو ترجیح دی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللَّهُ عِنْدَ أَجْرٍ عَظِيمٍ﴾ (التغابن: ۱۵) ”بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں، اور اللہ کے پاس بہت بڑا اجر ہے۔“

15۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر

اللہ کے دوستوں کی چودہویں خصوصیت یہ ہے کہ یہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتے ہیں۔ قرآن میں ہے:

﴿وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (۱۰۳)

(آل عمران: ۱۰۴)

”اور تم میں سے کچھ لوگ ایسے ہونے چاہیے جو نیکی کی طرف بلاتے رہیں، اچھے کاموں کا حکم دیتے رہیں، اور بُرے کاموں سے روکتے رہیں اور ایسے ہی لوگ مراد اور فلاح پانے والے ہیں۔“

16۔ موت کو یاد کرنا اور آخرت کی فکر کرنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ﴾ (۱۳۳) ﴿عمران: ۱۴۳﴾

”اس سے پہلے تو تم موت کی آرزو کیا کرتے تھے کہ وہ تمہیں نصیب ہو، سو اب تم

نے اس کو خود بخشم دیکھ لیا ہے۔“

مزید برآں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((أَكْثَرُ مَا ذَكَرَهَا ذِمَّ اللَّذَّاتِ يَعْنِي الْمَوْتَ)) ❶

”لذتوں کو ختم کر دینے والی یعنی موت کا ذکر زیادہ کیا کرو۔“

قرآن مجید میں ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ

وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ❷﴾ (الحشر: ۱۸)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور ہر آدمی دیکھ لے کہ اس نے کل (یعنی روزِ

قیامت) کے لیے کیا تیاری کی ہے، اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ

تمہارے اعمال سے پوری طرح باخبر ہے۔“

مذکورہ بالا آیت کریمہ ”فکر آخرت“، یعنی محاسبہ نفس کے باب میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

17۔ نمود و نمائش سے دور رہنا

اللہ تعالیٰ کے دوست نمود و نمائش سے بھی اجتناب کرتے ہیں۔ کیونکہ انہیں اس امر کا

بخوبی ادراک ہے کہ نمود و نمائش سے اعمالِ صالحہ باطل ہو جاتے ہیں۔ قرآن میں آتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ كَالَّذِي

يُنْفِقُ مَالَهُ رِثَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَمَثَلُهُ

كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا لَا يَقْدِرُونَ

عَلَىٰ شَيْءٍ جَمًّا كَسَبُوا ❸ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ❹﴾ (۳۴)

الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَ تَنْذِيرًا مِّنْ

❶ سنن ترمذی، کتاب الزہد، رقم: ۲۳۰۷۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن صحیح“ کہا ہے۔

أَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَابِلٌ فَاتَتْ أَكْثَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَإِنْ لَمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطُلُّ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ (۳۵) أَيْ يَوْمُ أَحَدِكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِّنْ نَّحِيلٍ وَأَعْنَابٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ ۖ وَأَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ (۳۶) ﴿۳۶﴾ (البقرہ : ۲۶۴، ۲۶۶)

”اے ایمان والو! اپنی خیرات کو احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر برباد نہ کرو، جس طرح وہ شخص جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرے، اور نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھے، نہ قیامت پر، اس کی مثال اس صاف پتھر کی طرح ہے جس پر تھوڑی سی مٹی ہو پھر اس پر زور دار مینہ برسے، اور وہ اسے بالکل صاف اور سخت چھوڑ دے۔ ان ریاکاروں کو اپنی کمائی سے کوئی چیز ہاتھ نہیں لگتی۔ اور اللہ تعالیٰ کافروں کی قوم کو راہ نہیں دکھاتا۔ ان لوگوں کی مثال جو اپنا مال اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی طلب میں دل کی خوشی اور یقین کے ساتھ خرچ کرتے ہیں اس باغ پھوار جیسی ہے جو اونچی زمین پر ہو، اور زور دار بارش اس پر برسے، اور وہ اپنا پھل دگنلا دے اور اگر اس پر بارش نہ بھی برے تو پھوار ہی کافی ہے، اور اللہ تعالیٰ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی بھی یہ چاہتا ہے کہ اس کا کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو جس میں نہریں بہہ رہی ہوں، اور ہر قسم کے پھل موجود ہوں، اس شخص کا بڑھاپا آ گیا ہو، اس کے ننھے ننھے سے بچے بھی ہوں، اور اچانک باغ کو گولا آ پہنچے جس میں آگ بھی ہو، پس وہ باغ جل جائے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آیتیں بیان کرتا ہے تاکہ تم غور و فکر کرو۔“

18۔ جھگڑا چھوڑ دینا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ﴾ (المؤمنون: ۳)

”اور (وہ مؤمنین) جو لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں۔“

عبدالرحمن السعدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

”یہاں لغو سے مراد وہ کلام ہے جس میں کوئی بھلائی اور کوئی فائدہ نہ ہو۔

﴿مُعْرِضُونَ﴾ ”اعراض کرنے والے ہیں“ اپنے آپ کو لغو سے پاک اور

برتر رکھنے کے لیے، جب کبھی کسی لغو چیز پر سے ان کا گزر ہوتا ہے تو نہایت وقار

کے ساتھ گزر جاتے ہیں، اور جب یہ لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں تو حرام

کاموں سے ان کا اعراض اولیٰ و احری ہے۔ جب بندہ بھلائی کے سوا لغویات

میں اپنی زبان پر قابو پالیتا ہے تو معاملہ اس کے اختیار میں آ جاتا ہے جیسا کہ

((عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ لَا أُخْبِرُكَ بِمَلَاكَ ذَلِكَ كُلِّهِ؟ قُلْتُ

بَلَىٰ يَا نَبِيَّ اللَّهِ! فَآخِذًا بِلسَانِهِ قَالَ: ”كُفَّ عَلَيْكَ هَذَا .“)) ❶

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ آپ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو نصیحت فرما رہے تھے.....

فرمایا: ”کیا میں تمہیں اس چیز کے بارے میں آگاہ نہ کروں جس پر ان سب

چیزوں کا دار و مدار ہے؟“ سیدنا معاذ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا، جی ہاں!

ضرور بتائیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا: ”اس کو اپنے

قابو میں رکھو۔“ (تفسیر السعدی، تحت هذه الآية)

پس اہل ایمان کی صفات حمیدہ میں سے ایک صفت یہ ہے کہ وہ لغو بات اور محرمات سے

اپنی زبان کو روک رکھتے ہیں۔

19۔ امانت و دیانت دار ہونا

اللہ کے دوستوں کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ امانت و دیانت سے کام لیتے ہیں۔

ارشاد فرمایا:

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَى سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهْنِ مَقْبُوضَةً فَإِنْ
أَمِنْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي أُؤْتِمِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ ۖ
لَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۚ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ ۚ وَاللَّهُ بِمَا
تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝۲۸﴾ (البقرہ : ۲۸۳)

”اور اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو رہن قبضہ میں رکھا لیا کرو، ہاں اگر آپس میں ایک دوسرے سے مطمئن ہو تو جسے امانت دی گئی ہے وہ اُسے ادا کر دے، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے جو اس کا رب ہے، اور گواہی کو نہ چھپاؤ، اور جو اُسے چھپالے وہ گہنگار دل والا ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اسے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔“

دوسری جگہ فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمْنِيَكُمْ
وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝۲۹﴾ وَأَعْلَمُوا أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۚ وَأَنَّ
اللَّهَ عِنْدَ أَجْرٍ عَظِيمٍ ۝۳۰﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ
فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ
الْعَظِيمِ ۝۳۱﴾ (الانفال : ۲۷، ۲۹)

”اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول کے حقوق میں خیانت مت کرو، اور اپنی قابل حفاظت چیزوں (امانتوں) میں خیانت مت کرو، اور تم جانتے ہو۔ اور تم اس کو

جان رکھو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد ایک امتحان کی چیز ہے، اور اس بات کو بھی جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا اجر ہے۔ اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو ایک فیصلہ کن چیز دے گا، اور تم سے تمہارے گناہ دور کر دے گا اور تم کو بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔“

20۔ فواحش سے دور رہنا

ان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ بُرے اور فحش کاموں سے گریز کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَ
﴿قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَ
وَأَيَّاهُمْ ۖ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا
النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۚ ذَلِكُمْ وَصَّيْكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ
تَعْقِلُونَ ﴿١٥١﴾﴾ (الانعام : ١٥١)

”آپ کہہ دیجیے کہ آؤ میں تم کہ وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن کو تمہارے رب نے تم پر حرام فرما دیا ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ، اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو، اور اپنی اولاد کو افلاس کے سبب قتل مت کرو۔ ہم تم کو اور ان کو رزق دیتے ہیں، اور بے حیائی کے جتنے طریقے ہیں ان کے پاس بھی مت جاؤ، خواہ وہ علانیہ ہوں، اور خواہ پوشیدہ، اور جس کا خون کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے اس کو قتل مت کرو، ہاں! مگر حق کے ساتھ، اس کا تم کو تاکید یہ حکم دیا ہے تاکہ تم سمجھو۔“

نیز فرمایا:

﴿قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّي الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ

وَالْبُغْيُ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزَّلْ بِهِ سُلْطٰنًا وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٣٣﴾ (الاعراف : ۳۳)

”آپ فرمادیجیے کہ البتہ میرے رب نے صرف حرام کیا ہے ان تمام فحش باتوں کو جو علانیہ ہیں اور جو پوشیدہ ہیں، اور ہر گناہ کی بات کو، اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو اور اس بات کو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک ٹھہراؤ جس کی اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی، اور اس بات کو کہ تم اللہ تعالیٰ کے ذمے ایسی بات لگا دو جس کو تم نہیں جانتے۔“

21۔ پوشیدہ اور ظاہر گناہوں سے بچنا

ارشادِ رب العالمین ہے:

﴿وَذَرُوا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهُ ۚ إِنَّ الَّذِیْنَ یَكْسِبُونَ الْاِثْمَ سَیُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا یَفْعَلُونَ﴾ ﴿۱۰﴾ (الانعام : ۱۲۰)

”اور تم ظاہری گناہ کو بھی چھوڑ دو اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑ دو۔ بلاشبہ جو لوگ گناہ کر رہے ہیں ان کو ان کے کیے کی عنقریب سزا ملے گی۔“

عبدالرحمن السعدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

”یہاں ﴿اِثْمٌ﴾ سے مراد تمام معاصی ہیں جو بندے کو گناہ گار کرتے ہیں یعنی اسے ان اُمور کے بارے میں گناہ اور حرج میں مبتلا کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق سے متعلق ہوتے ہیں، پس اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ظاہری اور باطنی گناہوں کے ارتکاب سے منع کیا ہے یعنی چھپ کر یا علانیہ ان تمام گناہوں سے روکا ہے جو بدن، جوارح اور قلب سے متعلق ہیں۔ بندہ ظاہری اور باطنی گناہوں کو اس وقت تک کامل طور پر ترک نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ

بحث و تحقیق کے بعد ان کی معرفت حاصل نہیں کر لیتا، بنا بریں گناہوں کے بارے میں بحث و تحقیق کرنا قلب و جوارح کے گناہوں کی معرفت اور ان کے بارے میں علم حاصل کرنا مکلف پر حتمی طور پر فرض ہے، اور بہت سے لوگوں پر ان کے گناہ مخفی رہتے ہیں، خاص طور پر قلب کے گناہ چھپے رہتے ہیں، مثلاً تکبر، خود پسندی اور ریا وغیرہ۔ یہاں تک کہ بندہ ان میں سے بہت سے گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے مگر اسے اس کا احساس اور شعور تک نہیں ہوتا، اور یہ علم سے اعراض اور عدم بصیرت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ جو لوگ ظاہری اور باطنی گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں ان کے اکتساب کے مطابق اور ان کے گناہوں کی قلت و کثرت کے اعتبار سے ان کو سزا دی جائے گی، اور یہ سزا آخرت میں ملے گی، کبھی کبھی بندے کو دنیا میں سزا دے دی جاتی ہے، اس طرح اس کی برائیوں اور گناہوں میں تخفیف ہو جاتی ہے۔“

(تفسیر السعدی: ۸۱۶/۱)

22۔ اللہ کی رضا کا متلاشی رہنا

اللہ کے دوست اپنے رب کی رضا جوئی کے طلب گار رہتے ہیں۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ

رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ﴾ (البقرہ: ۲۰۷)

”لوگوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ کی رضا جوئی کے لیے اپنی جان تک بیچ

ڈالتا ہے اور ایسے بندوں پر اللہ بڑا مہربان ہے۔“

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنِ التَّمَسَّ رِضَاءَ اللَّهِ بَسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللَّهُ مُوَنَةَ النَّاسِ،

وَمَنِ التَّمَسَّ رِضَاءَ النَّاسِ بَسَخَطَ اللَّهُ وَكَلَهُ اللَّهُ إِلَى النَّاسِ .))^①
 ”جس نے لوگوں کو ناراض کر کے اللہ کی رضا جوئی حاصل کی، اللہ تعالیٰ اسے
 لوگوں کی تکالیف سے کافی ہو جاتا ہے، اور جس نے اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کو
 خوش کرنا چاہا، اسے اللہ تعالیٰ لوگوں کے سپرد کر دیتا ہے۔“

23۔ خیر خواہی اور بھلائی کرنا

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
 ((الَّذِينَ النَّصِيحَةُ، قُلْنَا: لِمَنْ؟ قَالَ: لِلَّهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ
 وَلَا ئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ عَامَّتِهِمْ .))^②
 ”دین خیر خواہی کا نام ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کس کے لیے؟ فرمایا: اللہ
 کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے رسول کے لیے، مسلمانوں کے
 حکمرانوں کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے (دین خلوص کا نام ہے)۔
 نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ آتَى إِلَيْكُمْ مَعْرُوفًا فَكَافَتْهُ .))^③
 ”جو تمہارے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرے تم بھی اُسے اس کا بدلہ دو۔“

24۔ شکر گزار ہونا

اللہ کے دوست اپنے رب کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:
 ﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ﴾^④
 (البقرہ: ۱۵۲)

① سنن ترمذی، کتاب الزہد، باب منہ عاقبتہ من التمس رضا الناس سخط اللہ ومن عکسہ، رقم: ۲۴۱۴۔ سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ، رقم: ۲۴۱۴۔

② صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان ان الدین النصیحہ، رقم: ۹۵۔

③ سنن ابو داؤد، کتاب الأدب، رقم: ۵۱۰۹۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

”تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ میرا شکر کرو اور ناشکری مت کرو۔“

عبدالرحمن السعدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَاذْكُرُونِيْ اَذْكُرْكُمْ﴾ ”پس تم مجھے یاد کرو میں

تمہیں یاد کروں گا“ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کا حکم دیا ہے، اور اس پر بہترین اجر کا

وعدہ کیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کا ذکر کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا ذکر

کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی زبان مبارک سے فرمایا:

”جو مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے میں اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں، جو کسی

مجلس میں مجھے یاد کرتا ہے میں اسے اس سے بہتر مجلس میں یاد کرتا ہوں۔“ ①

سب سے بہتر ذکر وہ ہے جس میں دل اور زبان کی موافقت ہو اور اسی ذکر سے اللہ تعالیٰ

کی معرفت، اس کی محبت اور بہت زیادہ ثواب حاصل ہوتا ہے اور ذکر الہی ہی شکر کی بنیاد ہے،

اس لیے اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر اس کا حکم دیا ہے پھر اس کے بعد شکر کا عمومی حکم دیا ہے،

چنانچہ فرمایا: ﴿وَاشْكُرُوْا لِيْ﴾ ”اور میرا شکر کرو“ یعنی میں نے جو یہ نعمتیں تمہیں عطا کیں اور

مختلف قسم کی تکالیف اور مصائب کو تم سے دُور کیا اس پر میرا شکر کرو۔ شکر دل سے ہوتا ہے اس

کی نعمتوں کا اقرار و اعتراف زبان سے ہوتا ہے، اس کا ذکر اور حمد و ثنا، اعضا سے ہوتا ہے اس

کے حکموں کی اطاعت و فرمان برداری اور اس کی منہیات سے اجتناب کر کے، پس شکر موجود

نعمت کے باقی رہنے اور مفقود نعمت (مزید نئی نعمتوں) کے حصول کے جذبے کا مظہر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لَیْنِ شَکْرُكُمْ لَا زَیْدًا لَّكُمْ﴾ (ابراہیم: ۷)

”اگر تم شکر کرو گے تو تمہیں اور زیادہ دوں گا۔“

علم، تزکیہ اخلاق اور توفیق عمل جیسی دینی نعمتوں پر شکر کا حکم دینے میں اس حقیقت کا بیان

ہے کہ یہ سب سے بڑی نعمتیں ہیں بلکہ یہی حقیقی نعمتیں ہیں جن کو دوام حاصل ہے جب کہ دیگر نعمتیں زائل ہو جائیں گی۔ ان تمام حضرات کے لیے جن کو علم و عمل کی توفیق سے نوازا گیا ہے یہی مناسب ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں تاکہ ان پر اللہ تعالیٰ کے فضل کا اضافہ ہو، اور ان سے عجب اور خود پسندی دُور رہے، اور وہ اللہ تعالیٰ کے شکر میں مشغول رہیں۔“

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ اَشْكُرَ النَّاسِ لِلّٰهِ اَشْكُرُهُمْ لِلنَّاسِ .)) ❶

”لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ کا شکر کرنے والا شخص وہ ہے جو لوگوں کا سب سے زیادہ شکر گزار ہو۔“

25۔ عہد پورا کرنا

اللہ کے دوستوں کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ جو عہد بھی کرتے ہیں اس کو پورا کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ﴾ (المائدہ : ۱)

”اے ایمان والو! عہد و پیمان پورے کرو۔“

ایک جگہ فرمایا:

﴿وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا
وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ﴾ ❶

(النحل : ۹۱)

”اور اللہ کے عہد کو پورا کرو جب کہ تم آپس میں قول و قرار کرو، اور قسموں کو ان کی پختگی کے بعد مت توڑو، باوجودیکہ تم اللہ کو اپنا ضامن ٹھہر چکے ہو، بے شک اللہ

❶ مسند احمد ۲۱۲/۵۔ شیخ شعب نے اسے ”صحیح لغیرہ“ کہا ہے۔

جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔“

نیز فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۚ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝﴾ (الصف: ۳، ۲)

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کیوں کہتے ہو جو تم نہیں کرتے۔ اللہ کے نزدیک ناراض ہونے کے اعتبار سے بڑی بات ہے کہ تم وہ کہو جو تم نہیں کرتے۔“

25۔ مخلص ہونا

ان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ ہر کام اخلاص سے کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

﴿وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّا بُرْهَانَ رَبِّهٖ كَذٰلِكَ لِنَضِرَّ عَنْهُ الشُّوْءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۝﴾ (یوسف: ۲۴)

”چنانچہ اس عورت نے یوسف کا قصد کیا، اور وہ بھی اس کا قصد کر لیتے اگر اللہ کی برہان نہ دیکھ لیتے۔ اس طرح ہم نے انہیں اس برائی اور بے حیائی سے بچا لیا کیونکہ وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے تھے۔“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ ، اِلَّا مَا كَانَ لَهُ خَالِصًا ، وَابْتَغِيَ بِهٖ وَجْهَهُ .))^①

”یقیناً اللہ تعالیٰ صرف وہی عمل قبول فرماتا ہے جو خالص ہو، اور جس کے ذریعے

① سنن نسائی، کتاب الجہاد، باب من غزا یلمس الاجر والذکر رقم: ۳۱۴۲۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن صحیح“ کہا ہے۔

اُس کی رضامندی تلاش کی گئی ہو۔“

26۔ انصاف پسند ہونا

ان کی ایک خصوصیت انصاف پسندی بھی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوِّمِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ ۚ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلَىٰٓ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌۢ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝۸﴾ (المائدہ : ۸)

”اے ایمان والو! تم اللہ کی خاطر حق پر قائم ہو جاؤ، اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ، کسی قوم کی دشمنی تمہیں مجرم نہ بنادے کہ تم انصاف نہ کرو، عدل کیا کرو جو پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔“

27۔ انصاف پسندی کے ساتھ ساتھ.....

﴿وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۚ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْيِزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا تَكْلِفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۚ وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا ۚ ذَلِكُمْ وَصَّيْكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝۱۵۲﴾ (الانعام : ۱۵۲)

”اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو سب سے اچھا ہو، یہاں تک کہ وہ بلوغت کی عمر کو پہنچ جائے، اور ناپ تول پوری پوری کرو انصاف کے ساتھ، ہم کسی شخص کو اُس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے، اور جب تم بات کرو تو انصاف کرو خواہ قربت دار ہی ہو، اور اللہ کے عہد کو پورا کرو یہ تاکیدیں حکم اس نے تمہیں دیا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔“

28۔ اعتدال پسند ہونا

ان کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ میانہ روی سے کام لیتے ہیں۔ ارشاد ہے:

﴿وَأْتِذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْيَسِيرَ وَالْأَبْنِ السَّبِيلَ وَلَا تَبْذُرْ
تَبْذِيرًا ۝ إِنَّ الْمُبْذِرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيْطَانِ ۖ وَكَانَ الشَّيْطَانُ
لِرَبِّهِ كَفُورًا ۝﴾ (۱۶) ﴿وَمَا تَعْرَضْن عَنْهُمْ ابْتَغَاءَ رَحْمَةٍ مِّن رَّبِّكَ تَرْجُوهَا
فَقُلْ لَهُمْ قَوْلًا مَّيْسُورًا ۝﴾ (۱۸) ﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَ
لَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسِطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا ۝﴾ (۱۹)

(بنی اسرائیل: ۲۶، ۲۹)

”اور رشتے داروں، مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کرتے رہو، اور اسراف اور بے جا خرچ سے بچو۔ بے جا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔ اور اگر تجھے ان سے منہ پھیر لینا پڑے اپنے رب کی اس رحمت کی جستجو میں جس کی تو امید رکھتا ہے تو بھی تجھے چاہیے کہ عمدگی اور نرمی سے انہیں سمجھا دے۔ اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ اسے بالکل ہی کھول دے کہ پھر ملامت کیا ہو اور حسرت کیا ہوا بیٹھ جائے۔“

نیز فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ
قَوَامًا ۝﴾ (الفرقان: ۶۷)

”اور جو خرچ کرتے وقت نہ تو اسراف کرتے ہیں نہ بخیلی، بلکہ ان دونوں کے درمیان معتدل راہ ہوتی ہے۔“

29۔ احسان کرنا

ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا صَدَقَتَكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِثَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا ۖ لَا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ ۚ جَمًّا كَسَبُوا ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۝﴾

(البقرہ: ۲۶۴)

”اے ایمان والو! اپنی خیرات کو احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر برباد نہ کرو جس طرح وہ شخص جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرے، اور نہ اللہ تعالیٰ پر، اور نہ قیامت پر ایمان رکھے، اس کی مثال اس صاف پتھر کی طرح ہے جس پر تھوڑی سی مٹی ہو، پھر اس پر زوردار بارش برسے، اور وہ اسے بالکل صاف اور سخت چھوڑ دے۔ ان ریاکاروں کو اپنی کمائی میں سے کوئی چیز ہاتھ نہیں لگتی۔ اور اللہ تعالیٰ کافروں کی قوم کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔“

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَمَنْ آتَىٰ إِلَيْكُمْ مَعْرُوفًا فَكَافِئُوهُ ۝)) ❶

”جس کے ساتھ احسان اور بھلائی کی جائے اسے اس کا بدلہ دینا چاہیے۔“

30۔ صلہ رحمی کرنا

ایک خصوصیت ان کی یہ ہے کہ یہ ہر ایک کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ

❶ سنن ابوداؤد، کتاب الادب، رقم: ۵۱۰۹۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ ﴿٢١﴾ (الرعد: ٢١)

”اور جن روابط کو اللہ نے ملانے کا حکم دیا ہے انھیں ملاتے ہیں، اپنے رب سے ڈرتے ہیں، اور بُرے حساب سے ڈرتے ہیں۔“

آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُسْطَلَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَأَنْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ.)) ❶

”جو یہ چاہے کہ اس کے رزق میں وسعت ہو اور اس کی عمر لمبی ہو اسے چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔“

31۔ نماز کی پابندی کرنا

اللہ کے دوست نماز کی بہت زیادہ پابندی کرتے ہیں، انہی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ﴾ (البقرہ: ۳)

”جو غیب پر ایمان لاتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، اور جو ہم نے انھیں دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔“

رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِي نَفْسُهُ بِيَدِي ، لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَمَرَ بِحَطَبٍ لِيُحْطَبَ ثُمَّ أَمَرَ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ، ثُمَّ أَمَرَ رَجُلًا فَيُؤَمِّمَ النَّاسَ ، ثُمَّ أَخَالَفَ إِلَى رِجَالٍ فَأُحْرِقَ عَلَيْهِمْ بَيُوتُهُمْ.)) ❷

”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نے یہ ارادہ کیا

❶ صحیح بخاری، کتاب الأدب، رقم: ۵۹۸۵۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب وجوب صلاة الجماعة، رقم: ۶۴۴۔

ہے کہ کسی کو لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں، پھر نماز کے لیے اذان کہنے کا حکم دوں، پھر ایک شخص کو امامت کے لیے آمادہ کروں، پھر جو لوگ جماعت میں شریک نہ ہوں ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔“

32۔ ثابت قدم رہنا

یہ ثابت قدمی کی صفت سے متصف ہوتے ہیں۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ١٣﴾ (الاحقاف : ١٣، ١٤)

”بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس پر جے رہے تو ان پر کوئی خوف ہوگا، اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ یہ تو اہل جنت ہیں جو ہمیشہ اسی میں رہیں گے ان اعمال کے بدلے جو وہ کیا کرتے تھے۔“

ایک اور مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَابْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ٣٠﴾ (حَم السجده: ٣٠-٣١)

”بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس (عقیدہ) کو حید اور عمل صالح) پر جے رہے، اُن پر فرشتے اُترتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کرو، اور اس جنت کی خوش خبری سن لو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم دنیا کی زندگی میں تمہارے دوست اور مددگار رہے، اور آخرت میں بھی رہیں گے۔ اور

وہاں تمہیں ہر وہ چیز ملے گی جس کی تمہارا نفس خواہش کرے گا، اور ہر وہ چیز جس کی تم تمنا کرو گے۔“

عبدالرحمن السعدی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کا ذکر فرماتا ہے، اور اس ضمن میں اہل ایمان میں نشاط پیدا کرتا اور انہیں ان کی اقتدا کرنے کی ترغیب دیتا ہے، چنانچہ فرمایا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا﴾ ”بے شک جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے، پھر وہ اس پر ڈٹ گئے،“ یعنی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اعتراف کر کے اس کا اعلان کیا، اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر راضی ہوئے، اس کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا، پھر علم و عمل کے اعتبار سے راہ راست پر استقامت کے ساتھ گامزن ہوئے ان کے لیے دنیا و آخرت میں خوش خبری ہے۔ ﴿تَنْزَلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ﴾ ”ان پر (نہایت عزت و اکرام والے) فرشتے نازل ہوتے ہیں۔“ یعنی ان کا نزول بتکرار ہوتا ہے۔ ان کے پاس حاضر ہو کر خوش خبری دیتے ہیں۔ ﴿أَنْ لَا تَخَافُوا﴾ ”نہ ڈرو۔“ یعنی اس معاملے پر خوف نہ کھاؤ جو مستقبل میں تمہیں پیش آنے والا ہے۔ ﴿وَلَا تَحْزَنُوا﴾ ”اور نہ غمگین رہو۔“ یعنی جو کچھ گزر چکا ہے اس پر غم نہ کھاؤ۔ گویا ماضی اور مستقبل میں ان سے کسی بھی ناگوار امر کی نفی کر دی گئی ہے۔ ﴿وَأَبَشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ﴾ ”اور تمہیں اس جنت کی بشارت ہو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔“ یہ جنت تمہارے لیے واجب ہو گئی ہے، اللہ تعالیٰ کا وعدہ تو پورا ہو کر رہے گا۔

وہ ثابت قدمی کے لیے ان کی ہمت بڑھاتے اور ان کو خوش خبری دیتے ہوئے یہ بھی کہیں گے ﴿نَحْنُ أَوْلَىٰكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾

”ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔“ وہ دنیا کے اندر انہیں بھلائی کی ترغیب دیتے ہیں اور بھلائی کو ان کے سامنے مزین کرتے ہیں وہ ان کو برائی سے ڈراتے ہیں، اور ان کے دلوں میں بُرائی کو قبیح بنا کر پیش کرتے ہیں ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں، اور مصائب اور مقامات خوف میں ان کو ثابت قدم رکھتے ہیں، خاص طور پر موت کی سختیوں، قبر کی تاریکیوں، قیامت کے روز پل صراط کے ہولناک منظر کے وقت ان کی ہمت بڑھاتے ہیں، اور جنت کے اندر ان کے رب کی طرف سے عطا کردہ اکرام و تکریم پر انہیں مبارک باد دیتے اور ہر دروازے میں سے داخل ہوتے ہوئے ان سے کہیں گے:

﴿سَلِّمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ﴾ (الرعد: ۲۴)

”تم پر سلامتی ہے دنیا میں تمہارے صبر کے سبب سے کیا ہی اچھا ہے آخرت کا گھر۔“ (تفسیر السعدی، تحت هذه الآية)

33۔ اوّل فرصت میں فریضہ حج ادا کرنا

جب حج فرض ہو جائے، یعنی انسان صاحب استطاع ہو تو حج ادا کرنا بھی اہل ایمان، اولیاء اللہ کی خاصیت ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ)) ❶

”جس شخص نے حج کیا، پس نہ تو شہوت کی بات کی، اور نہ ہی (اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی) اطاعت سے نکلا، تو جب وہ (حج کر کے) واپس آتا ہے تو اس طرح ہوتا ہے جیسے اس کی ماں نے اسے آج ہی جنم دیا ہے۔“

34۔ شرک سے بچنا

اللہ کے دوستوں کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ شرک سے اجتناب کرتے ہیں۔

❶ صحیح بخاری، کتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، رقم: ۱۵۲۱۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ أَفَغَيَّرُ اللَّهَ تَأْمُرُونِي أَعْبُدُ أَيُّهَا الْجَاهِلُونَ ۚ﴾ ۶۴ ﴿وَلَقَدْ أَوْحَىٰ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ ۶۵ ﴿بَلِ اللَّهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ﴾ ۶۶ ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ ۚ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۚ وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ ۚ سُبْحَنَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ ۶۷ ﴿

(الزمر : ۶۴، ۶۷)

”کہہ دیجیے پھر کیا تم مجھے غیر اللہ کے بارے میں حکم دیتے ہو کہ میں (ان کی) عبادت کروں اے جاہلو! اور یقیناً تیری طرف وحی کی گئی اور ان لوگوں کی طرف بھی جو تجھ سے پہلے تھے کہ بلاشبہ اگر تو نے شریک ٹھہرایا تو یقیناً تیرا عمل ضرور ضائع ہو جائے گا، اور تو ضرور بالضرور خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جائے گا۔ بلکہ اللہ ہی کی پھر عبادت کر اور شکر کرنے والوں میں سے ہو جا۔ اور انھوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جو اس کی قدر کا حق ہے، حالانکہ زمین ساری قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے۔ وہ پاک ہے، اور بہت بلند ہے اس سے جو وہ شریک بنا رہے ہیں۔“

حدیث میں ہے کہ،

((جَاءَ خَبْرٌ مِنَ الْأَخْبَارِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّا نَجِدُ أَنَّ اللَّهَ يَجْعَلُ السَّمَوَاتِ عَلَى إِصْبَعٍ ، وَالْأَرْضِينَ عَلَى إِصْبَعٍ ، وَالشَّجَرَ عَلَى إِصْبَعٍ ، وَالْمَاءَ وَالشَّرَى عَلَى إِصْبَعٍ ، وَسَائِرَ الْخَلَائِقِ عَلَى إِصْبَعٍ ، فَيَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ ،

فَضَحَكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِدُهُ تَصْدِيقًا لِقَوْلِ الْحَبْرِ ،
ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾ ①

”ایک یہودی عالم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اس نے کہا کہ ہم اللہ کی بابت (کتابوں میں) یہ بات پاتے ہیں کہ وہ (قیامت والے دن) آسمانوں کو ایک انگلی پر، زمینوں کو ایک انگلی پر، درختوں کو ایک انگلی پر، پانی اور تری کو ایک انگلی پر، اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر رکھ لے گا، اور فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں، آپ ﷺ نے مسکرا کر اس کی تصدیق فرمائی اور آیت ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾ کی تلاوت فرمائی۔“

35۔ مشرک کا انجام

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ط وَقَالَ الْمَسِيحُ يَبْنَىٰ إِسْرَءِيلَ اْعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ط إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ط وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ④﴾ (المائدہ : ۷۲)

”بے شک وہ لوگ کافر ہو گئے جنہوں نے کہا کہ مسیح ابن مریم ہی اللہ ہے، حالانکہ خود مسیح نے ان سے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل! اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے، یقین مانو کہ جو شخص اللہ سے شرک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے۔ اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے۔ اور گنہگاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔“

① صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم: ۴۸۱۱۔

36۔ اللہ کی راہ میں مال و جان قربان کرنا

اللہ کے دوستوں کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ یہ اپنا مال، اپنی جان الغرض یہ کہ ہر چیز اللہ کی راہ میں قربان کر دیتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا ۝﴾ (النساء : ۷۶)

”جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ تو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں، اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ اللہ کے سوا اوروں کی راہ میں لڑتے ہیں، پس تم شیطان کے دوستوں سے جنگ کرو۔ بے شک شیطان کی چال ہمیشہ نہایت کمزور رہی ہے۔“

ایک مقام پر اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِآنَ لَهُمُ الْجَنَّةُ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعَدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝﴾

(التوبہ : ۱۱۱)

”بلاشبہ اللہ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض میں خرید لیا ہے کہ انہیں جنت ملے گی۔ وہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں۔ اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے تو رات میں اور انجیل میں اور قرآن میں، اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے، تو اس سودے پر خوب خوش ہو جاؤ جو تم نے اس (اللہ) سے کیا ہے، اور

یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔“

37۔ قرآن حکیم کی تلاوت کرنا

ان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ قرآن حکیم کی تلاوت کثرت سے کرتے ہیں۔
ارشادِ ربانی ہے:

﴿الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ﴾

وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿١٣١﴾ (البقرہ: ۱۲۱)

”جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ اسے یوں پڑھتے ہیں جیسا کہ پڑھنے کا حق ہے۔ یہی لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں، اور جو اس کتاب کا انکار کرتا ہے تو ایسے ہی لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔“

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حق تلاوت یہ ہے کہ جنت کے ذکر کے وقت جنت کا سوال کیا جائے اور جہنم کے ذکر کے وقت اس سے پناہ مانگی جائے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حلال و حرام کو جاننا، کلمات کو ان کی جگہ رکھنا، تغیر و تبدل نہ کرنا وغیرہ یہی تلاوت کا حق ادا کرنا ہے۔ (تفسیر الطبری: ۲/۲۶۷)

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کھلی آیتوں پر عمل کرنا، تشابہ آیتوں پر ایمان لانا، مشکلات کو علماء کے سامنے پیش کرنا، حق تلاوت کے ساتھ پڑھنا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا مطلب حق اتباع بجالانا بھی مروی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر: ۱/۲۲۶)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ”نبی کریم ﷺ جب کوئی رحمت کے ذکر کی آیت پڑھتے تو ٹھہر جاتے اور اللہ تعالیٰ سے رحمت طلب کرتے اور جب کبھی کسی عذاب کی آیت تلاوت فرماتے تو رُک کر اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب فرماتے۔“^①
مزید فرمایا:

① صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ المسافرين، رقم: ۷۷۲۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ ۖ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝٥٧ قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ۝٥٨﴾ (یونس : ۵۷، ۵۸)

”اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے، اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کے لیے شفا ہے، اور رہنمائی کرنے والی ہے، ایمان والوں کے لیرِ رحمت ہے۔ آپ کہہ دیجیے کہ بس لوگوں کو اللہ کے اس انعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہیے۔ وہ اس سے بدرجہا بہتر ہے جس کو وہ جمع کر رہے ہیں۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا ، سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ ، وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللَّهِ ، يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ ، إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ ، وَغَشِيَتْهُمْ الرَّحْمَةُ ، وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ ، وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ ، وَمَنْ بَطَّأ بِهِ عَمَلُهُ ، لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ ۝١))

”جو شخص علم دین حاصل کرنے کے لیے کسی راستہ پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے، اور جب کچھ لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں بیٹھ کر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں، اور اُسے آپس میں ایک دوسرے کو پڑھاتے ہیں تو ان پر سکون نازل ہوتا ہے، رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کو گھیرے میں لے لیتے ہیں، اور ایسے لوگوں کا تذکرہ اللہ تعالیٰ اپنے مقرب فرشتوں میں کرتا ہے اور جس کو اس کا عمل ہی پیچھے چھوڑ دے اس کا

① صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن وعلی الذکر، رقم : ۲۶۹۹۔

نسب اُسے آگے نہیں بڑھا سکتا۔“

38۔ صرف اللہ کی عبادت کرنا

ارشاد پروردگار عالم ہے:

﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ كُونُوا رَبَّيْنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ﴾ (آل عمران : ۷۹)

”کسی ایسے انسان کو جسے اللہ تعالیٰ کتاب و حکمت اور نبوت دے، یہ لائق نہیں کہ پھر بھی وہ لوگوں سے کہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ، بلکہ وہ تو کہے گا کہ تم سب رب کے ہو جاؤ تمہارے کتاب سکھانے کے باعث اور تمہارے کتاب پڑھنے کے سبب۔“

نیز قرآن میں ہے:

﴿قُلْ إِنِّي مُهْتَدٍ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ قُلْ لَا اتَّبِعْ أَهْوَاءَكُمْ قَدْ ضَلَلْتُمْ إِذَا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ﴾

(الانعام : ۵۶)

”آپ کہہ دیجیے کہ مجھ کو اس سے ممانعت کی گئی ہے کہ ان کی عبادت کروں جن کی تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو۔ آپ کہہ دیجیے کہ میں تمہارے خیالات کا اتباع نہ کروں گا کیوں کہ اس حالت میں تو میں بے راہ ہو جاؤں گا، اور سیدھی راہ پر چلنے والوں میں نہ رہوں گا۔“

39۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا

ان کی ایک قابل ستائش خصوصیت یہ ہے کہ یہ اللہ سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں، اور

اللہ بھی ان سے محبت کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝۳۱﴾ (آل عمران : ۳۱)

”کہہ دیجیے! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو خود اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا، اور اللہ بے حد بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔“

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

”اس آیت کریمہ نے فیصلہ کر دیا جو شخص اللہ کی محبت کا دعویٰ کرے، اور اس کے اعمال افعال، عقائد فرمان نبوی ﷺ کے مطابق نہ ہوں طریقہ محمدیہ علیہ السلام پر وہ کار بند نہ ہو تو وہ اپنے اس دعوے میں جھوٹا ہے۔ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ”جو شخص کوئی ایسا عمل کرے جس پر ہمارا حکم نہ ہو وہ مردود ہے۔“ اس لیے یہاں بھی ارشاد ہوتا ہے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھنے کے دعوے میں سچے ہو تو میری سنتوں پر عمل کرو اس وقت تمہاری چاہت سے زیادہ اللہ تمہیں دے گا یعنی خود تمہارا چاہنے والا بن جائے گا۔ جیسے کہ بعض حکیم علماء نے کہا ہے کہ تیرا چاہنا کوئی چیز نہیں لطف تو اس وقت ہے کہ اللہ تجھے چاہنے لگ جائے، غرض اللہ کی محبت کی نشانی یہی ہے کہ ہر کام میں اتباع سنت مد نظر ہو۔“ (تفسیر ابن کثیر: ۱/ ۴۷۲)

40۔ رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنا

قرآن کریم میں ہے:

﴿قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ

وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسْكِنٌ تَرْضَوْنَهَا

أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿٣٧﴾

(التوبہ : ۲۴)

”آپ کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارے کنبہ قبیلے، تمہارے کمائے ہوئے مال، اور وہ تجارت جس میں گھاٹے سے تم ڈرتے ہو، اور وہ رہائش جنہیں تم پسند کرتے ہو، اگر یہ تمہیں اللہ اور اس کے رسول سے، اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں، تو تم اللہ کے عذاب کے آنے کا انتظار کرو۔ اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔“

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا بِالْمُؤْمِنِينَ وَانْتَصَبُوا لَهُمْ دَعْوَةً أُمُومًا وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَّا أَنْ تَفْعَلُوا إِلَىٰ أَوْلِيَائِكُمْ مَّعْرُوفًا كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ۝١﴾ (الاحزاب : ۶)

”یہ نبی مومنوں پر خود ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھنے والا ہے، اور پیغمبر کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں، اور رشتے دار کتاب اللہ کی رُو سے بہ نسبت دوسرے مومنوں اور مہاجروں سے آپس میں زیادہ حق دار ہیں، ہاں تمہیں اپنے دوستوں کے ساتھ سلوک کرنے کی اجازت ہے۔ یہ حکم کتاب (لوح محفوظ) میں لکھا ہوا ہے۔“

41۔ اچھا اخلاق

انسانیت کے لیے رسول مکرم ﷺ اُسوۂ حسنہ ہیں، اور آپ مظہر خلق عظیم ہیں، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ (القلم: ۴)

”اور آپ یقیناً اعلیٰ اخلاق پر ہیں۔“

نیز فرمانِ خداوندی ہے:

﴿وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ ۖ وَأَحْسِنُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ (البقرہ: ۱۹۵)

”اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو، اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو، اور احسان و اخلاق کا طریقہ اختیار کرو کہ اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔“

42۔ با وضو رہنا

ان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ ہمہ وقت با وضو رہتے ہیں:

((عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَرِيدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي بَرِيدَةَ قَالَ: أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَدَعَا بِلَالًا فَقَالَ: يَا بِلَالُ! بِمَ سَبَقْتَنِي إِلَى الْجَنَّةِ؟ مَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَطُّ إِلَّا سَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِي، دَخَلْتُ الْبَارِحَةَ الْجَنَّةَ فَمِمْعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِي، فَقَالَ بِلَالٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا أَذْنْتُ قَطُّ إِلَّا صَلَّيْتُ رَكَعَتَيْنِ، وَمَا أَصَابَنِي حَدَثٌ قَطُّ إِلَّا تَوَضَّأْتُ عِنْدَهَا وَرَأَيْتُ إِنَّ لِلَّهِ عَلَيَّ رَكَعَتَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِهِمَا.)) ❶

”سیدنا عبد اللہ بن بریدہ اپنے باپ (بریدہ رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ

❶ سنن الترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۶۸۹ - مسند احمد ۵/۳۵۴ - المستدرک، للحاکم:

۲۸۵/۳ - امام حاکم، امام ذہبی اور علامہ البانی رحمہم اللہ نے اس حدیث کو ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک دن بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے فرمایا: ”اے بلال! تم مجھ سے جنت میں سبقت کیسے کر گئے؟ گزشتہ رات میں نے تمہارے قدموں کی آواز جنت میں اپنے آگے آگے سنی۔“ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ”اے اللہ کے رسول! میں جب اذان دیتا ہوں تو دو رکعت نماز پڑھتا ہوں، اور جب بھی میرا وضو ٹوٹ جاتا ہے تو فوراً وضو کر لیتا ہوں۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہی وجہ ہے!“

43۔ نماز تہجد کا اہتمام کرنا

ان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ نماز تہجد کا اہتمام بڑے ذوق و شوق سے کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَجَدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَسَىٰ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ (بنی اسرائیل: ۷۹)

”اور رات کو تہجد ادا کیجیے یہ آپ کے لیے زائد ہے، ممکن ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز کرے۔“

ایک اور مقام پر مومنین کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ﴾ (سجده: ۱۶)

”اے لوگو! سلام کو پھیلادو، (لوگوں کو) کھانا کھلاؤ، اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تو اُس وقت (اُٹھ کر تہجد کی) نماز پڑھو، تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔“

44۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ٢١٨﴾

(البقرہ : ۲۱۸)

”البتہ ایمان لانے والے، ہجرت کرنے والے، اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہی رحمت الہی کے امیدوار ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔“

نیز فرمایا:

﴿فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّمَّنْ ذَكَرَ أَوْ أُتِيَ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۖ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُودُوا فِي سَبِيلِي ۖ وَ قُتِلُوا ۖ أَوْ قُتِلُوا لَا يَكُفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ ۖ وَلَا ذُخِّلَتْ لَهُمْ جَنَّتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ ١٤٥﴾ (آل عمران : ۱۹۵)

”پس ان کے رب نے اُن کی دُعا قبول فرمائی کہ تم میں سے کسی کام کرنے والے کے کام کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت میں ہرگز ضائع نہیں کرتا، تم آپس میں ایک ہی ہو، اس لیے وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی، اور اپنے گھروں سے نکال دیے گئے، اور جنہیں میری راہ میں ایذا دی گئی، اور جنہوں نے جہاد کیا، اور شہید کیے گئے، میں ضرور بالضرور ان کی برائیاں ان سے دُور کر دوں گا، اور بالیقین انہیں ان جنتوں میں داخل کر دوں گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی

طرف سے ثواب، اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس بہترین ثواب ہے۔“

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں ہجرت کرنے والوں کے بارے میں فرمایا:

﴿وَمَنْ يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرْعًا كَثِيرًا وَ سَعَةً وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكُهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ٥٥﴾

(النساء : ۱۰۰)

”جو کوئی اللہ کی راہ میں وطن کو چھوڑے گا، وہ زمین میں بہت سی قیام کی جگہیں پائے گا۔ اور جو کوئی اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف نکل کھڑا ہوا، پھر اُسے موت نے آ پکڑا تو بھی یقیناً اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ثابت ہو گیا، اور اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔“

نیز ان کے متعلق اللہ تعالیٰ دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا لَنَبُوْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَ لَآ جَزَاءُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ٥٦﴾ (النحل : ۴۱، ۴۲)

”جن لوگوں نے ظلم برداشت کرنے کے بعد اللہ کی راہ میں ترک وطن کیا ہے، ہم انہیں بہتر ٹھکانہ دنیا میں عطا فرمائیں گے، اور آخرت کا ثواب تو بہت ہی بڑا ہے کاش کہ لوگ اس سے واقف ہوتے۔ وہ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے پالنے والے ہی پر بھروسہ کرتے رہے۔“

45۔ قول میں سچا ہونا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ (١١٩)

(التوبہ: ١١٩)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو، اور سچے لوگوں کا ساتھ دو۔“

سیدنا عبدالرحمن بن ابی قراد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنْ أَحْبَبْتُمْ أَنْ يُحِبَّكُمْ اللَّهُ تَعَالَى وَرَسُولُهُ فَأَدُّوا إِذَا تُتِمَّنْتُمْ

، وَاصْدُقُوا إِذَا حَدَّثْتُمْ ، وَأَحْسِنُوا جَوَارَ مَنْ جَاوَرَكُمْ.)) ❶

”اگر تم پسند کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تم سے محبت کریں تو جب

تمہارے پاس امانت رکھی جائے اسے ادا کرو، جب بات کرو تو سچ بولو، اور جو شخص

تمہارے پاس پڑوس میں ہو اس سے نیک (اچھا) سلوک کرو۔“

46۔ اللہ کی پسند کو محبوب رکھنا

یہ اللہ کی محبت چیز سے محبت کرتے ہیں۔ قرآن اس امر کو یوں بیان کرتا ہے:

﴿ذَلِكَ وَمَنْ يُعِظْكُمْ حُرْمَتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَأُجِلَّتْ

لَكُمْ الْآتَاءُ إِلَّا مَا يُثْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ

وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ﴾ (الحج : ۳۰)

”یہ اور جو کوئی اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے اس کے اپنے لیے اس کے پاس

بہتری ہے، اور تمہارے لیے مال مویشی حلال کر دیے گئے سوائے ان کے جو

تمہیں پڑھ کر سنائے جاتے ہیں، پس تمہیں بتوں کی گندگی سے بچتے رہنا چاہیے

اور جھوٹی بات سے پرہیز کرنا چاہیے۔“

47۔ اللہ کی ناپسندیدہ چیزوں سے نفرت کرنا

ان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ اللہ کی ناپسندیدہ چیزوں سے نفرت کرتے ہیں۔

ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ إِنَّكُمْ إِذَا مَثَلْتُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا ۝﴾ (النساء: ۱۴۰)

”اور اللہ تمہارے پاس اپنی کتاب میں یہ حکم اتار چکا ہے کہ تم جب کسی مجلس والوں کو اللہ کی آیتوں کے ساتھ کفر کرتے اور مذاق اڑاتے ہوئے سنو تو اس مجمع میں ان کے ساتھ نہ بیٹھو، جب تک کہ وہ اس کے علاوہ اور باتیں نہ کرنے لگیں (ورنہ) تم بھی اس وقت انہی جیسے ہو۔ یقیناً اللہ تمام کافروں اور سب منافقوں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے۔“

48۔ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے دشمنی کرنا

ان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ اللہ کے دشمنوں سے دشمنی کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ۚ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝﴾

(المجادلہ: ۲۲)

”تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو اللہ اور آخرت کے دن پر جو ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اس سے دوستی رکھتے ہوں، جس نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی، خواہ وہ

ان کے باپ دادا ہوں یا ان کے بیٹے ہوں، یا ان کے بھائی ہوں، یا ان کے کنبے والے ہوں، یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے، اور ان کی اپنی طرف سے ایک روح کیساتھ مدد کی اور وہ انہیں (ان) باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے، یہی لوگ اللہ کا گروہ ہیں، خوب یاد رکھو۔ اللہ کا گروہ ہی (دو جہاں میں) کامیاب ہونے والا ہے۔“

49۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنا

ان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ اللہ کے دین کی مدد کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يُثَبِّتْ

أَقْدَامَكُمْ﴾ (محمد : ۷)

”اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا، اور تمہارے قدم جمادے گا۔“

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ”سورہ یونس آیت ۹ میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ﴾ ”اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا جو اللہ کی مدد کرے گا“

اس لیے کہ جیسا عمل ہوتا ہے اسی جنس کی جزا ہوتی ہے، اور وہ تمہارے قدم بھی مضبوط کر دے گا۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی اختیار والے کے سامنے ایک ایسے حاجت مند کی حاجت پہنچائے جو خود وہاں نہ پہنچ سکتا ہو تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پل صراط پر اس کے قدم مضبوطی سے جمادے گا۔“ (تفسیر ابن کثیر : ۱۲۶ / ۵ ، مکتبہ قدوسیہ)

50۔ صرف اچھی بات کرنا

اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں فرماتا ہے:

﴿وَقُلْ لِّعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ
بَيْنَهُمْ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِينًا ۝﴾

(بنی اسرائیل : ۵۳)

”اور میرے بندوں سے کہہ دیجیے کہ وہ بہت ہی اچھی بات منہ سے نکال کر
بے شک شیطان ان کے درمیان فساد ڈالتا ہے، بے شک شیطان ہمیشہ سے
انسان کا کھلا دشمن ہے۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

”یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا اپنے بندوں پر لطف و کرم ہے کہ اس نے انہیں بہتر اخلاق،
اعمال اور اقوال کا حکم دیا ہے جو دنیا و آخرت کی سعادت کے موجب ہیں، چنانچہ فرمایا:
﴿وَقُلْ لِّعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ (بنی اسرائیل : ۵۳) ”کہہ دو میرے
بندوں سے بات وہی کہیں جو اچھی ہو۔“ یہ ہر اس کلام کے بارے میں حکم ہے جو اللہ تعالیٰ کے
تقرب کا ذریعہ ہو۔ مثلاً قرأت قرآن، ذکر الہی، حصول علم، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور
لوگوں کے ساتھ ان کے حسب مراتب اور حسب منزلت شیریں کلامی وغیرہ۔ اگر دو اچھے امور
درپیش ہوں اور ان دونوں میں جمع و تطبیق ممکن نہ ہو تو ان میں جو بہتر ہو اس کو ترجیح دی جائے
اور اچھی بات ہمیشہ خلق جمیل اور عمل صالح کو دعوت دیتی ہے، اس لیے جسے اپنی زبان پر اختیار
ہے اس کے تمام معاملات اس کے اختیار میں ہیں ﴿إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ بَيْنَهُمْ﴾
(بنی اسرائیل : ۵۳) ”بے شک شیطان ان کے درمیان جھڑپ کرواتا ہے۔“

اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ارشاد فرمایا: ((أَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ)) ❶

یعنی شیطان بندوں کے دین و دنیا کو خراب کر کے ان کے درمیان فساد پھیلا نا چاہتا ہے اور اس

❶ سنن ترمذی، ابواب الزهد، باب ما جاء فی حفظ اللسان، رقم: ۲۴۰۶۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

فساد کی دوا یہ ہے کہ وہ بُری باتوں میں شیطان کی پیروی نہ کریں جن کی طرف شیطان دعوت دیتا رہتا ہے اور آپس میں نرم رویہ اختیار کریں تاکہ شیطان کی ریشہ دوانیوں کا قلع قمع ہو جو ان کے درمیان فساد کا بیج بوٹا رہتا ہے کیونکہ شیطان ان کا حقیقی دشمن ہے، اور ان پر لازم ہے کہ وہ شیطان کے خلاف مصروفِ جنگ رہیں۔“ (تفسیر السعدی تحت هذه الآية)

51۔ محبت اور خوفِ الہی سے آنکھوں میں آنسو بہانا

﴿وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ﴾ (۸۳)

(المائدہ : ۸۳)

”اور جب وہ رسول کی طرف نازل کردہ (کلام) کو سنتے ہیں تو آپ ان کی آنکھیں آنسو سے بہتی ہوئی دیکھتے ہیں، اس وجہ سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا، وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم مسلمان ہو گئے، پس تو ہم کو بھی ان لوگوں کے ساتھ لکھ لے جو تصدیق کرتے ہیں۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

”اس کا ایک سبب یہ بھی ہے ﴿وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ﴾ (المائدہ: ۸۳) ”جب وہ اس (کتاب) کو سنتے ہیں جو محمد رسول اللہ ﷺ پر

نازل کی گئی۔“ تو یہ کتاب ان کے دلوں پر اثر کرتی ہے اور وہ اس کے سامنے جھک جاتے ہیں، اور ان کی آنکھوں سے اس حق کے سننے کے مطابق جس پر وہ یقین لائے ہیں، آنسو جاری ہو جاتے ہیں، پس اس لیے وہ ایمان لے آئے اور اس کا اقرار کیا، اور کہا ﴿رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ﴾ (المائدہ: ۸۳) ”اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے پس تو ہمیں گواہوں کے ساتھ لکھ لے۔“ اور یہ محمد ﷺ کی اُمت کے لوگ ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی توحید،

اس کے رسولوں کی رسالت، اور جو کچھ یہ رسول لے کر آئے ہیں اس کی صحت کی گواہی دیتے ہیں۔“ (تفسیر السعدی: ۷۲۰/۱)

52۔ غصہ پی جانا اور درگزر کرنا

اللہ کے دوستوں کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ غصہ پینے والے، اور درگزر کرنے والے ہوتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

﴿وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ۝۸۳﴾

(آل: عمران ۱۳۳، ۱۳۶)

”اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کے برابر ہے، جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ جو لوگ آسانی میں بھی اور تنگی میں بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں، اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ جب ان سے کوئی بے حیائی کا کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ اور اللہ کے علاوہ کون گناہ بخشتا ہے۔ اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی بڑے کام پر اڑ نہیں جاتے۔ یہی لوگ ہیں ان کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے، اور ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، ان نیک کاموں کے کرنے والوں کا ثواب بہت ہی اچھا ہے۔“

53۔ اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو آباد کرنا

اللہ کے دوستوں کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو آباد کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسْجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَحْشَ إِلَّا اللَّهَ فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ۝١٨ أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝١٩ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ۖ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝٢٠ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ ۝٢١ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝٢٢ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ ۖ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنكُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝٢٣ قُلْ إِن كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسْكِنٌ تَرْضَوْنََهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ ۖ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝٢٤﴾ (التوبة : ١٨، ٢٤)

”اللہ کی مسجدیں تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، نمازوں کا پابند ہو، زکوٰۃ دیتا ہو اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتا ہو، تو امید ہے یہ لوگ ہدایت پانے والوں میں سے ہوں گے، کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا، اور مسجد حرام کی خدمت کرنا، اس کے برابر کر دیا ہے کہ جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لایا، اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا، یہ اللہ کے ہاں برابر نہیں اور اللہ ظالم قوم

کو ہدایت نہیں دیتا۔ جو لوگ ایمان لائے، ہجرت کی، اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کیا وہ اللہ کے ہاں بہت بڑے مرتبے والے ہیں، اور یہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔ انہیں ان کا رب خوشخبری دیتا ہے اپنی رحمت کی اور رضا مندی کی اور جنتوں کی جن میں ان کے لیے ہمیشہ رہنے والی نعمت ہے۔ وہاں یہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اللہ کے پاس یقیناً بہت بڑے ثواب ہیں۔ اے ایمان والو! اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان کے مقابلے میں کفر سے محبت زیادہ کرتے ہیں۔ تم میں سے جو بھی ان سے محبت رکھے گا وہی لوگ ظالم ہیں۔ آپ کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ، اور تمہارے بیٹے، اور تمہارے بھائی، اور تمہاری بیویاں، اور تمہارے کنبے قبیلے، اور تمہارے کمائے ہوئے مال، اور وہ تجارت جس کے مندا پڑنے سے (کمی آجانے سے) تم ڈرتے ہو، اور وہ مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو، اگر یہ تمہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے، اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہیں، تو تم اللہ کے حکم سے عذاب کے آنے کا انتظار کرو۔ اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔“

54۔ صرف اللہ تعالیٰ کو پکارنا

ان کی ایک خصوصیت کا تذکرہ قرآن میں یوں آیا ہے:

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۚ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴿١٨٦﴾﴾

(البقرہ : ۱۸۶)

”جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں۔ ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے میں قبول کرتا ہوں، تو انہیں چاہیے کہ وہ میری بات مانیں، اور مجھ پر

یقین رکھیں، تاکہ وہ ہدایت پائیں۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ”کیا ہمارا رب قریب ہے کہ ہم اس سے سرگوشی کے انداز میں مناجات کریں یا وہ دُور ہے کہ ہم اسے پکاریں؟“ اس سوال کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی ﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ﴾ (البقرہ: ۱۸۶) ”اور جب تجھ سے میرے بندے میری بات پوچھیں تو (ان کو بتلا دیں کہ) میں قریب ہوں۔“ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کی نگہبانی کرنے والا اور اسے دیکھنے والا ہے وہ بھید اور ہر چھپی ہوئی چیز کی اطلاع رکھتا ہے۔ وہ آنکھوں کی خیانت اور سینوں میں مدفون رازوں کو جانتا ہے وہ دعا قبول کرنے کے اعتبار سے بھی پکارنے والے کے قریب ہے، اسی لیے فرمایا: ﴿أَجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَا﴾ (البقرہ: ۱۸۶) ”جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔“ دعا کی دو اقسام ہیں:

1- دعائے عبادت

2- دعائے سوال

اسی طرح قرب کی بھی دو قسمیں ہیں:

1- اپنے علم کے اعتبار سے اپنی تمام مخلوق کے قریب ہونا۔

2- دعا کی قبولیت، مدد اور توفیق کے ساتھ اپنے عبادت گزار بندوں اور پکارنے والوں کے قریب ہونا۔

جو کوئی حضور قلب کے ساتھ اپنے رب سے کوئی ایسی دعا کرتا ہے جو مشروع ہو،

اور قبولیت دعا میں کوئی مانع بھی نہ ہو، مثلاً حرام کھانا وغیرہ تو اللہ تعالیٰ نے ایسی

دعا قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے، خاص طور پر جب بندہ ایسے اسباب اختیار کرتا ہے جو اجابت دعا کے موجب ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ کے قولی، اور فعلی اوامر و نواہی کے سامنے سراغفندہ ہونا (سر جھکا لینا و تسلیم کر لینا) اور اس پر ایمان لانا جو قبولیت دعا کا موجب ہیں۔“ (تفسیر السعدی: ۱ / ۲۳۹)

55۔ دیدارِ الہی کا شوق رکھنا

قرآن کی متعدد آیات کریمہ سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ کے دوست اللہ کے دیدار کا شوق رکھتے ہیں۔ ذیل میں ہم چند آیات ذکر کرتے ہیں:

﴿وَجُودٌ يُؤْمِنُ تَأْخِذُ ۖ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿٣٣﴾﴾

(القیامہ: ۲۲، ۲۳)

”اس روز بہت سے چہرے تروتازہ اور بارونق ہوں گے، اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے۔“

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ كَدًّا فَلَمْلَمِيهِ ۖ ﴿٦﴾﴾

(الانشقاق: ۶)

”اے انسان تو سخت مشقت کرتے کرتے اپنے رب کی طرف جانے والا ہے پھر اس سے ملنے والا ہے۔“

ایک اور جگہ اسی بات کو یوں بیان فرمایا:

﴿اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّعُوتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَىٰ الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى يُدَبِّرُ الْأَمْرَ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَاءِ رَبِّكُمْ تُوقِنُونَ ﴿٥﴾﴾

(الرعد: ۲)

”اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے بلند کر رکھا ہے کہ تم اسے دیکھ رہے ہو۔ پھر عرش پر قرار پکڑے ہوئے ہے، اس نے سورج اور چاند کو ماتحتی میں لگا رکھا ہے۔ ہر ایک مقرر وقت کے لیے چل رہا ہے، وہی ہر کام کی تدبیر کرتا ہے، وہ اپنی نشانیاں کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کر لو۔“

56۔ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دینا

اللہ کے دوستوں کی ایک منفرد اور لائق تحسین خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ ہمیشہ اپنے پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔ قرآن میں اس کا یوں ذکر ملتا ہے:

﴿وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحْضِنُونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقِ شَخَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَالِحُونَ ٩﴾ (الحشر : ٩)

”اور ان کے لیے جنہوں نے اس گھر میں (یعنی مدینہ) اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنالی ہے، اپنی طرف ہجرت کر کے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں، اور مہاجرین کو جو کچھ دے دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہیں رکھتے، بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو، بات یہ ہے کہ جو کوئی اپنے نفس کی حرص سے بچا لیے گئے وہی کامیاب لوگ ہیں۔“

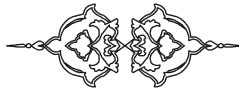
عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

”اور اپنی ذات پر (ان کو) ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود انہیں سخت ضرورت ہو۔“
یعنی انصار کے اوصاف میں سے ایک وصف ایثار ہے، جس کی بنا پر وہ دوسروں پر فوقیت رکھتے ہیں اور ان سے ممتاز ہیں اور یہ کامل ترین جو دو سخا ہے اور نفس کے

محبوب اموال وغیرہ میں ایثار کرنا اور ان اموال کے خود حاجت مند بلکہ ضرورت مند (اور اس پر بھی مترادف یہ کہ خود) بھوکے ہونے کے باوجود دوسرے پر خرچ کرنا، یہ وصف اخلاق زکیہ، اللہ تعالیٰ سے محبت، پھر شہوات نفس اور اس کی لذات پر اللہ کی محبت کو مقدم رکھنے ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔“ (تفسیر السعدی)

((عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ الْأَشْعَرِيِّينَ إِذَا أَرْمَلُوا فِي الْغَزْوِ أَوْ قَلَّ طَعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِينَةِ جَمَعُوا مَا كَانَ عَنْدهُمْ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، ثُمَّ اقْتَسَمُوهُ بَيْنَهُمْ فِي إِنْاءٍ وَاحِدٍ بِالسَّوِيَّةِ فَهُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ.))

”نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قبیلہ اشعر والوں کی عادت ہے کہ جب کسی غزوہ میں ان کا زادراہ ختم ہونے کے قریب ہوتا ہے، یا مدینہ میں ان کے اہل و عیال کی خوراک کم پڑ جاتی ہے تو سب کے پاس جو کچھ ہوتا ہے اسے ایک کپڑے میں جمع کرتے ہیں، پھر ایک برتن سے سب کو برابر برابر تقسیم کر دیتے ہیں۔ وہ مجھ سے ہیں، اور میں ان میں سے ہوں۔“ ❶



باب نمبر 9

اللہ تعالیٰ کے اولیاء پر انعامات

1۔ جنت الفردوس

اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں کو گونا گوں اور متنوع انعامات سے نوازا ہے۔ ذیل میں ہم چند انعامات الہیہ کا ذکر کرتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ
الْعُلَى ۖ جَنَّاتٌ عِدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَ
ذَٰلِكَ جَزَاءُ مَنْ تَزَكَّى ۖ﴾ (طہ: ۷۵، ۷۶)

”اور جو مومن بن کر آئے گا، اور اعمال بھی نیک کیے ہوں گے، تو ایسے ہی لوگوں کے لیے بلند درجات ہیں۔ سدا بہار ہمیشگی کے باغات جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ ہر اس شخص کا انعام ہے جو پاک ہوا۔“ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مَنْ ذَكَرٍ أَوْ اُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ
يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا ۝﴾ (النساء: ۱۲۴)

”جو ایمان والا مرد ہو یا عورت اور وہ نیک اعمال کرے، یقیناً ایسے لوگ جنت میں جائیں گے اور کھجور کی گٹھلی کے برابر بھی ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔“
عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

”وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ“ (النساء: ۱۲۴) ”اور جو نیک اعمال کرے۔“ اس میں تمام اعمال قلب اور اعمال بدن شامل ہیں اور عمل کرنے والوں میں جن و انس، چھوٹا بڑا اور مرد و عورت سب داخل ہیں۔ اس لیے فرمایا: ”مِنْ ذَكَرٍ أَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ“ ”مرد ہو یا عورت بس وہ مومن ہو۔“ ایمان تمام اعمال کی قبولیت کے لیے اولین شرط ہے۔ کوئی عمل اس وقت تک نیک ہو سکتا ہے نہ قبول اور نہ اس پر ثواب مترتب اور نہ وہ کسی عذاب سے بچا سکتا ہے جب تک کہ عمل کرنے والا مومن نہ ہو۔ ایمان کے بغیر اعمال اس درخت کی شاخوں کی مانند ہیں جس کی جڑ کاٹ دی گئی ہو اور اس عمارت کی مانند ہیں جسے پانی کی موج پر تعمیر کیا گیا ہو۔ ایمان درحقیقت وہ اصل، اساس اور قاعدہ ہے جس پر ہر چیز کی بنیاد ہے اس قید کو خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے یہ عمل جو مطلقاً بیان کیا گیا ہو وہ ایمان کی قید سے مقید ہے۔ ﴿فَالْعِثَّةُ﴾ ”تو ایسے لوگ“ یعنی وہ لوگ جو ایمان اور عمل صالح ان دونوں صفات کے جمع کرنے والے ہوں تو وہ ﴿يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ﴾ ”جنت میں داخل ہوں گے۔“

2۔ بڑے ثواب اور اچھی جزا کا وعدہ

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو قیامت والے دن بڑے ثواب اور اجر عظیم سے نوازے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ﴾ (المائدہ : ۹)

”اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو ایمان لائیں اور نیک کام کریں ان کے لیے وسیع مغفرت اور بہت بڑا اجر و ثواب ہے۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

”وَعَدَ اللَّهُ ﴿اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى﴾ ”اللہ تبارک و تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے۔“ یعنی اس اللہ تعالیٰ جو وعدہ خلافی نہیں کرتا ان لوگوں کے ساتھ وعدہ فرماتا ہے جو اس پر اس کے رسولوں اور یوم آخرت پر ایمان لاتے ہیں ﴿وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ ”اور جنہوں نے نیک عمل کیے۔“ جو واجبات و مستحبات پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ان کو بخش دینے، ان کے گناہوں کی سزا کو معاف کر دینے اور ان کو اجر عظیم کے عطا کرنے کا وعدہ کرتا ہے جس کی بڑائی کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (السجدة: ۱۷)

”کوئی متفہم نہیں جانتا کہ ان کے لیے ان اعمال کے صلہ کے طور پر آنکھوں کی کیا ٹھنڈک چھپا رکھی گئی۔“ (تفسیر السعدی: ۱/ ۶۶۲)

3۔ بخشش کا وعدہ

اللہ نے ان سے بخشش کا وعدہ کر رکھا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ﴾ (ہود: ۱۱)

”سوائے ان کے جو صبر کرتے ہیں اور نیک کاموں میں لگے رہتے ہیں۔ انہی کے لیے بخشش بھی اور بہت بڑا نیک بدلہ بھی ہے۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

”یہ انسان کی فطرت ہے سوائے اس کے جسے اللہ تعالیٰ توفیق سے نواز دے اور اسے

ان مذموم اخلاق سے نکال کر اخلاقِ حسنہ کی طرف لے جائے اور یہ وہ لوگ ہیں جو مصائب اور تکالیف کے وقت اپنے نفس کو صبر پر مجبور کرتے ہیں اور مایوس نہیں ہوتے اور خوشی کے وقت بھی صبر کرتے ہیں پس خوشی میں اتراتے نہیں ہیں اور نیکیوں میں واجبات و مستحبات پر عمل کرتے ہیں۔ تو اس کا نتیجہ؟ ﴿أُولَٰئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ﴾ ”ان کے لیے ان کے گناہوں کی مغفرت ہے۔“ (تفسیر السعدی)

ایک جگہ فرمایا:

﴿لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۖ أُولَٰئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ﴾ (السبا : ۴)

”تا کہ وہ ایمان والوں اور نیک کام کرنے والوں کو بدلہ عطا فرمائے، یہی لوگ ہیں کہ جن کے لیے مغفرت اور باعزت رزق ہے۔“

4۔ اللہ اپنے مخلصین اولیاء کا اجر ضائع نہیں کرتا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا ۖ أُولَٰئِكَ لَهُمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُندُسٍ وَاسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ ۖ نِعْمَ الثَّوَابُ ۖ وَحَسُنَتْ مَرَّةَ تَفَقُّا ۖ﴾ (الكهف : ۳۰، ۳۱)

”یقیناً جو لوگ ایمان لائیں، اور نیک اعمال کریں تو ہم کسی نیک عمل کرنے والے کا ثواب ضائع نہیں کرتے۔ ان کے لیے بیشکی والے باغات ہیں، ان کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، وہاں یہ سونے کے نگین پہنائے جائیں گے اور سبز رنگ کے

نرم و باریک اور موٹے ریشم کے لباس پہنیں گے، وہاں تختوں کے اوپر تکیے لگائے ہوئے ہوں گے۔ کیا خوب بدلہ ہے، اور کس قدر عمدہ آرام گاہ ہے۔“

مزید فرمایا:

﴿مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنْفُسِهِمْ عَنْ نَفْسِهِ ۚ ذَلِكُمْ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا فِتْنَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَطُؤْنَ مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نِيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ﴾ (١٢٠)

(التوبہ : ۱۲۰)

”مدینہ کے رہنے والوں کو اور جو مدینہ کی ان کے گرد و پیش ہیں ان کو یہ حق نہیں کہ رسول اللہ کا ساتھ نہ دیں، اور نہ یہ کہ اپنی جان کو ان کی جان سے عزیز سمجھیں، یہ اس سبب سے کہ ان کو اللہ کی راہ میں جو پیاس لگی اور تکان پہنچتی اور جو بھوک لگی اور جو کسی ایسی جگہ پر چلے جو کفار کو غصہ دلائے، اور دشمنوں کی جو کچھ خبر لی ان سب پر ان کے نام ایک ایک نیک کام لکھا گیا۔ بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔“

5۔ خوف اور غم سے نجات

اللہ اپنے ان مقرب بندوں سے خوف اور غم کو دور کر دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿يَذَرُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا آلِهَتًا غَيْرَ اللَّهِ هُمْ يُدْعَوْنَ ۚ إِنَّمَا يَأْتِيَنَاكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقْضُونَ عَلَيْكُمْ أَلْيَتِي ۚ فَمَنِ اتَّقَىٰ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ (٢٥)

(الاعراف : ۳۵)

”اے اولاد آدم! اگر تمہارے پاس پیغمبر آئیں جو تم ہی سے ہوں جو میرے احکام تم سے بیان کریں تو جو شخص تقویٰ اختیار کرے، اور اصلاح کرے سوان لوگوں پر نہ خوف ہوگا، اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

”﴿فَمَنِ اتَّقَى﴾ ”پس جس شخص نے تقویٰ اختیار کیا“، یعنی جو ان امور سے بچ گیا جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے مثلاً شرک اور دیگر کبیرہ اور صغیرہ گناہ ﴿وَأَصْلَح﴾ ”اور اس نے (ظاہری اور باطنی اعمال کی) اصلاح کر لی۔“ ﴿فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ﴾ ”تو ایسے لوگوں کو نہ کچھ خوف ہوگا۔“ یعنی وہ اس شرکے خوف سے مامون ہوں گے جس سے دیگر لوگ خوف زدہ ہوں گے۔ ﴿وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ ”اور نہ وہ (گزرے ہوئے واقعات پر) غمگین ہوں گے۔“ جب ان سے حزن و خوف کی نفی ہوگئی تو انہیں کامل امن اور ابدی فلاح و سعادت حاصل ہوگئی۔“ (تفسیر السعدی)

نیز فرمایا:

﴿وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ٦١﴾ (یونس : ٦١، ٦٢)

”اور آپ کسی بھی حال میں ہوں اور منجملہ ان احوال کے آپ کہیں سے قرآن پڑھتے ہوں، اور تم جو کام بھی کرتے ہو ہم کو سب کی خبر دیتی ہے جب تم اس کام

کو کرنا شروع کرتے ہو، اور آپ کے رب سے کوئی چیز ذرہ برابر بھی غائب نہیں نہ زمین میں، اور نہ آسمان میں، اور نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی، اور نہ کوئی بڑی مگر یہ ایک واضح کتاب میں موجود ہے۔ (کان لگا کر غور سے سن لو کہ) بے شک اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔“

6۔ عمدہ رزق

ان کو اللہ تعالیٰ عمدہ رزق سے نوازتا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا قَدْ أَحْسَنَ اللّٰهُ لَهُ رِزْقًا ۝۱۱﴾

(الطلاق: ۱۱)

”جو شخص اللہ پر ایمان لایا اور نیک و شائستہ عمل کیے، اللہ اسے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، یہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ نے ایسے شخص کے لیے بہت اچھا رزق رکھا ہے۔“

7۔ گناہ مٹا دیے جائیں گے

اللہ تعالیٰ ایک انعام ان پر یہ کرتا ہے کہ ان کے گناہ ان سے مٹا دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿يَوْمَ يَمْعُكُمُ لِلْيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۚ وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝۹﴾

(التغابن: ۹)

”جس دن وہ تمہیں جمع کرنے کے دن کے لیے جمع کرے گا یعنی قیامت کے دن، یہ ہار جیت کا دن ہے اور جو اللہ پر ایمان لائے اور وہ اچھے کام کرے وہ

(اللہ) اس سے اس کی برائیاں دور کر دے گا اور اسے (ان) باغات میں داخل کرے گا، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔“

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

”حضرت ماجدہ فرماتے ہیں اس سے زیادہ تغابن کیا ہوگا کہ ان کے سامنے انہیں جنت میں اور ان کے سامنے انہیں جہنم میں لے جائیں، گویا اس کی تفسیر اس کے بعد والی آیت میں ہے کہ ایمان دار لوگوں کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے، اور بہتی نہروں والی بھنگی کی جنت میں اسے داخل کیا جائے گا، اور پوری کامیابی کو پہنچ جائے گا۔ اور کفر و تکذیب کرنے والے جہنم کی آگ میں جائیں گے، جہاں پڑے جلتے جھلتے رہیں گے، بھلا اس سے بُرا ٹھکانا اور کیا ہو سکتا ہے؟

(تفسیر ابن کثیر : ۴۳۰ / ۱)

مزید فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَحْسَنَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (العنکبوت : ۷)
 ”اور جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے ہم ان سے ان کی برائیاں ضرور دور کریں گے، اور انہیں ان کو ان کے نیک اعمال کا بہترین بدلہ دیں گے۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

”یعنی وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے ایمان اور عمل صالح سے نوازا، وہ ان کے گناہوں کو ختم کر دے گا کیونکہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں ﴿وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَحْسَنَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾“ اور ہم ان کو ان کے اعمال کا بہت اچھا صلہ دیں گے“ اس سے مراد اعمال خیر ہیں مثلاً واجبات و مستحبات وغیرہ اور یہ

بندے کے بہترین اعمال ہیں کیونکہ بندہ مباح کام بھی کرتا ہے۔“

(تفسیر السعدی : ۲ / ۲۰۲۲)

8۔ دنیا اور آخرت میں اللہ کا فضل

ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ ارشاد فرمایا:

﴿مَا عِنْدَكُمْ يَنْقَدُ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ ۚ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ صَبَرُوا أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝۹۶﴾ (النحل : ۹۶، ۹۷)

”تمہارے پاس جو کچھ ہے سب فانی ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاس جو کچھ ہے باقی رہنے والا ہے۔ اور صبر کرنے والوں کو ہم اچھے اعمال کا بہترین بدلہ ضرور عطا فرمائیں گے۔ جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت، لیکن مومن ہو تو ہم اسے یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے۔ اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور بہ ضرور دیں گے۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

”پس جو کوئی ایمان اور عمل صالح کو جمع کر لیتا ہے ﴿فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوَةً طَيِّبَةً﴾ ”تو ہم اس کو زندگی دیں گے اچھی زندگی“ یہ زندگی اطمینان قلب، سکون نفس اور ان اُمور کی طرف عدم التفات پر مشتمل ہے جو قلب کو تشویش میں مبتلا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کو اس طرح رزق حلال سے نوازتا ہے کہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔ ﴿وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ﴾ ”اور ہم بدلے میں دیں گے ان کو“ یعنی آخرت میں ﴿أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾

”ان کے اعمال کا نہایت اچھا صلہ“ یعنی اللہ تعالیٰ انہیں مختلف قسم کی لذات سے نوازے گا جن کو کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں کبھی ان کا خیال گزرا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ انہیں دنیا میں بھی بھلائی سے نوازے گا اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کرے گا۔“

(تفسیر السعدی: ۲/۱۴۳۰)

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَيَزِيدُهُمْ مِنْ

فَضْلِهِ ۖ وَالْكَافِرُونَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ﴾ (الشوری: ۲۶)

”ان لوگوں کی دعا سنتا ہے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے اور انھیں اپنے فضل سے زیادہ دیتا ہے اور جو کافر ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے۔“

9۔ رحمت کا سایہ

اللہ کی رحمت کا سایہ ان بندوں پر ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ﴾ (اعراف: ۵۶)

”یقیناً اللہ کی رحمت نیک کردار لوگوں سے نزدیک ہے۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

”اللہ تعالیٰ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب ہے۔“ یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مقام احسان پر پہنچنے والے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ بھلائی سے پیش آنے والے لوگ۔ پس بندہ جتنا زیادہ احسان کے مقام پر فائز ہوگا اتنی ہی زیادہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے قریب ہوگی اس آیت کریمہ میں احسان کی ترغیب ہے جو مخفی نہیں۔“ (تفسیر السعدی)

نیز فرمایا:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلَحُوا بَيْنَ أَخَوِيكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ (الحجرات : ۱۰)

”مسلمان (آپس میں) بھائی بھائی ہیں، پس اپنے دو بھائیوں میں صلح کرادیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔“

10۔ بڑی کامیابی ملے گی

اللہ تعالیٰ انہیں قیامت والے دن بڑی کامیابی سے ہمکنار کرے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذَلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۚ وَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ (التغابن : ۹)

(التغابن : ۹)

”جس دن وہ تمہیں جمع کرنے کے دن کے لیے جمع کرے گا (یعنی قیامت کے دن) یہ ہار جیت کا دن ہے اور جو اللہ پر ایمان لائے اور وہ اچھے کام کرے وہ (اللہ) اس سے اس کی برائیاں دور کر دے گا اور اسے (ان) باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔“

دوسری جگہ اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ (النساء : ۱۳)

(النساء : ۱۳)

”یہ حدیں اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے گا، اسے اللہ باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔“

11۔ اللہ تعالیٰ کی دوستی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ وَلِيَ اللَّهِ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ﴾ (۱۹۶)

(الاعراف : ۱۹۶)

”یقیناً میرا مددگار اللہ تعالیٰ ہے جس نے یہ کتاب نازل فرمائی اور وہ نیک بندوں کا مددگار بنتا ہے۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

﴿إِنَّ وَلِيَ اللَّهِ﴾ ”میرا حمایتی تو اللہ ہے۔“ جو میری سرپرستی کرتا ہے پس مجھے ہر قسم کی منفعت عطا کرتا ہے اور ہر قسم کے ضرر سے بچاتا ہے۔ ﴿الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ﴾ ”جس نے کتاب نازل فرمائی۔“ جس میں ہدایت، شفا اور روشنی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے خاص بندوں کی دینی تربیت کے لیے سرپرستی ہے۔ ﴿وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ﴾ ”اور حمایت کرتا ہے نیک بندوں کی“ وہ لوگ جن کی نیتیں، اعمال اور اقوال پاک ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا دوست اور سرپرست ہے جو ایمان لائے، وہ انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے۔“ (البقرہ: ۲۵۷)

پس صالح مومن، جب ایمان اور تقویٰ کے ذریعے سے اپنے رب کو اپنا دوست اور سرپرست بنا لیتے ہیں اور کسی ایسی ہستی کو اپنا دوست نہیں بناتے جو کسی کو نفع

پہنچا سکتی ہے نہ نقصان، تو اللہ تعالیٰ ان کا دوست اور مددگار بن جاتا ہے، ان کو اپنے لطف و کرم سے ونوازا ہے ان کے دین و دنیا کی بھلائی اور مصالح میں ان کی مدد کرتا ہے اور ان کے ایمان کے ذریعے سے ان سے ہر ناپسندیدہ چیز کو دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿إِنَّ اللَّهَ يُدْفِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا﴾ (الحج: ۳۸) ”اللہ تعالیٰ اہل ایمان سے ان کے دشمنوں کو ہٹاتا ہے۔“

(تفسیر السعدی: ۱/ ۹۶۰، ۹۶۱)

نیز فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا﴾ (۹۶)

(مریم: ۹۶)

”بے شک جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے شائستہ اعمال کیے ہیں، ان کے لیے اللہ رحمنِ محبت پیدا کر دے گا۔“

12۔ فلاح اور نجات

اللہ کے دوستوں پر جو انعاماتِ خداوندی ہیں، ان میں سے ایک انعام فلاح اور جہنم سے نجات ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (الحج: ۷۷)

”اے ایمان والو! رکوع سجدہ کرتے رہو اور اپنے پروردگار کی عبادت میں لگے رہو اور نیک کام کرتے رہو تاکہ کامیاب ہو جاؤ۔“

﴿فَأَمَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسَىٰ أَنْ يَكُونَ مِنَ

الْبُفْلَحِينَ ﴿٦٦﴾ (القصص: ٦٧)

”ہاں جو شخص توبہ کر لے، ایمان لے آئے اور نیک کام کرے، یقین ہے کہ وہ نجات پانے والوں میں سے ہو جائے گا۔“

13۔ صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ﴾ (٨٢)

(طہ: ٨٢)

”ہاں! بے شک میں انہیں بخش دینے والا ہوں جو توبہ کریں، ایمان لائیں، نیک عمل کریں اور راہِ راست پر بھی رہیں۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

”بائیں ہمہ بندے نے خواہ کتنا بڑا گناہ کیوں نہ کیا ہو اس کے لیے توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَإِنِّي لَغَفَّارٌ﴾ یعنی جو شخص بدعت اور فسق و فجور سے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور قیامت کے دن پر ایمان لے آتا ہے اور قلب، بدن اور زبان کے ذریعے سے نیک عمل کرتا ہے تو میں بہت زیادہ بخشنے والا اور بے پایاں رحمت کا مالک ہوں۔ ﴿ثُمَّ اهْتَدَىٰ﴾ یعنی پھر وہ صراطِ مستقیم پر گامزن ہوا۔ رسول کریم ﷺ کی اتباع اور دینِ قیم کی پیروی کی۔ پس یہ وہ شخص ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو بخش دے گا وہ اس کے گزشتہ گناہوں اور ان پر اس کے اصرار کو معاف کر دے گا کیونکہ وہ بخشش اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حصول کے لیے سب سے بڑا سبب لے کر اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا ہے بلکہ تمام اسباب انہی اشیاء پر منحصر ہیں کیونکہ توبہ گزشتہ تمام گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔“

راہِ ہدایت کی تمام اقسام پر گامزن رہنا مثلاً علم حاصل کرنا کسی آیت یا حدیث کا معنی سمجھنے کے لیے ان میں تدبیر کرنا دین حق کی طرف دعوت دینا، بدعت، کفر و ضلالت کا رد کرنا، جہاد اور ہجرت وغیرہ اور ہدایت کی دیگر جزئیات۔ یہ سب گناہوں کو مٹا دیتی ہیں اور منزل مطلوب کے حصول میں مدد دیتی ہیں۔“

(تفسیر السعدی : ۱۶۳۰ / ۲)

14۔ اچھا انجام

اللہ کے مقرب بندوں کا انجام اچھا ہوتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ طُوبَىٰ لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ ۖ﴾ (۲۹)

(الرعد : ۲۹)

”جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک کام بھی کیے، ان کے لیے خوشحالی ہے اور بہترین ٹھکانہ۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

”اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ ”جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے۔“ یعنی جو اپنے دل سے اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور یومِ آخرت پر ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ یعنی اعمالِ قلوب مثلاً محبتِ الہی، خشیتِ الہی اور اللہ تعالیٰ پر اُمید وغیرہ اور اعمالِ جوارح مثلاً نماز وغیرہ کے ذریعے سے اس ایمان کی تصدیق کرے ﴿طُوبَىٰ لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ﴾ ”ان کے لیے خوش حالی اور عمدہ ٹھکانہ ہے۔“ یعنی ان کا حال پاک صاف اور ان کا انجام اچھا ہے اور یہ اس بنا پر ہے کہ انہیں دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی طرف سے اکرام و تکریم حاصل ہے اور انہیں کامل راحت اور پورا اطمینان قلب عطا کیا گیا ہے۔ ان جملہ نعمتوں میں،

جنت کا ”شجر طوبی“ بھی شامل ہے کہ اگر ایک سوار اس درخت کے سائے میں ایک سو سال تک چلتا رہے گا مگر سایہ ختم ہونے کو نہیں آئے گا۔“

(تفسیر السعدی : ۲ / ۱۳۲۴)

15۔ دیدار الہی

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب اور مقرب بندوں کو روز قیامت اپنے دیدار سے بہرہ یاب کرے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ وَاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ ۚ أَحَدًا ۝﴾ (الكهف : ۱۱۰)

”آپ اعلان کر دیجیے کہ میں تو تم جیسا ہی ایک انسان ہوں۔ ہاں میری جانب وحی کی جاتی ہے کہ سب کا معبود صرف ایک ہی معبود ہے، تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

”﴿قُلْ﴾ اے محمد (ﷺ) ان کفار سے کہہ دیجیے۔“ ﴿إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ ”میں بھی ایک آدمی ہوں جیسے تم“، یعنی میں معبود نہیں، اقتدار الہی میں میرا کوئی حصہ نہیں، نہ میرے پاس کوئی علم غیب ہے اور نہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہی ہیں۔ ﴿إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ ”میں اپنے رب کے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں۔“ ﴿يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ وَاحِدٌ﴾ ”وحی آتی ہے مجھ پر کہ تمہارا معبود ایک معبود ہے۔“، یعنی مجھے تم پر یہ فضیلت حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ میری طرف وحی کرتا ہے اور جلیل ترین وحی یہ ہے

کہ اس نے تمہیں آگاہ کیا ہے کہ تمہارا معبود ایک ہے، یعنی اس کا کوئی شریک نہیں اور نہ کوئی ذرہ بھر عبادت کا مستحق ہے اور میں تمہیں ان اعمال کی دعوت دیتا ہوں جو تمہیں اللہ تعالیٰ کے قریب اور اس کے ثواب سے بہرہ ور کرتے ہیں اور تم سے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دور کرتے ہیں، اسی لیے فرمایا: ﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا﴾ ”پس جس کو اُمید ہو اپنے رب سے ملاقات کی، سو وہ کرے نیک عمل۔“ اس سے مراد وہ اعمال ہیں جو واجب اور مستحب ہیں۔ ﴿وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدٌ﴾ ”اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔“ یعنی اپنے اعمال میں ریا سے کام نہ لے بلکہ اس کے اعمال خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہوں۔ یہی وہ چیز ہے جو اخلاص اور اتباع کی جامع ہے اور اسی سے مطلوب ثواب حاصل ہو سکتا ہے۔ اس طریقے کے سوا دیگر طریقوں کو اختیار کرنے والے لوگ اپنی دنیا و آخرت میں خائب و خاسر لوگ ہیں جو اپنے آقا و مولیٰ کے قرب اور اس کی رضا کے حصول سے محروم

ہوں گے۔“ (تفسیر السعدی ۲: ۱۵۵۹، ۱۵۶۰)

16۔ رضائے الہی

انعامات ربانی میں سے ایک انعام اللہ کی رضا ہے اور یہی مطلوب و مقصود ہے۔ ارشادِ

باری تعالیٰ ہے:

فَتَبَسَّمْ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ
الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى الْوَلَدِ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي
بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ ﴿١٩﴾ (النمل : ۱۹)

”اس کی اس بات سے سلیمان ہنس کر مسکرا دیے، اور دعا کرنے لگے کہ اے پروردگار! تو مجھے توفیق دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر بجالاؤں جو تو نے مجھ پر،

اور میرے ماں باپ پر انعام کی ہیں اور میں ایسے نیک اعمال کرتا رہوں جن سے تو خوش رہے، اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں شامل کر لے۔“
ایک مقام پر نیک بندوں کو اپنی رضا کا پروانہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمَطْمَئِنَّةُ ۖ أَزْجِیْ إِلَىٰ رَبِّكَ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝﴾ (٢٨)

فَادْخُلِي فِي عِبْدِي ۝ وَاَدْخُلِي جَنَّتِي ۝﴾ (الفجر : ٢٧، ٣٠)

”اے اطمینان پانے والی روح! اپنے رب کی طرف لوٹ چل۔ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ تو میرے نیک بندوں میں شامل ہو جا۔ اور میری جنت میں داخل ہو جا۔“

17۔ نیک لوگوں میں داخلہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ ۝﴾ (٩)

(العنکبوت : ٩)

”اور جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور نیک کام کیے، ہم انہیں نیک لوگوں میں ضرور داخل کریں گے۔“

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ

مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ

رَفِيقًا ۝﴾ (النساء : ٦٩)

”اور جو اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کریں، تو یہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا (یعنی) نبیوں، صدیقوں، شہداء اور صالحین کے

ساتھ، اور یہ لوگ کتنے ہی اچھے ساتھی ہیں۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”یعنی ہر وہ شخص جو اپنے حسب حال قدر واجب کے مطابق، خواہ مرد ہو یا عورت اور بچہ ہو یا بوڑھا اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے۔ ﴿فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ﴾ ”پس یہی وہ لوگ ہیں جو ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے فضل کیا۔“ یعنی ان کو عظیم نعمت سے نوازا جو کمال فلاح اور سعادت کی مقتضی ہے۔ ﴿مِنَ النَّبِيِّينَ﴾ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے وحی عطا کر کے فضیلت بخشی اور انہیں خصوصی فضیلت عطا کی کہ ان کو لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا اور انہوں نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی۔ ﴿وَالصَّادِقِينَ﴾ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس وحی کی کامل تصدیق کی جو رسول لے کر آئے تھے انہوں نے حق کو جان لیا اور یقین کامل کے ساتھ اس کی تصدیق کی اور پھر اپنے قول و فعل، حال اور اللہ کی طرف دعوت دے کر اس حق کو قائم کیا۔ ﴿وَالشُّهَدَاءَ﴾ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیا تاکہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو اور قتل کر دیے گئے۔ ﴿وَالصَّالِحِينَ﴾ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ظاہر و باطن درست ہے اور اس کے نتیجے میں ان کے اعمال درست ہیں پس ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے وہ ان لوگوں کی صحبت سے بہرہ ور ہوگا۔

﴿وَحَسَنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا﴾ ان مذکورہ اصحاب فضیلت کے ساتھ نعمت والے باغوں میں اکٹھے ہونے اور اللہ رب العالمین کے جوار میں ان اصحاب کی قربت کا انس ایک بہت ہی اچھی رفاقت ہے۔ ﴿ذَٰلِكَ الْفَضْلُ﴾ یہ فضیلت جو انہوں نے حاصل کی ہے۔ ﴿مِنَ اللَّهِ﴾ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یہ اللہ

تعالیٰ ہی ہے جس نے انہیں اس کی توفیق سے نوازا اس کے حصول میں ان کی مدد کی اور انہیں اتنا زیادہ ثواب عطا کیا کہ ان کے اعمال وہاں تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔ ﴿وَكَفَى بِاللّٰهِ عَظِيْمًا﴾ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے احوال کا علم رکھتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ ان میں سے کون ان اعمالِ صالحہ کے ذریعے سے جن پر ان کا دل اور اعضاء متفق ہوں ثواب جزیل (زیادہ اجر) کا مستحق ہے۔“

18۔ برائیوں کے بدلے نیکیاں ملیں گی

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ (الفرقان : ۷۰)

”سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک کام کریں۔ ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے اور اللہ ہمیشہ سے بے حد بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

”﴿اِلَّا مَنْ تَابَ﴾ ”مگر جس نے توبہ کی“، یعنی جس نے ان گناہوں اور دیگر گناہوں سے توبہ کی اس نے فی الفور ان گناہوں کو ترک کر دیا اور ان گناہوں پر نادم ہوا اور پختہ عزم کر لیا کہ اب وہ دوبارہ گناہ نہیں کرے گا۔ ﴿وَ اٰمَنَ﴾ ”اور ایمان لایا“، یعنی اللہ تعالیٰ پر صحیح طور پر ایمان لایا جو گناہوں کو ترک کرنے اور نیکیوں کے اکتساب کا تقاضا کرتا ہے۔ ﴿وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا﴾ ”ایچھے کام کیے۔“ یعنی وہ ایسے نیک کام کرتا ہے جن کا شارع نے حکم دیا ہے اور ان سے اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہے۔ ﴿فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِمْ

حَسَنَتْ ﴿تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا۔﴾ یعنی ان کے وہ افعال اور اقوال جو بُرائی کی راہ میں سرانجام پانے کے لیے تیار تھے نیکیوں میں بدل جاتے ہیں چنانچہ ان کا شرک ایمان میں بدل جاتا ہے ان کی نافرمانی اطاعت میں اور وہ برائیاں جن کا انہوں نے ارتکاب کیا تھا نیکیوں میں بدل جاتی ہیں پھر ان کا وصف یہ بن جاتا ہے کہ جو بھی گناہ ان سے صادر ہوتا ہے تو وہ اس کے بعد توبہ کرتے اور اطاعت کا راستہ اختیار کرتے ہیں، جس سے وہ گناہ بھی نیکیوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں جیسا کہ آیت کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے اس ضمن میں ایک حدیث وارد ہوئی ہے جو اس شخص کے بارے میں ہے جس کے بعض گناہوں کا اللہ تعالیٰ محاسبہ کرے گا اور ان گناہوں کو اس کے سامنے شمار کرے گا پھر ہر برائی کو نیکی میں بدل دے گا وہ شخص اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گا: ((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنِّي لَا أَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةِ..... فَيُقَالُ عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا، كَذَا وَكَذَا، وَعَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، كَذَا وَكَذَا فَيَقُولُ نَعَمْ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُنْكِرَ وَهُوَ مُشْفِقٌ مِنْ كِبَارِ ذُنُوبِهِ أَنْ تُعْرَضَ عَلَيْهِ فَيُقَالُ لَهُ فَإِنَّ لَكَ مَكَانَ كُلِّ سَيِّئَةٍ حَسَنَةً، فَيَقُولُ: رَبِّ قَدْ عَمِلْتُ أَشْيَاءَ لَا أَرَاهَا هَاهُنَا.)) ❶

”اے میرے رب! میری تو بہت سی برائیاں تھیں جو مجھے دکھائی نہیں دیتیں۔“

ایک جگہ ارشاد فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ أَحْسَنَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (العنکبوت : ٧)

”اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے ہم ان کے تمام گناہوں کو معاف کر دیں گے اور انہیں ان کے نیک اعمال کا بہترین بدلہ دیں گے۔“

20۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنا ساتھی بنا لے گا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ﴾ (العنکوت : ۶۹)

”اور جن لوگوں نے ہمارے بارے میں پوری کوشش کی ہم انہیں ضرور اپنے راستے دکھا دیں گے۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

”﴿وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا﴾“ اور جن لوگوں نے ہمارے لیے کوشش کی۔“ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کے راستے میں ہجرت کی، اپنے دشمنوں کے خلاف جہاد کیا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی اتباع کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ ﴿لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ ”ہم ان کو ضرور اپنے راستے دکھا دیں گے۔“ ہم ان کو ان راستوں پر گامزن کر دیتے ہیں جو ہم تک پہنچتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نیکوکار ہیں۔ ﴿وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ﴾ ”اور اللہ تعالیٰ اپنی مدد، نصرت اور ہدایت کے ذریعے سے نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔“ یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے کہ لوگوں میں سب سے زیادہ صحیح بات کی موافقت کرنے کے حق دار اہل جہاد ہیں۔ اس آیت کریمہ سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کے احکام کی احسن طریقے سے تعمیل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا ہے اور ہدایت کے اسباب کو اس کے لیے آسان کر دیتا ہے۔

اس آیت کریمہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جو کوئی شرعی علم کی طلب میں جدو جہد کرتا ہے اسے اپنے مطلوب و مقصود اور ان اُمور الہیہ کے حصول میں اللہ تعالیٰ

کی معاونت اور رہنمائی حاصل ہوتی ہے جو اس کے مدارک اجتہاد سے باہر ہیں اور اُمور علم اس کے لیے آسان ہو جاتے ہیں کیونکہ شرعی علم طلب کرنا، جہاد فی سبیل اللہ کے زمرے میں آتا ہے بلکہ یہ جہاد کی دو اقسام میں سے ایک ہے جسے صرف خاص لوگ ہی قائم کرتے ہیں..... اور وہ یہ ہے کہ وہ منافقین و کفار کے خلاف قوی اور لسانی جہاد کرتے ہیں۔ اُمور دین کی تعلیم کے لیے جدوجہد کرنا منافقین حق، خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہوں، کے اعتراضات کا جواب دینا بھی جہاد ہے۔“ (تفسیر السعدی: ۳/ ۲۰۵۷، ۲۰۵۸)

20۔ اللہ تعالیٰ کی مدد

اللہ کے انعاموں میں سے ایک انعام یہ بھی ہے کہ اللہ اپنی مدد ان کے شامل حال کر دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

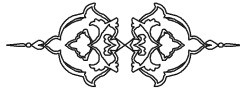
﴿إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ
الْأَشْهَادُ﴾ (المؤمن: ۵۱)

”بے شک ہم اپنے رسولوں کی اور ان لوگوں کی جو ایمان لائے ضرور مدد کرتے ہیں دنیا کی زندگی میں اور اس دن بھی جب گواہ کھڑے ہوں گے۔“
دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿بَنَصْرِ اللَّهِ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ﴾ ۵ وَعَدَ اللَّهُ
لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۶ يَعْلَمُونَ
ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غٰفِلُونَ ﴿۷﴾
(الروم: ۵، ۷)

”اللہ کی مدد سے، وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے۔ وہی سب پر غالب نہایت

اور اس جنت کی طرف جلدی کرو جس کا عرض مثل آسمان وزمین کے ہے پس جس شخص نے اس دنیا میں نیکیوں کی طرف سبقت کی وہ آخرت میں اللہ کی نعمتوں کی طرف بھی سابق ہی رہے گا۔“ ہر عمل کی جزا اسی جنس سے ہوتی ہے جیسا جو کرتا ہے ویسا ہی پاتا ہے اسی لیے یہاں ان کی نسبت فرمایا گیا کہ یہ اللہ کے مقربین ہیں یہ نعمتوں والی جنت میں ہیں۔“ (تفسیر ابن کثیر، ج ۵)



باب نمبر 10

انبیاء کرام علیہم السلام اللہ کے دوست ہیں

انبیاء کرام علیہم السلام اللہ کے دوست ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی وحی ان پر نازل کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَائِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلَىٰ حَكِيمٍ ۝۵۱﴾

(الشوری: ۵۱)

”ناممکن ہے کہ کسی بندہ سے اللہ تعالیٰ کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ یا پردے کے پیچھے سے یا کسی فرشتہ کو بھیجے اور وہ اللہ کے حکم سے جو وہ چاہے وحی کرے، بے شک وہ بزرگ ہے، حکمت والا ہے۔“

ایک جگہ فرمایا کہ ہم اپنے رسولوں کی مدد کرتے ہیں، دنیوی زندگی میں اور اخروی زندگی میں بھی۔ ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ ۝۵۱﴾ (المؤمن: ۵۱)

”یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی مدد دنیاوی زندگی میں بھی کریں گے اور اس دن بھی جس دن گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں: ”جب اللہ تعالیٰ

نے آل فرعون کے لیے دنیا، برزخ اور قیامت کے روز کے عذاب کا ذکر فرمایا اور اہل جہنم کے لیے جو اس کے رسولوں سے عناد رکھتے اور ان کے خلاف جنگ کرتے تھے، بُرے حال کا ذکر کیا، تو فرمایا: ﴿إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ ”ہم یقیناً اپنے رسولوں کی اور ان کی جو ایمان لائے دنیا کی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں۔“ یعنی ہم دنیا میں دلیل برہان اور نصرت کے ذریعے سے اپنے رسولوں کی مدد کرتے ہیں۔ ﴿وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ﴾ ”اور اس دن بھی (مدد کریں گے) جب گواہ کھڑے ہوں گے۔“ آخرت میں ان کے حق میں فیصلے کے ذریعے سے ان کی مدد کریں گے، ان کے متبعین کو ثواب سے نوازیں گے اور ان لوگوں کو سخت عذاب دیں گے جنہوں نے اپنے رسولوں کے خلاف جنگ کی۔ ﴿يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظَّالِمِينَ مَعَذَتُهُمْ﴾ ”(جب وہ معذرت کریں گے تو) ظالموں کی معذرت اس دن تمہیں کوئی فائدہ نہ دے گی۔ ﴿وَلَهُمُ الْعَذَابُ وَلَهُمُ سُوءُ الدَّارِ﴾ (المومن: ۵۲) ”اور ان کے لیے نعمت ہے اور ان کے لیے بُرا گھر ہے۔“ یعنی بہت بُرا گھر جو وہاں داخل ہونے والوں کو بہت تکلیف دے گا۔“

(تفسیر السعدی: ۳/۲۳۹۰)

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ﴾ قَالَ رَبِّ ارْنِيْ اَنْظُرْ اِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرَانِيْ وَلَكِنْ اَنْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنْ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِيْ فَلَمَّا تَجَلَّىٰ رَبُّهُ لِالْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكَّا وَخَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۳﴾

(الاعراف: ۱۴۳)

”اور جب موسیٰ ہمارے مقررہ وقت پر آئے، اور ان کا رب اُن سے ہم کلام ہوا تو موسیٰ نے کہا: اے میرے رب! مجھے نظر دے کہ میں تجھے دیکھ سکوں، فرمایا: تم

مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے لیکن دیکھو اس پہاڑ کی طرف پھر وہ اگر اپنی جگہ پر قائم رہ گیا تو ضرور تم بھی مجھے دیکھ سکو گے؟ چنانچہ جب اس کے رب نے پہاڑ پر تجلی کی تو تجلی نے اسے ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے، پھر جب ہوش آیا تو کہنے لگے: تو پاک ہے، میں تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلا ایمان لانے والا ہوں۔“

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ كُلُّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰئِكَتِهِ وَ كُتُبِهِ وَ رُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهِ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸۵﴾﴾

(البقرہ: ۲۸۵)

”رسول اس پر ایمان لایا جو اس کے رب کی جانب سے اس کی طرف نازل کیا گیا اور سب مومن بھی (ایمان لائے) ہر ایک اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا۔ (وہ کہتے ہیں) ہم اس کے رسولوں میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے اور انہوں نے کہا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی، ہم تیری بخشش کے طالب ہیں، اے ہمارے رب! اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔“

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے:

﴿قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ تَمْنُوْنَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلَىٰ مَنْ يَّعْبُدُهٗ مِنْ عِبَادِهٖ وَمَا كَانَ لَنَا اَنْ نَّاتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَعَلَىٰ اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾﴾ (ابراہیم: ۱۱)

”ان کے رسولوں نے ان سے کہا کہ یہ تو سچ ہے کہ ہم تم جیسے ہی انسان ہیں، لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا فضل کرتا ہے۔ اللہ کے حکم کے بغیر

ہماری مجال نہیں کہ ہم کوئی معجزہ تمہیں لادکھائیں، اور ایمان والوں کو صرف اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔“

ایک مقام پر فرمایا:

﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ وَاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ۝﴾ (الكهف: ۱۱۰)

”(اے نبی) کہہ دیجئے کہ میں تم جیسا ہی ایک انسان ہوں، ہاں میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ تمہارا سب کا معبود ایک ہی ہے تو جسے بھی اپنے رب سے ملنے کی آرزو ہو اُسے چاہیے کہ وہ نیک اعمال کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔“

نیز فرمایا:

﴿قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبِ لَا سْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝﴾ (الاعراف: ۱۸۸)

”آپ فرمادیجئے کہ میں خود اپنی ذات خاص کے لئے کسی نفع کا اور کسی ضرر کا اختیار نہیں رکھتا مگر مگر جو چاہے اللہ اور اگر میں غائب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سے منافع حاصل کر لیتا اور کوئی نقصان مجھ کو نہ پہنچتا۔ میں تو محض ڈرانے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں۔“

﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِنْ ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَٰءِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا سَبِيلًا ۝﴾

وَاجْتَبَيْنَا إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَةُ الرَّحْمَنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ﴿٥٨﴾

(مریم: ۵۸)

”یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا انبیاء میں سے جو اولاد آدم تھے، اور ان لوگوں سے جن کو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا، اور یہ ابراہیم و اسرائیل کی نسل سے تھے، اور ان لوگوں میں سے تھے جن کو ہم نے ہدایت دی اور چن لیا۔ جب ان پر رحمن کی آیات پڑھی جاتی تھیں تو روتے ہوئے سجدے میں گر پڑتے تھے۔“

ایک جگہ نبی کریم ﷺ کے بارے میں فرمایا:

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۚ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقْبَيْهِ فَلَنْ يَصُرَ اللَّهُ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ﴾ (آل عمران: ۱۴۴)

”محمد صرف رسول ہی ہیں، ان سے پہلے بہت سے رسول ہو چکے ہیں کیا اگر ان کا انتقال ہو جائے یا یہ شہید ہو جائیں تو تم اسلام سے اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے، اور جو کوئی پھر جائے اپنی ایڑیوں پر تو وہ ہرگز اللہ کا کچھ نہ بگاڑے گا، عنقریب اللہ شکر کرنے والوں کو اچھا بدلہ دے گا۔“

﴿وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضُ الْأَقَاوِيلِ ﴿٣٧﴾ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ﴿٣٨﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ﴿٣٩﴾ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ﴿٤٠﴾ وَ إِنَّهُ لَتَذَكَّرٌ لِلْمُنْتَظِرِينَ ﴿٤١﴾﴾ (الحاقہ: ۴۴ تا ۴۸)

”اگر وہ ہم پر کوئی بات بنا کر لگا دیتا تو ہم اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑتے، پھر ہم اس کی رگ جان کاٹ دیتے۔ سو تم میں سے کوئی بھی (ہمیں) اس سے روکنے

والانہ ہوتا۔ اور بے شک یہ (قرآن) ڈرنے والوں کے لیے ایک نصیحت ہے۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

”اگر اس رسول نے اللہ پر کوئی جھوٹ گھڑا ہوتا ﴿بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ﴾ ”اور

بعض جھوٹی باتیں بنائی ہوتیں۔“ ﴿لَا خَذَنَّا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ۝ ثُمَّ

لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ﴾ ”تو ہم اسے دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے اور رگ

گردن کاٹ دیتے۔“ ﴿وَتَيْنٌ﴾ وہ رگ ہے جو دل کے قریب ہوتی ہے اگر

وہ کٹ جائے تو انسان ہلاک ہو جاتا ہے۔“ (تفسیر السعدی)

اب ہم ذیل میں چند انبیاء و رسل علیہم السلام کا تذکرہ قرآنی آیات کی روشنی میں کرتے ہیں۔

1۔ سیدنا آدم علیہ السلام

سیدنا آدم علیہ السلام کو اللہ نے بہت سے اعزازات سے نوازا ہے، آپ کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے بنایا۔ آپ علیہ السلام کو فرشتوں سے سجدہ کرایا، اور اور آپ کو اپنی جنت میں ٹھہرایا، اور جنت میں جو بھی داخل ہوگا وہ انہی کی شکل و صورت لے کر جائے گا۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

((خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ وَطَوَّلَهُ سِتُونَ ذِرَاعًا ثُمَّ قَالَ: اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلَى

أُولَئِكَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَاسْتَمِعَ مَا يُحْيُونَكَ تَحِيَّاتِكَ وَتَحِيَّةَ

ذُرِّيَّتِكَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوا السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ

فَزَادُوهُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ فَكُلْ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ آدَمَ.))^①

”اللہ پاک نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کو ساٹھ ہاتھ لمبا بنایا، پھر فرمایا کہ جا اور

ملائکہ کو سلام کر کے دیکھنا کہ وہ کن لفظوں میں آپ کے سلام کا جواب دیتے ہیں،

① صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب وقوله تعالى 'واذ قال ربك للملائكة، رقم: ۳۳۲۶۔

کیونکہ وہی تمہارا، اور تمہاری اولاد کا طریقہ سلام ہوگا۔ آدم علیہ السلام گئے اور کہا ”السلام علیکم“ فرشتوں نے جواب دیا ”وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ“۔ انہوں نے ”رحمۃ اللہ“ کا جملہ بڑھا دیا۔ پس جو بھی جنت میں داخل ہوگا، وہ آدم علیہ السلام کی شکل و صورت و قد و قامت پر داخل ہوگا۔“

اب آپ خلیفۃ اللہ فی الارض آدم علیہ السلام کے بارے میں چند قرآنی آیات ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ آپ کو ان سے نفع عطا کرے۔

﴿وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ۖ قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۗ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝۲۰ وَ عَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَٰؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ۝۲۱ قَالُوا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا بِهَٰذَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝۲۲ قَالَ يٰٓآدَمُ أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ ۖ فَلَمَّآ أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ ۖ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَّكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ۝۲۳ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ ۖ أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ ۖ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ۝۲۴ وَقُلْنَا يٰٓآدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۖ وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّٰلِمِينَ ۝۲۵ فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ ۖ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۖ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَ مَتَاعٌ ۖ إِلَىٰ حِينٍ ۝۲۶ فَتَلَقَّى آدَمُ مِنْ رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ

التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿٣٥﴾ قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنْ تَبَعَ هَذَا فَلَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٣٩﴾ ﴿

(البقرہ: ۳۰ تا ۳۹)

”اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں، تو انہوں نے کہا: ایسے شخص کو کیوں پیدا کرتا ہے جو زمین میں فساد کرے گا، اور خون بہائے گا، اور ہم تیری تسبیح، حمد اور پاکیزگی بیان کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے، اور اللہ نے آدم کو تمام نام سکھا کر ان چیزوں کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا، اور فرمایا: اگر تم سچے ہو تو ان چیزوں کے نام بتاؤ، ان سب نے کہا: اے اللہ! تیری ذات پاک ہے ہمیں تو صرف اتنا علم ہے جتنا تو نے ہمیں سکھا رکھا ہے پورے علم و حکمت والا تو تو ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم سے فرمایا: تم ان کے نام بتادو، جب انہوں نے بتادیئے تو فرمایا کہ کیا میں نے تمہیں (پہلے ہی) نہ کہا تھا کہ زمین اور آسمان کا غیب میں ہی جانتا ہوں، اور میرے علم میں ہے جو تم ظاہر کر رہے ہو، اور جو تم چھپاتے تھے، اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا۔ اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے ہی تھا۔ اور ہم نے کہہ دیا کہ اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو اور جہاں کہیں سے چاہو بلا روک ٹوک کھاؤ پیو، لیکن اس درخت کے قریب بھی نہ جانا ورنہ ظالم ہو جاؤ گے لیکن شیطان نے ان کو بہکا کر وہاں سے نکلوا دیا، اور ہم نے کہہ دیا کہ اتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو، اور ایک وقت مقررہ تک تمہارے لیے زمین میں ٹھہرنا اور

فائدہ اٹھانا ہے۔ آدم نے اپنے رب سے چند باتیں سیکھ لیں، اور اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ بے شک وہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ ہم نے کہا: تم سب یہاں سے چلے جاؤ، جب کبھی تمہارے پاس میری ہدایت پہنچے تو اس کی تابعداری کرنے والوں پر کوئی خوف و غم نہیں۔ اور جو انکار کر کے ہماری آیتوں کو جھٹلائیں وہ جہنمی ہیں، اور ہمیشہ اس میں رہیں گے۔“

آدم علیہ السلام کا احترام نہ کرنے پر ابلیس کا دھتکارے جانا اور آدم علیہ السلام کو چند ہدایات

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلٰسَ ۚ لَمْ يَكُنْ مِنَ السَّٰجِدِيْنَ ۝۱۱ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اُمِرْتُ ۚ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِيْنٍ ۝۱۲ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصَّٰغِرِيْنَ ۝۱۳ قَالَ اَنْظِرْنِيْ اِلَى يَوْمٍ يُبْعَثُوْنَ ۝۱۴ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝۱۵ قَالَ فَمَا اَغْوَيْتَنِيْ لَاقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۱۶ ثُمَّ لَا تَبۡرَأُ مِنْۢ بَيِّنٍ اٰيِدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اٰيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ ۚ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝۱۷ قَالَ اَخْرُجْ مِنْهَا مَذۡمُوْمًا مَّدْحُوْرًا لِّمَنۡ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَا مَلۡئَٔنَ جَهَنَّمَ مِنْكُمۡ اَجْمَعِيْنَ ۝۱۸ وَيَاۡدُمۡ اَسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظَّٰلِمِيْنَ ۝۱۹ فَوَسَّوَسَ لَهَا الشَّيْطٰنُ لِيُبۡدِيَ لَهَا مَا وَّرَىٰ عَنْهَا مِنْ سَوَآئِرِهَا وَقَالَ مَا مَهۡلِكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةَ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيۡنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝۲۰ وَقَاسَمُهَا اِنِّیۡ لَكُمَا لَیۡنَ النَّصِيْحِيۡنِ ۝۲۱ فَدَلَّسَهَا

يُغْرَوْنَ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفْنَ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكَمَا الشَّجَرَةِ وَأَقُلْ لَكُمَا إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ﴿٣٢﴾ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٣٣﴾ ﴿الاعراف: ١١ تا ٢٣﴾

”اور البتہ ہم نے تمہیں پیدا کیا، اور پھر ہم نے تمہاری صورت بنائی، پھر ہم نے فرشتوں سے کہا: آدم کو سجدہ کرو، سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے، وہ سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب میں نے تجھے سجدہ کرنے کا حکم دیا تو تجھے کس چیز نے منع کیا؟ وہ کہنے لگا: میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اسے مٹی سے پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پس تو یہاں سے اتر جا، تجھ کو کوئی حق نہیں کہ تو آسمان میں رہ کر تکبر کرے پس نکل جا، بیشک تو ذلیلوں میں سے ہے۔ وہ بولا: مجھے اس دن تک مہلت دے (جس دن مردے) اٹھائے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تجھے مہلت دی گئی وہ بولا: جیسے تو نے میرے گمراہ (ہونے کا فیصلہ) کیا ہے میں ان کے لیے (گمراہ کرنے کے لیے) آپ کی سیدھی راہ پر بیٹھوں گا۔ پھر میں ان تک ضرور آؤں گا ان کے سامنے، ان کے پیچھے سے، ان کے دائیں سے اور ان کے بائیں سے، اور تو ان میں سے اکثر کو شکر کرنے والے نہ پائے گا۔ فرمایا: یہاں سے ذلیل و خوار ہو کر نکل جا، ان میں سے جو تیرا کہنا مانے گا میں ضرور تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔ اے آدم تم اور تمہاری بیوی (حوا) جنت میں رہو، پھر جس جگہ سے تم دونوں چاہو کھاؤ اور اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ تم دونوں ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔ پھر شیطان نے ان دونوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا تاکہ ان کی شرمگاہیں

جوان سے پوشیدہ تھیں ان کو ظاہر کر دے، اور بولا: تمہارے رب نے تمہیں اس درخت سے صرف اس لیے روکا کہ (کہیں) تم دونوں فرشتے نہ بن جاؤ، یا (کہیں) ہمیشہ زندہ رہنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ۔ اور ان دونوں کے سامنے قسم کھالی کہ یقین جانیے میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں۔ پس ان دونوں کو دھوکے سے نیچے لے آیا۔ پس جب ان دونوں نے درخت کو چکھا تو ان کے لیے ان کی شرمگاہیں ظاہر ہو گئیں۔ اور وہ جنت کے پتے اپنے اوپر جوڑ جوڑ کر رکھنے لگے اور ان کے رب نے انہیں پکارا: کیا میں نے تمہیں اس درخت سے منع نہیں کیا تھا؟ اور کیا یہ نہ کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ ان دونوں نے کہا: اے ہمارے رب! ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم ضرور خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔“

آدم علیہ السلام کا جنت میں سے نکالا جانا

﴿قَالَ اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۝۳۹﴾ قَالَ فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ ۝۴۰﴾ يُبْنَىٰ آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ لِبَاسًا يُؤَارِي سَوَاتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ ذَٰلِكَ مِنْ أَيْتِ اللَّهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ۝۴۱﴾ يُبْنَىٰ آدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُم مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوَاتِرَهُمَا إِنَّهُ يَرَكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ۝۴۲﴾ (الاعراف: ۲۴ تا ۲۷)

(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: اتر جاؤ تم میں سے بعض بعض کے دشمن ہیں اور تمہارے

لیے زمین میں ایک وقت تک ایک ٹھکانا اور کچھ زندگی کا سامان ہے۔ فرمایا: تم اسی میں زندگی گزارو گے اور اسی میں مرو گے اور اسی سے نکالے جاؤ گے۔ اے آدم کی اولاد! ہم نے تم پر لباس اتارا ہے جو تمہاری شرمگاہوں کو چھپاتا ہے اور باعثِ زینت بھی ہے، اور تقویٰ کا لباس! وہ سب سے بہتر ہے۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ یہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔ اے آدم کی اولاد! کہیں تمہیں شیطان فتنے میں نہ ڈال دے جس طرح اس نے تمہارے والدین کو جنت سے نکلوا دیا، ایسی حالت میں کہ ان کا لباس بھی اتروا دیا تاکہ وہ ان کو ان کی شرمگاہیں دکھائے۔ بے شک وہ اور اس کا قبیلہ تمہیں وہاں سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھتے۔ بے شک ہم نے شیطانوں کو ان لوگوں کا دوست بنایا ہے جو ایمان نہیں رکھتے۔“

اللہ کی رہنمائی

﴿فَتَلَقَّى آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾ (البقرة: ۳۷)

”(سیدنا) آدم (علیہ السلام) نے اپنے رب سے چند باتیں سیکھ لیں، اور اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ بے شک وہی توبہ قبول کرنے والا، اور بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے۔“

آدم علیہ السلام کی دعاء و معافی

﴿قَالَ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنَّ لَنَا تَغْفِيرًا لَنَا وَتَرْحُمًا لَنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (الاعراف: ۲۳)

”دونوں نے کہا: اے ہمارے رب! ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا اور اگر تو نے ہمیں

معاف نہ کیا، ہم پر رحم نہ کیا، تو ہم یقیناً خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔“

2۔ سیدنا ادریس علیہ السلام

سیدنا ادریس علیہ السلام کو آدم اور شیث علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے نبی ہونا کا شرف حاصل ہے، اور آدم علیہ السلام کے تین سو ساٹھ برس، ان کو دیکھنے کا موقع ملا، اور یہ قلم کے ذریعے لکھنے والے سب سے پہلے یہ شخص ہیں۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر، ص: ۷۰)

جب رسول اللہ ﷺ معراج پر تشریف لے گئے، اور چھٹے آسمان پر پہنچے تو ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

((قَالَ أَنَسُ: فَلَمَّا مَرَّ جَبْرِيلُ بِإِدْرِيسَ قَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا إِدْرِيسُ.))^①

”سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر جب جبریل ادریس علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو انہوں نے کہا، خوش آمدید نیک نبی اور نیک بھائی۔ (نبی علیہ السلام فرماتے ہیں) میں نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے بتایا، یہ ادریس ہیں۔“

اور قرآن نے ان کا ذکر اس انداز سے کیا ہے، ملاحظہ فرمائیں، اللہ آپ کی حفاظت کرے۔

سیدنا ادریس علیہ السلام کا مقام و مرتبہ

﴿وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا ٥٦ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ٥٧﴾ (مریم: ۵۶ تا ۵۷)

”اور اس کتاب میں ادریس کا بھی ذکر کر، بے شک وہ نہایت سچا نبی تھا۔ اور ہم نے اسے بہت اونچے مقام پر بلند کیا۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

① صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ذکر ادریس، رقم: ۳۳۴۲۔

”یعنی اس کتاب کریم میں تعظیم و اجلال اور صفات کمال سے متصف ہونے کے اعتبار سے سیدنا ادریس علیہ السلام کا ذکر کرو۔ ﴿إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا﴾^۱ ”اللہ تعالیٰ نے ان کو بیک وقت صدیقیت جو جو تصدیق تام، علم کامل، یقین ثابت اور عمل صالح کی جامع ہے اور اپنی وحی اور رسالت کے لیے چن لیا۔ ﴿وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ یعنی اللہ تعالیٰ نے جہانوں میں ان کا ذکر اور مقربین کے درمیان ان کا درجہ بلند کیا۔ پس وہ ذکر کے لحاظ سے بھی بلند تھے اور مقام و مرتبہ کے اعتبار سے بھی بلند۔“ (تفسیر السعدی: ۱۵۸۲/۲)

3۔ سیدنا نوح علیہ السلام

سیدنا نوح علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے بہت سے اعزازات سے نوازا، وہ پہلے رسول بن کر دنیا میں مبعوث ہوئے، وہ آدم ثانی کہلائے، وہ سب سے پہلے سمندری (پانی کی) سواری تیار کرنے والے، وہ مشہود نبی آخر الزمان ہوں گے۔^۱ وہ اللہ سے عبدالشکور کا لقب پانے والے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُونَ: يَا نُوحُ أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ، وَسَمَّاكَ اللَّهُ عَبْدًا شَكُورًا.))^۲

”(جب آدم علیہ السلام سفارش و شفاعت کرنے سے انکار فرما دیں گے) تو لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے، اور عرض کریں گے، اے نوح! آپ روئے زمین پر سب سے پہلے رسول ہیں، اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے عبدالشکور کہہ کر پکارا ہے۔“

سیدنا نوح علیہ السلام کے بارے میں

اب آیات قرآنی کی روشنی میں نوح علیہ السلام کے تذکرہ کو پڑھئے اور ایمان کو تازہ کیجیے۔

① صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ عزوجل ارسلنا نوحا..... الخ رقم: ۳۳۳۹۔

② صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ عزوجل ولقد ارسلنا نوحا، رقم: ۳۳۴۰۔

نوح علیہ السلام کی دعوت اور قوم کی حالت

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ ۖ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝۳۱﴾ فَقَالَ الْمَلَأُوا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيدُ أَنْ يَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَنزَلَ مَلَائِكَةً مَّا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي آبَائِنَا الْأَوَّلِينَ ۝۳۲﴾ إِنَّ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ بِهِ جَنَّةٌ فَتَرَبَّصُوا بِهِ حَتَّىٰ حِينٍ ۝۳۵﴾ قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كَذَبُونَ ۝۳۶﴾ (المؤمنون: ۲۳ تا ۲۶)

”یقیناً ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا، اس نے کہا: اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، کیا تم (اس سے) ڈرتے نہیں۔ اس کی قوم کے کافر سرداروں نے صاف کہہ دیا کہ یہ تو تم جیسا ہی انسان ہے، یہ تم پر فضیلت اور بڑائی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اگر اللہ چاہتا تو کسی فرشتے کو اتار دیتا، ہم نے تو اسے اپنے اگلے باپ دادوں کے زمانے میں سنایا نہیں۔ یقیناً اس شخص کو جنون ہے، پس تم ایک وقت تک اس کے بارے میں انتظار کرو۔ نوح (علیہ السلام) نے دعا کی: اے میرے پالنے والے! ان کے جھٹلانے پر تو میری مدد کر۔“

نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم اور سواروں کی ترتیب

﴿فَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ أَنْ اصْنَعْ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا ۖ وَوَحَيْنَا فَإِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنْزُورُ ۖ فَاسْلُكْ فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۖ وَلَا تُخَاطِبُنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا ۖ إِنَّهُمْ مُّغْرَقُونَ ۝۶۷﴾ فَإِذَا اسْتَوَيْتَ أَنتَ وَمَنْ مَعَكَ عَلَى الْفُلِّ

فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَجَّیْنَا مِنْ الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ ﴿۲۸﴾

(المؤمنون: ۲۷ تا ۲۸)

”تو ہم نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہماری وحی کے مطابق ایک کشتی بنا۔ جب ہمارا حکم آجائے اور تنور اہل پڑے تو ہر قسم کا ایک ایک جوڑا اس میں رکھ لے اور اپنے اہل کو بھی، مگر ان میں سے جس کی بابت ہماری بات پہلے گزر چکی ہے اور مجھ سے ان لوگوں کے بارے میں بات نہ کرنا جنہوں نے ظلم کیا ہے وہ تو سب ڈبوئے جائیں گے۔ جب تو اور تیرے ساتھی کشتی پر باطمینان بیٹھ جاؤ تو کہنا کہ سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں ظالم لوگوں سے نجات عطا فرمائی۔“

منزل مقصود پر پہنچنے کی دُعا

﴿وَقُلْ رَبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبَرَّکًا وَاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ وَّاِنْ کُنَّا لَمُبْتَلِیْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ ﴿۳۱﴾﴾ (المؤمنون: ۲۹ تا ۳۱)

”اور کہنا کہ اے میرے رب! مجھے ایسا اتارنا جو بابرکت ہو اور تو ہی بہتر اتارنے والا ہے۔ یقیناً اس میں بڑی بڑی نشانیاں ہیں اور ہم بے شک آزمائش کرنے والے ہیں۔ ان کے بعد ہم نے اور بھی امت پیدا کی۔“

قوم کا انجام، نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں پر اللہ کا احسان

﴿وَاْتٰلِ عَلَیْهِمْ نَبَا نُوْحٍ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ یَقَوْمِ اِنْ كَانَ کَبْرَ عَلَیْکُمْ مَّقَامِیْ وَتَذٰکِیْرِیْ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَعَلٰی اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمَعُوْا اَمْرَکُمْ وَشُرَّکَآءَکُمْ ثُمَّ لَا یَکُنْ اَمْرُکُمْ عَلَیْکُمْ غُمَّةً ثُمَّ اَقْضُوْا

إِلَىٰ وَلَا تَنْظُرُونَ ﴿٤١﴾ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَأَلْنَاكُمْ مِنْ أَجْرِ طِ إِن
 أَجْرِي إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَأَمَرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٤٢﴾ فَكَذَّبُوهُ
 فَجَبَّيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنَاهُمْ خَلِيفَ وَأَعْرَقْنَا الَّذِينَ
 كَذَبُوا بِآيَاتِنَا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِينَ ﴿٤٣﴾ ﴿

(یونس : ۷۱ تا ۷۳)

”اور آپ ان کو نوح کا قصہ پڑھ کر سنائیے، جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے
 فرمایا کہ اے میری قوم! اگر تم کو میرا رہنا اور احکام الہی کی نصیحت کرنا بھاری معلوم
 ہوتا ہے تو میرا تو اللہ ہی پر بھروسہ ہے۔ تم اپنی تدبیر مع اپنے شرکاء کے پختہ کرلو،
 پھر تمہاری تدبیر تمہاری گھٹن کا باعث نہیں ہونی چاہیے۔ پھر میرے ساتھ
 کرگزر و اور مجھ کو مہلت نہ دو۔ پھر بھی اگر تم اعراض ہی کیے جاؤ تو میں نے تم سے
 کوئی معاوضہ تو نہیں مانگا، میرا معاوضہ تو صرف اللہ ہی کے ذمہ ہے اور مجھ کو حکم کیا
 گیا ہے کہ میں اطاعت کرنے والوں میں سے رہوں۔ سو وہ لوگ ان کو جھٹلاتے
 رہے، پس ہم نے ان کو اور جو ان کے ساتھ کشتی میں تھے، ان کو نجات دی اور ان
 کو آباد کیا اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا، ان کو غرق کر دیا۔ سو دیکھنا
 چاہیے کہ کیسا انجام ہوا، ان لوگوں کا جو ڈرائے جا چکے تھے۔“

عذاب کی ہولناکی اور بیٹے کی بدبختی

﴿وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۖ وَنَادَىٰ نُوحٌ ابْنَهُ وَكَانَ فِي
 مَعْزِلٍ يُبْنِي أَرْكَبَ مَعَنَا وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِينَ ۚ﴾ قَالَ سَاوِي
 إِلَىٰ جَبَلٍ يَعْصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ ۖ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا
 مَنْ رَحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ ۚ﴾ وَقِيلَ
 يَا زُصَّ ائْبَلِجْ مَاءً لَكَ وَيَسْمَاءُ أَقْلِعْ وَغِيَصَ الْمَاءِ وَفُضِيَ الْأَمْرُ

وَأَسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٣٣﴾ وَنَادَى نُوحٌ رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَكَمِيِّينَ ﴿٣٤﴾ قَالَ يُنُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْأَلْنِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنِّي أَعِظُكَ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٣٥﴾ ﴿ (ہود: ٤٢ تا ٤٦)

”اور کشتی انہیں پہاڑوں جیسی موجوں میں لے کر جا رہی تھی، اور نوح نے اپنے لڑکے کو جو ایک کنارے پر تھا، پکار کر کہا کہ اے میرے پیارے بچے! ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں میں شامل نہ رہ۔ اس نے کہا: میں عنقریب کسی (بڑے) پہاڑ کی طرف پناہ لے لوں گا جو مجھے پانی سے بچالے گا۔ نوح نے کہا: آج اللہ کے فیصلے سے بچانے والا کوئی نہیں، صرف وہی بچیں گے جن پر اللہ کا رحم ہوا۔ اسی وقت ان دونوں کے درمیان موج حائل ہو گئی اور وہ ڈوبنے والوں میں سے ہو گیا۔ فرما دیا گیا کہ اے زمین! اپنے پانی کو نگل جا اور اے آسمان! بس کر، تھم جا، اسی وقت پانی سکھا دیا گیا اور کام پورا کر دیا اور کشتی جودی نامی پہاڑ پر جا لگی اور فرما دیا گیا کہ ظالم لوگوں پر لعنت نازل ہو۔ نوح نے اپنے پروردگار کو پکارا اور کہا کہ میرے رب میرا بیٹا تو میرے گھر والوں میں سے تھا۔ یقیناً تیرا وعدہ بالکل سچا ہے، اور تو تمام حاکموں سے بہتر حاکم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے نوح یقیناً وہ تیرے گھرانے سے نہیں ہے۔ اس کے کام بالکل ہی ناشائستہ ہیں، بس مجھ سے اس بات کا سوال نہ کر جس کا تجھ کو کوئی علم نہیں، میں تجھے نصیحت کرتا ہوں تاکہ تو جاہلوں میں سے نہ ہو جائے۔ نوح نے کہا اے میرے رب! بے شک میں تیری ہی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ تجھ سے وہ مانگوں جس کا مجھے علم ہی نہ ہو۔“

نوح علیہ السلام کی دعا اور اللہ کا انعام

﴿قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ٤٧﴾ قِيلَ يُونُسُ اهْبِط بِسَلَامٍ مِنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ وَعَلَى أُمَمٍ مِّمَّنْ مَعَكَ ۖ وَأُمَمٌ سَنَسَبِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ ٤٨﴾ تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هَذَا فَاصْبِرْ ۚ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ ٤٩﴾ (ہود: ٤٧ تا ٤٩)

”اگر تو مجھے نہ بخشے گا، اور تو مجھ پر رحم نہ فرمائے گا تو میں خسارہ پانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔ فرمادیا گیا کہ اے نوح اتر جا ہماری طرف سے عظیم سلامتی اور بہت سی برکتوں کے ساتھ، تجھ پر اور ان جماعتوں پر جو ان لوگوں سے ہوں گی جو تیرے ساتھ ہیں، اور بہت سی وہ امتیں ہوں گی جنہیں ہم فائدہ تو ضرور پہنچائیں گے لیکن پھر انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا۔ یہ خبریں غیب کی خبروں میں سے ہیں جن کی وحی ہم آپ کی طرف کرتے ہیں انہیں اس سے پہلے آپ جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم، اس لیے آپ صبر کرتے رہیے۔ یقیناً میں کہہ چکا ہوں کہ انجام پر ہیزگاروں کے لیے ہی ہے۔“

4۔ سیدنا ہود علیہ السلام

سیدنا ہود علیہ السلام کو ایسی قوم کی طرف داعی بنا کر بھیجا گیا جو قوم بھجوروں کے تنوں کے جتنی لمبی، اور تمام انسانوں میں سب سے زیادہ طاقتور جن پر عذاب کا تذکرہ کتب احادیث میں جا بجا موجود ہے حتیٰ کہ اگر بارش کا سماں بنتا تو رسول اللہ ﷺ پریشان ہو جاتے کہ کہیں یہ

ہمارے لیے عادیوں کی بربادی جیسا پیغام نہ لایا ہو۔^①

آئیے اب چند قرآنی آیات کی روشنی میں ہود علیہ السلام کی محنت و کاوش کا مطالعہ کرتے ہیں، اور ان کی قوم کے عبرت ناک انجام سے عبرت حاصل کرتے ہیں، اور رب تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں، وہ مقلب القلوب (دلوں کو پھیرنے والا) ہے، وہ ہمیں ایمان والوں اور اولیاء اللہ کی صفات اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہود علیہ السلام کی دعوت اور قوم کے اعتراضات

﴿وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنِّ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝٦٥ قَالَ الْهَلَاءُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي سَفَاهَةٍ ۖ وَإِنَّا لَنُظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝٦٦ قَالَ يَقَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ وَلَكِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۝٦٧ أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ ۝٦٨ أَوْ عَجِبْتُمْ أَن جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنكُمْ لِيُنذِرَكُمْ ۖ وَادْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِن بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ ۖ وَزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَضْطَةً ۖ فَادْكُرُوا الْآيَةَ اللَّهُ لَعَلَّكُمْ تَفْلِحُونَ ۝٦٩ قَالُوا أَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝٧٠﴾

(الاعراف: ٦٥ تا ٧٠)

”اور ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔ انہوں نے فرمایا: اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، سو کیا تم نہیں ڈرتے۔ ان کی قوم میں جو بڑے کافر لوگ تھے، انہوں نے کہا: ہم تم کو کم عقلی میں

دیکھتے ہیں اور ہم بے شک تم کو جھوٹے لوگوں میں سے سمجھتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم! مجھ میں ذرا بھی کم عقلی نہیں لیکن میں پروردگارِ عالم کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں۔ تم کو اپنے پروردگار کے پیغام پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا سچا خیر خواہ ہوں۔ اور کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس ایک ایسے شخص کی معرفت جو تمہاری ہی جنس کا ہے کوئی نصیحت کی بات آگئی تاکہ وہ شخص تم کو ڈرائے اور تم یہ حالت یاد کرو کہ اللہ نے تم کو قومِ نوح کے بعد جانشین بنایا اور قد و قامت میں تم کو پھیلاؤ زیادہ دیا۔ سو اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ انہوں نے کہا کہ کیا آپ ہمارے پاس اس واسطے آئے ہیں کہ ہم صرف ایک اللہ کی عبادت کریں اور جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے تھے ہم ان کو چھوڑ دیں۔ پس تم جس عذاب کی دھمکی ہمیں دیتے ہو اس کو ہم پر لے آؤ، اگر تم سچے ہو۔“

ایمان نہ لانے والوں کو عذاب کی اطلاع اور ایمانداروں کا انجام خیر

﴿قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ رِجْسٌ وَغَضَبٌ أَتُجَادِلُونَنِي فِي أَسْمَاءٍ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا نَزَّلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ ٥١﴾ فَانْجِبْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا وَقَطَّعْنَا دَابِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِالْإِتِنَاءِ وَمَا كَانُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٥٢﴾﴾

(الاعراف: ۷۱ تا ۷۲)

”انہوں نے فرمایا کہ بس اب تم پر اللہ کی طرف سے عذاب اور غضب آیا ہی چاہتا ہے۔ کیا تم مجھ سے ایسے ناموں کے بارے میں جھگڑتے ہو جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے گھڑ لیا ہے، ان کے معبود ہونے کی اللہ نے کوئی دلیل نہیں بھیجی۔ سو تم انتظار کرو، میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں۔ غرض ہم نے

ان کو اور ان کے ساتھیوں کو اپنی رحمت کے ساتھ بچالیا، اور ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا، اور وہ ایمان لانے والے نہ تھے۔“

قوم کی ہلاکت کے اسباب

﴿فَأَمَّا عَادُ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوا مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً أَوْ لَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَهُمْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ ﴿١٥﴾ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي أَيَّامٍ مَّحْسَبَاتٍ لِّنُذِيقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَخْزَىٰ وَهُمْ لَا يُنصَرُونَ ﴿١٦﴾﴾ (حم السجده: ١٥ تا ١٦)

”اب عادیوں نے تو بے وجہ زمین میں سرکشی شروع کر دی اور کہنے لگے کہ ہم سے زور آور کون ہے؟ کیا انہیں یہ نظر نہ آیا کہ جس نے انہیں پیدا کیا ہے وہ ان سے بہت ہی زیادہ زور آور ہے، وہ (آخر تک) ہماری آیتوں کا انکار رہی کرتے رہے۔ بالآخر ہم نے ان پر ایک تیز و تند آندھی منحوس دنوں میں بھیجی تاکہ ہم انہیں دنیا کی زندگی میں ذلت کے عذاب کا مزہ چکھادیں۔ یقین مانو کہ آخرت کا عذاب اس سے بہت زیادہ رسوائی والا ہے اور انہیں کوئی امداد نہ دی جائے گی۔“

ریت کے ٹیلوں پر ہود علیہ السلام کا وعظ و نصیحت کرنا

﴿وَإِذْ كَرَّ أَحَا عَادٍ إِذْ أُنذِرَ قَوْمَهُ بِأَلْحَقَافٍ وَقَدْ خَلَّتِ النَّذُرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٢١﴾ قَالُوا أَجِئْتَنَا لِنَأْفِكَنَا عَنِ الْهِتْنَاءِ فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٢٢﴾ قَالَ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ ۖ وَأَنَا

﴿اَبْلَعُكُمْ مَّا اُرْسِلْتُ بِهِ وَلَكِنِّي اَرٰكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ۝۲۳﴾

(الاحقاف: ۲۱ تا ۲۳)

”عاد کے بھائی کو یاد کرو جب کہ اس نے اپنی قوم کو احقاف ۱ میں ڈرایا، اور یقیناً اس سے پہلے بھی ڈرانے والے گزر چکے ہیں، اور اس کے بعد بھی یہ کہ تم سوائے اللہ کے کسی اور کی عبادت نہ کرو۔ میں تم پر بڑے دن کے عذاب سے خوف کھاتا ہوں۔ قوم نے جواب دیا: کیا آپ ہمارے پاس اس لیے آئے ہیں کہ ہمیں اپنے معبودوں (کی پرستش) سے باز رکھیں۔ پس اگر آپ سچے ہیں تو جن عذابوں کا آپ وعدہ کرتے ہیں انہیں ہم پر لے آئیں۔ (سیدنا ہود علیہ السلام نے) کہا: (اس کا) علم اللہ ہی کے پاس ہے میں تو جو پیغام دے کر بھیجا گیا تھا وہ تمہیں پہنچا رہا ہوں، لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم نادانی کر رہے ہو۔“

لا علمی کی وجہ سے قوم کا عذاب کو دیکھ کر خوش ہونا

﴿فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَّتِهِمْ ۚ قَالُوا هَذَا عَارِضٌ مُّمْطَرٌ نَّاهٍ ۚ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْنٰمْ بِهِ ۚ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۲۴ تَدْمِرُ كُلَّ شَيْءٍ ۚ بِاَمْرِ رَبِّهَا ۚ فَاصْبِرْ ۚ لَا يَزِيْ اِلَّا مَسْكِنٌ لِّهٖمۙ ۚ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝۲۵﴾ (الاحقاف: ۲۴ تا ۲۵)

”پھر جب انہوں نے عذاب کو بصورتِ بادل دیکھا جو ان کے میدانوں کا رخ کیے ہوئے تھا تو کہنے لگے: یہ ابر (بادل) ہم پر برسنے والا ہے۔ (نہیں) بلکہ دراصل یہ ابر وہ عذاب ہے جس کی تم جلدی کر رہے تھے، ہوا ہے جس میں

۱ احقاف ہفت کی جمع جو کہ ریت کے لمبے لمبے ٹیلوں پر بولا جاتا ہے جو ٹیلے اپنی لمبائی و چوڑائی میں پہاڑ کی مانند ہوں، لیکن اصطلاحاً صحرائے عرب الربیع النحالی کے جنوبی مغربی حصے کا نام ہے (جو کہ حضرموت (یمن) کے قریب تھا) جہاں آج کوئی آبادی نہیں ہے۔ اور بعض نے اس کے معنی پہاڑ اور غار کیے ہیں، نیز یہ عاد و ایل کا تذکرہ ہے۔

دردناک عذاب ہے جو اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو ہلاک کر دے گی، پس وہ ایسے ہو گئے کہ بجز ان کے مکانات کے اور کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ گناہ گاروں کے گرد وہ کوہم یونہی سزا دیتے ہیں۔“

5۔ سیدنا صالح علیہ السلام

سیدنا صالح علیہ السلام کو قوم ثمود کی طرف بھیجا گیا، یہ لوگ مدائن صالح حجر کے قریب رہتے تھے جو کہ اب موجودہ سعودی عرب میں ہے۔ اور غزوہ تبوک کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کا گزر ان کی قوم کے تباہ شدہ علاقہ سے ہوا جس طرح تذکرہ صحیح بخاری و مسلم میں موجود ہے۔ قرآن نے صالح علیہ السلام اور قوم صالح کے واقعات کو کس طرح بیان کیا ہے، اس کی ایک جھلک ملاحظہ کریں۔

قوم کو دعوت اور اللہ کی نشانی اونٹنی کے بارے میں نصیحت

﴿وَالِی ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ یَقُومِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرِہٖۚ قَدْ جَآءَ تَکْوَ مَ بَیِّنَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ ۚ هٰذِہٖ نَاقَۃُ اللّٰهِ لَکُمْ اٰیَۃٌ فَذُرُوہَا تَاْکُلْ فِیْ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمْسُوْہَا بِسُوءٍ فِیْۤاْخُذْکُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝۴۰ وَاذْکُرُوْۤا اِذْ جَعَلْکُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّاکُمْ فِی الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِہَا قُصُوْرًا وَتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُیُوْتًا ۚ فَاذْکُرُوْۤا اِلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْتَوْۤا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ۝۴۱ قَالَ الْمَلَا الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا مِنْ قَوْمِہٖ لِلَّذِیْنَ اسْتَضَعِفُوْۤا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْہُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صَالِحًا مَّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّہٖ ۚ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِہٖ مُّؤْمِنُوْنَ ۝۴۲﴾ (الاعراف: ۷۵ تا ۷۳)

”اور ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ انہوں نے فرمایا: اے

میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں، تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک واضح دلیل آچکی ہے، یہ اونٹنی ہے اللہ کی جو تمہارے لیے دلیل ہے سو اس کو چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھاتی پھرے، اور اس کو برائی کے ساتھ ہاتھ بھی مت لگانا کہ کہیں تم کو دردناک عذاب آپکڑے، اور تم یہ حالت یاد کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو عاد کا جانشین بنایا، اور تمہیں زمین پر رہنے کا ٹھکانا دیا کہ تم نرم زمین پر محل بناتے ہو اور پہاڑوں کو تراش تراش کر ان میں گھر بناتے ہو۔ سو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو اور زمین میں فساد مت پھیلاؤ۔ ان کی قوم میں جو متکبر سردار تھے، انہوں نے غریب لوگوں سے جو کہ ان میں سے ایمان لے آئے تھے۔ پوچھا: کیا تم کو اس بات کا یقین ہے کہ صالح اپنے رب کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ بے شک ہم تو اس پر پورا یقین رکھتے ہیں جو ان کو دے کر بھیجا گیا ہے۔“

قوم کے لوگوں کی بدبختی

﴿قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا بِالَّذِي آمَنْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ۝۶۱ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوا يُصْلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝۶۲ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جُثَيَيْنَ ۝۶۳ فَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يَاقَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلَكِنْ لَا تُحِبُّونَ النَّصِيحِينَ ۝۶۴﴾

(الاعراف: ۷۹ تا ۷۶)

”وہ متکبر لوگ کہنے لگے: تم جس بات پر یقین لائے ہو ہم تو اس کے منکر ہیں۔ پس انہوں نے اس اونٹنی کو مار ڈالا اور اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی اور کہنے

لگے کہ اے صالح! جس کی آپ دھمکی دیتے ہیں اس کو لے آئیے، اگر آپ پیغمبر ہیں۔ پس ان کو زلزلے نے آپکڑا، سو وہ اپنے گھروں میں اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے۔ اس وقت (صالح) ان سے منہ موڑ کر چلے اور فرمانے لگے کہ اے میری قوم! میں نے تم کو اپنے پروردگار کا حکم پہنچا دیا تھا اور میں نے تمہاری خیر خواہی کی لیکن تم لوگ خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے۔“

6- سیدنا ابراہیم علیہ السلام

سیدنا ابراہیم علیہ السلام اولوالعزم پیغمبروں میں سے ہیں۔ انہیں اللہ کی توحید کی خاطر بڑی آزمائشوں سے گزرنا پڑا لیکن آپ سب آزمائشوں پر استقامت کا پہاڑ بنے رہے۔ اس کے صلے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا خلیل بنالیا، اور اپنے مقدس کلام میں جابجا ان کا تذکرہ جمیل کیا۔ ذیل میں ہم انہی چند آیات کا ذکر کرتے ہیں۔

قوم کو دعوت اور بت شکنی

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهِ عَلِيمِينَ ۝٥١﴾
 قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عِقْفُونَ ۝٥٢
 قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عِبَادِينَ ۝٥٣ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ أَنْتُمْ وَ
 آبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝٥٤ قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنْتَ مِنَ
 اللَّاعِبِينَ ۝٥٥ قَالَ بَلْ رَبُّكُمْ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ
 وَأَنَا عَلَىٰ ذَلِكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۝٥٦ وَتَاللَّهِ لَا كَيْدَنَّ أَصْنَامُكُمْ بَعْدَ
 أَنْ تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ ۝٥٧ فَجَعَلَهُمْ جُودًا إِلَّا كَبِيرًا لَهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ
 يَرْجِعُونَ ۝٥٨ قَالُوا مَنْ فَعَلَ هَذَا بِالْهَيْئَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ ۝٥٩
 قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ ۝٦٠ قَالُوا فَاتُوا بِهِ

عَلَىٰ أَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ ﴿٦١﴾ قَالُوا ۖ أَنْتَ فَعَلْتَ هَذَا بِآلِهَتِنَا يَا ابْنِ الْهَيْمِ ﴿٦٢﴾ قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا فَاسْأَلُوهُمْ إِنْ كَانُوا يَنْطِقُونَ ﴿٦٣﴾ فَرَجَعُوا إِلَىٰ أَنْفُسِهِمْ فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنْتُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٦٤﴾ ثُمَّ نُكِسُوا عَلَىٰ رُءُوسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَؤُلَاءِ يَنْطِقُونَ ﴿٦٥﴾ قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ ﴿٦٦﴾ أَفِ لَكُمْ ۖ وَلَبَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٦٧﴾ (الانبیاء: ۵۱ تا ۶۷)

”یقیناً ہم نے اس سے پہلے ابراہیم کو اس کی سمجھ بوجھ عطا فرمائی تھی، اور ہم اسے جاننے والے تھے، جب کہ اس نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ صورتیں جن کے تم مجاور بنے بیٹھے ہو، کیا ہیں؟ سب نے جواب دیا کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو انہی کی عبادت کرتے ہوئے پایا ہے۔ آپ نے فرمایا: پھر تو تم اور تمہارے باپ دادا سبھی یقیناً کھلی گمراہی میں مبتلا رہے۔ کہنے لگے: کیا آپ ہمارے پاس سچ مچ حق لائے ہیں یا یوں ہی مذاق کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں! درحقیقت تم سب کا پروردگار تو وہ ہے جو آسمان وزمین کا مالک ہے جس نے انہیں پیدا کیا ہے میں تو اسی بات کا گواہ اور قائل ہوں، اور اللہ کی قسم میں تمہارے ان معبودوں کا علاج تمہاری غیر موجودگی میں ضرور کروں گا۔ پس اس نے ان سب کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے، ہاں صرف بڑے بت کو چھوڑ دیا، یہ بھی اس لیے کہ وہ سب اس کی طرف ہی لوٹیں۔ کہنے لگے کہ ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کس نے کیا؟ ایسا شخص تو یقیناً ظالموں میں سے ہے۔ بولے: ہم نے ایک نوجوان کو ان کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا تھا جسے ابراہیم کہا جاتا ہے۔ سب

نے کہا: اچھا اسے مجمع میں لوگوں کی نگاہوں کے سامنے لاؤ تا کہ گواہ ہو جائیں۔ کہنے لگے: اے ابراہیم! کیا تو نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ حرکت کی ہے۔ آپ نے جواب دیا: بلکہ اس کام کو ان کے بڑے نے کیا ہے، تم اپنے خداؤں سے ہی پوچھ لو اگر وہ بولتے ہیں۔ پس یہ لوگ اپنے دلوں میں قائل ہو گئے اور کہنے لگے: یقیناً تم خود ہی ظالم ہو، پھر اپنے سروں پر لٹے کر دیئے گئے کہ یہ تو تجھے بھی معلوم ہے کہ یہ بولتے نہیں۔ اللہ کے خلیل نے اسی وقت فرمایا: افسوس! کیا تم ان کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمہیں کچھ نفع پہنچا سکیں نہ نقصان۔ تف (افسوس) ہے تم پر اور ان پر جن کی تم اللہ کے سوا پوجا کرتے ہو۔ کیا تمہیں اتنی سی عقل بھی نہیں۔“

قوم کی ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کی کوشش اور آگ کا ٹھنڈا ہو جانا

﴿قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ فَعِلِينَ ۖ﴾ ۶۸ ﴿قُلْنَا يَنْدَرُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ۖ﴾ ۶۹ ﴿وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ ۚ﴾ ۷۰ (الاعراف: ۶۸ تا ۷۰)

” (جب ان سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو) کہنے لگے: اسے جلا دو اور اپنے خداؤں کی مدد کرو اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے تو۔ ہم نے فرمادیا: اے آگ! تو ابراہیم پر سراسر ٹھنڈی اور سلامتی بن جا۔ گواہوں نے ابراہیم کا براچا ہا لیکن ہم نے انہیں ہی نقصان پانے والا کر دیا۔“

والد کو دعوت اور والد سے علیحدگی

﴿وَإِذْ كُنَّا فِي الْكُتُبِ إِبْرَاهِيمَ ۖ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا ۚ﴾ ۷۱ ﴿إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصَرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا ۚ﴾ ۷۲

يَا بَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ یَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِیْ اَهْدِکَ صِرَاطًا
 سَوِیًّا ۝ (۳۳) یَا بَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطَانَ ۚ اِنَّ الشَّیْطَانَ کَانَ لِلرَّحْمَنِ
 عَصِیًّا ۝ (۳۴) یَا بَتِ اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَّمْسَکَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَنِ فَتَکُوْنَ
 لِلشَّیْطَانِ وَلِیًّا ۝ (۳۵) قَالَ اَرَاغِبُ اَنْتَ عَنِ الْیَهِتِیْ یَا اِبْرٰهیمُ ؕ لَیْن لَّمْ
 تَنْتَهِ لَا رَجُوْتُکَ وَ اَهْجُرْ نِیْ مَلِیًّا ۝ (۳۶) قَالَ سَلِّمْ عَلَیْکَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ
 لَکَ رَبِّیْ ۚ اِنَّهُ کَانَ بِیْ حَفِیًّا ۝ (۳۷) وَ اَعْتَرٰ لَکُمْ وَ مَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ
 اللّٰهِ وَ اَدْعُوْا رَبِّیْ عَسٰی اَلَّا اَکُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّیْ شَفِیًّا ۝ (۳۸)

(مریم: ۴۱ تا ۴۸)

”اس کتاب میں ابراہیم کا قصہ بیان کر بے شک وہ سچا نبی تھا۔ جب کہ اس نے اپنے باپ سے کہا: اے میرے باپ! اس چیز کی عبادت کیوں کرتے ہو جو نہ سنتی ہے اور نہ دیکھتی ہے اور نہ تیرے کام آتی ہے۔ میرے مہربان باپ! آپ دیکھیے میرے پاس وہ علم آیا ہے جو آپ کے پاس آیا ہی نہیں۔ تو آپ میری ہی مایہ، میں بالکل سیدھی راہ کی طرف آپ کی رہنمائی کروں گا۔ میرے ابا! آپ شیطان کی پرستش سے باز آجائیں۔ شیطان تو رحم و کرم والے اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی نافرمان ہے۔ ابا جی! مجھے خوف لگا ہوا ہے کہ کہیں آپ پر کوئی عذاب الہی نہ آپڑے کہ آپ شیطان کے ساتھی بن جائیں۔ اس نے جواب دیا کہ اے ابراہیم! کیا تو ہمارے معبودوں سے روگردانی کر رہا ہے۔ سن اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے پتھروں سے مار ڈالوں گا۔ اور مجھے چھوڑ جا اس حال میں کہ تو صحیح سالم ہے۔ کہا: اچھا تم پر سلام ہو۔ میں تو اپنے پروردگار سے تمہاری بخشش کی دعا کرتا رہوں گا، بے شک وہ مجھ پر ہمیشہ سے مہربان ہے۔ میں تو تمہیں بھی اور جن جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو انہیں بھی سب کو چھوڑ رہا ہوں، صرف اپنے پروردگار کو پکارتا ہوں

مجھے یقین ہے کہ میں اپنے پروردگار سے دعا مانگنے میں محروم نہ رہوں گا۔“

ابراہیم علیہ السلام کی تعریف بزبان قرآن

﴿وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَعَدَهَا اِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ اَنَّهُ عَدُوٌّ لِلّٰهِ تَبَرَّ اَمْنُهٗۙ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَوَاكِلِيْمٌۭ ﴿١١٤﴾﴾

(التوبہ: ۱۱۴)

”اور ابراہیم کا اپنے باپ کے لیے دعائے مغفرت مانگنا، وہ صرف وعدہ کے سبب سے تھاجو انہوں نے اس سے کر لیا تھا۔ پھر جب ان پر یہ بات ظاہر ہو گئی کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بے تعلق ہو گئے، بے شک ابراہیم بہت نرم دل اور بڑے بردبار تھے۔“

ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد کا طرز زندگی و منہج

﴿اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗ اَسْلِمَۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١١٦﴾ وَوَضٰى بِهَا اِبْرٰهِيْمُ بَنِيْهٖ وَ يَعْقُوْبُ طِبْنٰى اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمْ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿١١٧﴾ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ خَضَرَ يَعْقُوْبُ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِىْ قَالُوْا نَعْبُدُ الْهٰكِ وَ اِلٰهَ اَبَآئِكَ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ؕ وَنَحْنُ لَهٗ مُّسْلِمُوْنَ ﴿١١٨﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ لَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ ؕ وَ لَا تَسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١١٩﴾ وَ قَالُوْا كُوْنُوْا هُودًا اَوْ نَصٰرٰى عَهْدُوْا طٰغُوْا بَلْ مِلَّةٌ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيفًا ؕ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمَشْرِكِيْنَ ﴿١٢٠﴾ قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَ مَا اُنْزِلَ اِلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ مَا اُوْتِيَ مُوسٰى وَ عِيسٰى وَ مَا اُوْتِيَ

النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿۱۳۱﴾

(البقرہ: ۱۳۱ تا ۱۳۶)

”جب کبھی بھی اس سے اس کے رب نے کہا: فرمانبردار ہو جا، اس نے کہا: میں رب العالمین کا فرمانبردار ہو گیا، اسی کی وصیت ابراہیم اور یعقوب نے اپنی اولاد کو کی کہ ہمارے بچو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اس دین کو پسند فرمایا ہے، خبردار! تم مسلمان ہی مرنا، کیا یعقوب کے انتقال کے وقت تم موجود تھے، جب انہوں نے اپنی اولاد کو کہا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟ اُن سب نے جواب دیا: آپ کے معبود کی اور آپ کے آباؤ اجداد اور اسماعیل اور اسحاق کے معبود کی جو معبود ایک ہی ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار رہیں گے۔ یہ جماعت تو گزر چکی جو انہوں نے کیا، وہ ان کے لیے ہے اور جو تم کرو گے تمہارے لیے ہے۔ ان کے اعمال کے بارے میں تم نہیں پوچھے جاؤ گے۔ کہتے ہیں: یہود و نصاریٰ بن جاؤ، تو تم ہدایت پاؤ گے کہو: بلکہ صحیح راہ پر ملت ابراہیمی والے ہیں، اور ابراہیم خالص اللہ کے پرستار اور مشرک نہ تھے۔ اے مسلمانو! تم سب کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے، اور اس چیز پر بھی جو ہماری طرف اتاری گئی، اور جو چیز ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، اور ان کی اولاد پر اتاری گئی اور جو کچھ اللہ کی جانب سے موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے انبیاء (علیہم السلام) دیئے گئے، ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے، ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں۔“

آزمائش کے بعد امامت کا ملنا

﴿وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَتْهُنَّ ۖ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلْعَالَمِينَ

إِمَامًا ۖ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي ۖ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ ﴿۱۳۲﴾

(البقرہ: ۱۲۴)

”جب ابراہیم کو ان کے رب نے کئی کئی باتوں سے آزمایا۔ اور انہوں نے سب کو پورا کر دیا تو اللہ نے فرمایا کہ میں تمہیں لوگوں کا امام بنادوں گا۔ عرض کرنے لگے: اور میری اولاد کو بھی، فرمایا: میرا وعدہ ظالموں کو نہیں پہنچتا۔“

دین ابراہیم

﴿وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۚ وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا﴾ (النساء: ۱۲۵)

”باغبار دین کے اس سے اچھا کون ہے جس نے اپنا چہرہ اللہ کے تابع کر دیا، اور وہ ہو بھی نیک کام کرنے والا اور اس نے ابراہیم کی ملت کی پیروی کی، جو ایک اللہ کی طرف ہو جائے، اور ابراہیم کو اللہ نے اپنا دوست بنا لیا ہے۔“

7۔ سیدنا اسماعیل علیہ السلام

سیدنا اسماعیل جد الانبیاء ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے ہیں، ان کو بھی رب نے اپنی رسالت کے لیے چنا صرف ہی نہیں بلکہ ان کی دعاء کو شرف قبولیت بخشے ہوئے آخری نبی محمد ﷺ کو بھی انہیں کی اولاد میں سے چنا۔ مختصر یہ کہ آپ علیہ السلام کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ پیغمبر، باپ پیغمبر بھائی پیغمبر، بھتیجے یعقوب پیغمبر اور نبی آخر الزمان اپنی ہی اولاد سے پیغمبر۔

اسماعیل علیہ السلام کی والد کی فرمانبرداری اور اللہ کی راہ میں فدا ہونے کی تڑپ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِينِ ۚ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ الصَّالِحِينَ ۝ فَبَشِّرْهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ۝ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰيُتَىٰ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَىٰ ۚ قَالَ يَٰأَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ ۝ فَلَمَّا أَسْلَمَا

وَتَلَّهِ لِلْجَبِينِ ۝۱۰۰ وَ تَادِيْنُهُ اَنْ يَّاْبْرٰهِيْمَ ۝۱۰۱ قَدْ صَدَّقَتْ الرُّعْيَاۤ اِنَّا
كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۰۲ اِنَّ هٰذَا لَهٗوَ الْبَلٰۤءِ الْمُبِيْنِ ۝۱۰۳
فَدٰۤيْنُهُ بِذُنْحٍ عَظِيْمٍ ۝۱۰۴ وَ تَرَكُنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِيْنَ ۝۱۰۵ سَلَّمَ عَلٰی
اِبْرٰهِيْمَ ۝۱۰۶ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۰۷ اِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۰۸
وَ بَشَّرْنَاهُ بِاسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۱۰۹ وَ بَرَكْنَا عَلَیْهِ وَ عَلٰی اِسْحٰقَ
وَ مِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ مُبِيْنٌ ۝۱۱۰ ﴿

(الصف: ۹۹ تا ۱۱۳)

”اور اس نے کہا: میں تو ہجرت کر کے اپنے پروردگار کی طرف جانے والا ہوں، وہ ضرور میری رہنمائی کرے گا۔ اے میرے رب! مجھے نیک بخت اولاد عطا فرما۔ تو ہم نے اسے ایک بردبار بچے کی بشارت دی، پھر جب بچہ اتنی عمر کو پہنچا کہ اس کے ساتھ چلے پھرے تو ابراہیم نے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! میں خواب میں اپنے آپ کو تجھے ذبح کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ اب تو بتا کہ تیری کیا رائے ہے؟ بیٹے نے جواب دیا کہ: اے ابا جان! آپ کو جو حکم دیا جا رہا ہے اسے بجالائیے انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ غرض جب دونوں مطیع ہو گئے اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے ایک جانب گرا دیا تو ہم نے آواز دی کہ اے ابراہیم! یقیناً تو نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا، ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔ درحقیقت یہ کھلا امتحان تھا اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے دیا، اور ہم نے ان کا ذکر خیر پچھلوں میں باقی رکھا۔ ابراہیم پر سلام ہو ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں، بے شک وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھا۔ اور ہم نے اس کو اسحاق (بیٹے) کی بشارت دی اس حال میں کہ وہ نبی ہوگا اور صالح لوگوں میں سے ہوگا۔ اور ہم نے

ابراہیم واسحاق پر برکتیں نازل فرمائیں، ان دونوں کی اولادوں میں بعضے تو نیک بخت ہیں اور بعضے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں۔“
ایک مقام پر اللہ تعالیٰ ان کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَ اذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِسْمَاعِيْلَ ۚ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَ كَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝۵۹ وَ كَانَ يَأْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ ۖ وَ كَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ۝۶۰﴾ (مریم: ۵۵، ۵۶)

”اس کتاب میں اسماعیل کا واقعہ بھی بیان کرو، وہ بڑے ہی وعدے کے سچے تھے، رسول اور نبی بھی تھے۔ وہ اپنے گھر والوں کو برابر نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے۔ اور اپنے پروردگار کی بارگاہ میں پسند کیے ہوئے تھے۔“

8۔ سیدنا اسحاق علیہ السلام

سیدنا اسحاق علیہ السلام بھی ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے اور اسماعیل علیہ السلام کے چھوٹے بھائی ہیں۔ ان کو اللہ نے یہ اعزاز بھی بخشا ہے کہ ان کے بیٹے یعقوب، پوتے یوسف اور آگے چل کر ان کی اولاد میں موسیٰ و عیسیٰ، یحییٰ و زکریا علیہم السلام پیدا ہوئے، اور دیگر انبیاء بنی اسرائیل بھی انہیں کی اولاد سے ہیں۔

﴿وَ بَشِّرْهُۥ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۱۱۲ وَ بَرَكْنَا عَلٰیہٗ وَ عَلٰی اِسْحٰقَ ۚ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِهٖمَا مُّحْسِنٌ وَ ظٰلِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُّبِيْنٌ ۝۱۱۳﴾

(الصفت: ۱۱۲، ۱۱۳)

”اور ہم نے اس کو اسحاق نبی کی بشارت دی جو صالح لوگوں میں سے ہوگا۔ اور ہم نے ابراہیم واسحاق (علیہ السلام) پر برکتیں نازل فرمائیں، اور ان دونوں کی اولادوں میں بعض تو نیک بخت ہیں، اور بعض اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں۔“

اسحاق علیہ السلام کی پیدائش

﴿وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَى قَالُوا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ
فَمَا لَبِثَ أَنْ جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍ ﴿٦٩﴾ فَلَمَّا رَأَى أَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ
نَكَرَهُمْ وَأَوَّجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً قَالُوا لَا تَخَفْ إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَى قَوْمٍ
لُوطٍ ﴿٧٠﴾ وَامْرَأَتُهُ قَائِبَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنَا بِهَا يَاسْحَقُ ۖ وَمِنْ وَّرَاءِ
إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ ﴿٧١﴾ قَالَتْ يَوُيُّكُنِي ءَالِدٌ وَأَنَا عَجُوزٌ وَهَذَا بَعْلِي شَيْخًا
إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عَجِيبٌ ﴿٧٢﴾ قَالُوا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحِمْتُ اللَّهُ
وَبَرَكَّتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ ۖ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ﴿٧٣﴾﴾

(ہود: ۶۹ تا ۷۳)

”اور ہمارے بھیجے ہوئے پیغمبر ابراہیم کے پاس خوش خبری لے کر آئے، انہوں نے سلام کہا۔ اس نے کہا: سلام ہو اور بغیر کسی تاخیر کے بھنا ہوا بچہڑا لے آئے۔ اب جو دیکھا کہ ان کے ہاتھ بھی اس کی طرف نہیں پہنچ رہے تو انہیں اجنبی جان کر دل ہی دل میں ان سے ڈرنے لگے، انہوں نے کہا: ڈرو نہیں، ہم تو قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں، ان کی بیوی جو کھڑی ہوئی تھیں، وہ ہنس پڑی، تو ہم نے اسے اسحاق کی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی خوشخبری دی۔ وہ کہنے لگیں: میرے ہاں اولاد کیسے ہو سکتی ہے میں خود بڑھیا ہوں، اور یہ میرے خاوند بھی بہت بڑی عمر کے ہیں، یہ تو یقیناً بہت تعجب کی بات ہے۔ فرشتوں نے کہا: کیا تو اللہ کی قدرت پر تعجب کر رہی ہو، اے اس گھر کے لوگو تم پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں، بے شک وہ (اللہ) بے حد تعریف کیا گیا، بڑی شان والا ہے۔“

9۔ سیدنا شعیب علیہ السلام

اللہ کے نبی شعیب علیہ السلام بھی ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے مدیان بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں، ان کو اللہ نے اہل مدین کی طرف بھیجا، اور اصحاب الایکہ بھی انہی کی قوم پر بولا گیا ایکہ ایک درخت تھا ان کی قوم اس کی پوجا کیا کرتی تھی، اور آپ کو خطیب الانبیاء کا لقب بھی دیا گیا۔ ❶

اور ان کو لوط علیہ السلام کے بعد قریب کے زمانہ میں بھیجا گیا۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر، ص: ۲۴۴)

قرآن ان کا تعارف اور ان کی دعوت کا بیان کچھ یوں پیش کرتا ہے

﴿وَالِی مَدِیْنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا قَالَ یَقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ۚ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاقُوْا الْکَیْلَ وَالْهِیْزَانَ وَلَا تَبْخُسُوْا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝۸۵﴾ وَلَا تَقْعُدُوْا بِکُلِّ صِرَاطٍ تُوْعَدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنِ سَبِیْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَتَّبِعُوْهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْا اِذْ کُنْتُمْ قَلِیْلًا فَکَثَرْتُکُمْ ۚ وَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ ۝۸۶﴾ وَاِنْ کَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْکُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ یُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰی یُحْکَمَ اللّٰهُ بَیِّنَاتٍ ۚ وَهُوَ خَیْرُ الْحٰکِمِیْنَ ۝۸۷﴾ قَالَ الْمَلَا الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّکَ یُّشْعِیْبُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْیَتِنَا اَوْ لَنَعُوْدَنَّ فِیْ مِلَّتِنَا ۚ قَالَ اَوْ لَوْ کُنَّا کَرِهُیْنَ ۝۸۸﴾ قَدْ افْتَرٰیْنَا عَلٰی اللّٰهِ

كَذِبًا إِنَّ عِدَّتَا فِي مِلَّتِكُمْ بَعْدَ إِذْ نَجَّسْنَا اللَّهُ مِنْهَا وَمَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَعُودَ فِيهَا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّنَا وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا رَبُّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ ﴿٩٥﴾ وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لِبَنِ إِتْبَعْتُمْ شُعَيْبًا إِنَّكُمْ إِذَا لَخَسِرُونَ ﴿٩٦﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جُثَيَيْنَ ﴿٩٧﴾ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَانُوا لَمْ يَعْنُوا فِيهَا ۖ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَانُوا هُمُ الْخَاسِرِينَ ﴿٩٨﴾ فَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يَاقَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رَسُولَ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ فَكَيْفَ آسَى عَلَى قَوْمٍ كَافِرِينَ ﴿٩٩﴾﴾ (الاعراف: ٨٥ تا ٩٣)

”اور ہم نے مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔ انہوں نے فرمایا: اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے واضح دلیل آچکی ہے، پس تم ناپ اور تول پورا پورا کیا کرو، اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے مت دو، اور روئے زمین میں اس کے بعد کہ اس کی درستی کردی گئی فساد مت پھیلاؤ، یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم ایمان والے ہو۔ اور تم سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو کہ اللہ پر ایمان لانے والوں کو دھمکیاں دو، اور اللہ کی راہ سے روکو، اور اس میں کجی ڈھونڈتے رہو۔ اور اس حالت کو یاد کرو جب تم کم تھے، پھر اللہ نے تم کو زیادہ کر دیا اور دیکھو فساد کرنے والوں کا کیسا انجام ہوا، اور اگر تم میں سے کچھ لوگ اس حکم پر جس کو دے کر مجھے بھیجا گیا ایمان لے آئے ہیں اور کچھ ایمان نہیں لائے ہیں، تو ذرا ٹھہر جاؤ یہاں تک کہ ہمارے درمیان میں اللہ فیصلہ کر دے اور وہ سب فیصلہ

کرنے والوں سے بہتر ہے۔ اس قوم کے متکبر سرداروں نے کہا کہ اے شعیب! ہم آپ کو اور ان کو جو آپ کو اور جو آپ ساتھ ایمان والے ہیں اپنی بستی سے نکال دیں گے یا یہ کہ تم ہمارے مذہب میں پھر آ جاؤ۔ شعیب نے جواب دیا کہ اگرچہ ہم ناپسند کرنے والے ہوں؟ ہم تو اللہ تعالیٰ پر بڑی جھوٹی تہمت لگانے والے ہو جائیں گے۔ اگر ہم تمہارے مذہب میں آ جائیں، اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس سے نجات دی اور ہم سے ممکن نہیں کہ تمہارے مذہب میں پھر آ جائیں۔ ہمارے رب کا علم ہر چیز کو محیط ہے، ہم اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے مطابق فیصلہ کر دے اور تو سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے۔ اور ان کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا کہ اگر تم شعیب کی راہ پر چلو گے تو بے شک بڑا نقصان اٹھاؤ گے۔ پس ان کو زلزلے نے آ پکڑا سو وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے تھے۔ جنہوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی ان کی یہ حالت ہو گئی جیسے ان گھروں میں وہ کبھی رہے ہی نہ تھے۔ جنہوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی وہی خسارے میں پڑ گئے۔ اس وقت شعیب ان سے منہ موڑ کر چلے اور فرمانے لگے کہ اے میری قوم! میں نے تم کو اپنے پروردگار کے احکام پہنچا دیئے تھے اور میں نے تمہاری خیر خواہی کی تو میں نہ ماننے والوں پر کیوں رنج کروں۔“

10 و 11۔ سیدنا یعقوب علیہ السلام و سیدنا یوسف علیہ السلام

ان دونوں پیغمبروں کا ذکر بھی اللہ نے اپنے مقدس کلام میں کیا ہے۔ سیدنا یوسف علیہ السلام کے واقعے کو ”حسن القصص“ کہا گیا ہے۔ سورہ یوسف میں اس کا مفصل تذکرہ ہے۔ ایک دفعہ نبی مکرم ﷺ سے سوال ہوا:

((مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ؟ قَالَ: أَكْرَمُهُمْ اتَّقَاهُمْ، قَالُوا: يَا نَبِيَّ اللَّهِ،

لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسَأَلُكَ ، قَالَ : فَأَكْرَمُ النَّاسِ يُوسُفُ نَبِيُّ اللَّهِ ابْنُ نَبِيِّ اللَّهِ ابْنِ نَبِيِّ اللَّهِ ابْنِ خَلِيلِ اللَّهِ .)) ❶

”سب سے زیادہ معزز و شریف کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، جو سب سے زیادہ متقی ہو وہ سب سے زیادہ معزز ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، ہمارے سوال کا مطلب یہ نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا پھر سب سے زیادہ مکرم و محترم اور عزت و شرف والے اللہ کے نبی یوسف علیہ السلام ہیں کیونکہ وہ خود اللہ کے نبی ہیں، ان کے والد (یعقوب علیہ السلام) بھی اللہ کے نبی ہیں، پھر ان کے والد (یعنی یوسف علیہ السلام کے دادا اسحاق علیہ السلام) بھی اللہ کے نبی ہیں، پھر ان کے والد (ابراہیم علیہ السلام یوسف علیہ السلام کے پردادا ہیں وہ خلیل اللہ ہیں) تو ان سے بڑھ کر کوئی عزت و شرف مقام والا نہیں ہو سکتا ایسی نسبت کسی اور کو حاصل نہیں ہو سکتی۔“

ایک دوسری روایت میں نبی ﷺ نے یوسف علیہ السلام کو یوں خراج تحسین پیش فرمایا:

((وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السَّجْنِ طُولَ مَا لَبِثَ يُوسُفُ لَأَجَبْتُ الدَّاعِيَ)) ❷

”اور اگر میں اتنی میں مدت تک قید تک قید خانہ میں رہتا جتنی لمبی مدت یوسف علیہ السلام رہے تو ضرور میں بادشاہ کے قاصد کی بات مان لیتا۔“

تو ان سے بڑھ کر کوئی عزت و شرف و مقام والا نہیں ہو سکتا۔ ایسی نسبت کسی اور کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ اب ذرا ان دونوں معزز و محترم اور اللہ کے پاک پیغمبروں کا تذکرہ قرآن کی زبانی معلوم کرتے ہیں۔

یوسف علیہ السلام کا خواب اور احسانات باری تعالیٰ

﴿إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا

❶ صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قصۃ اسحاق بن ابراہیم، رقم: ۳۳۷۴.

❷ صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ونبیہم عن ضیف ابراہیم، رقم: ۳۳۷۲.

وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ رَأَيْتُهُمْ لِي سَجْدِينَ ﴿٤﴾ قَالَ يُبْنَىٰ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلَىٰ إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٥﴾ وَكَذَلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِ يَعْقُوبَ كَمَا أَتَمَّهَا عَلَىٰ أَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۖ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٦﴾

(یوسف : ۴ تا ۶)

”جب کہ یوسف نے اپنے باپ سے ذکر کیا کہ اے ابا جان! میں نے گیارہ ستاروں کو اور سورج اور چاند کو دیکھا کہ وہ سب مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ یعقوب نے کہا: میرے پیارے بچے! اپنے اس خواب کا ذکر اپنے بھائیوں سے نہ کرنا، ایسا نہ ہو کہ وہ تیرے ساتھ کوئی فریب کاری کریں۔ شیطان تو انسان کا صریح دشمن ہے۔ اور اسی طرح تجھے تیرا پروردگار (تجھے اپنے کام کے لیے) چن لے گا، اور تجھے باتوں کی اصل حقیقت (خوابوں کی تعبیر) بھی سکھائے گا، اور اپنی نعمت تجھ پر اور آل یعقوب پر پوری کرے گا۔ جیسا کہ اس نے پہلے تیرے دادا ابراہیم و اسحاق پر پوری کی یقیناً تیرا رب سب کچھ جاننے والا اور زبردست حکمت والا ہے۔“

گھ جوڑ اور سازش

﴿لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٍ لِلْمُتَذَكِّرِينَ﴾ ﴿٧﴾ إِذْ قَالُوا لِيُوسُفُ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِمَّا نَحْنُ عُصْبَةٌ ۚ إِنَّ أَبَانَا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿٨﴾ اقْتُلُوا يُوسُفَ أَوْ اطْرَحُوهُ أَرْضًا يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ أَبِيكُمْ وَتَكُونُوا مِنْ بَعْدِهِ قَوْمًا صَالِحِينَ ﴿٩﴾ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ لَا

تَقْتُلُوا يُوسُفَ وَالْقَوْهُ فِي غَيَبَتِ الْحُبِّ يَلْتَقِطُهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ

إِنْ كُنْتُمْ فَعِلَيْنَ ⑩ ﴿ (یوسف : ۷ تا ۱۰)

”یقیناً یوسف اور اس کے بھائیوں میں سوال کرنے والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جب کہ انہوں نے کہا کہ یوسف اور اس کا بھائی بہ نسبت ہمارے، باپ کو بہت زیادہ پیارا ہے حالانکہ ہم طاقتور جماعت ہیں، کوئی شک نہیں کہ ہمارا باپ صریح غلطی پر ہے۔ (آپس میں مشورہ کرتے ہوئے کہنے لگے) یوسف کو تو مار ہی ڈالو یا اسے نامعلوم جگہ پہنچا دو تا کہ تمہارے والد کا چہرہ صرف تمہاری ہی طرف ہو جائے۔ اس کے بعد تم نیک ہو جانا۔ ان میں سے ایک نے کہا: یوسف کو قتل تو نہ کرو، بلکہ اسے کسی گمنام اندھے کنوئیں میں پھینک دو، کوئی راہ چلتا قافلہ اسے لے جائے گا، اگر تمہیں کرنا ہی ہے تو یوں کرو۔“

یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا اعتماد دلانے کی کوشش کرنا اور والد کے خدشات

﴿قَالُوا يَا أَبَانَا مَا لَكَ لَا تَأْمَنَّا عَلَى يُوسُفَ وَإِنَّا لَهُ لَنَصْحُونَ ⑪

أَرْسَلَهُ مَعَنَا غَدًا يَرْتَع وَيَلْعَب وَإِنَّا لَهُ لَحَفِظُونَ ⑫ قَالَ إِنِّي لَيَحْزُنُنِي

أَنْ تَذَهَبُوا بِهِ وَآخَافُ أَنْ يَأْكُلَهُ الذِّئْبُ وَأَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُونَ ⑬

قَالُوا لَيْنِ أَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّا إِذًا لَّخٰسِرُونَ ⑭﴾

(یوسف : ۱۱ تا ۱۴)

”انہوں نے کہا: اے ہمارے باپ! آخر آپ یوسف کے بارے میں ہم پر اعتبار کیوں نہیں کرتے ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں۔ کل آپ اسے ضرور ہمارے ساتھ بھیج دیجیے کہ یہ خوب کھائے پیئے اور کھیلے، اس کی حفاظت کے ہم ذمہ دار ہیں۔ (یعقوب علیہ السلام نے) کہا: مجھے تو یہ بات سخت غمگین کرتی ہے کہ تم اسے ساتھ

لے جاؤ اور مجھے یہ بھی کھٹکا لگا رہے گا کہ تمہاری غفلت میں اسے بھیڑیا کھا جائے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم جیسی زور آور جماعت کی موجودگی میں بھی اگر اسے بھیڑیا کھا جائے پھر تو ہم بالکل نکلے ہیں۔“

یوسف علیہ السلام کنویں میں اور بھائی روتے ہوئے

﴿فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ وَاجْمَعُوا أَنْ يَجْعَلُوهُ فِي غِيَبَتِ الْجُبِّ ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِأَمْرِ هَذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝۱۵ وَجَاءُوا أَبَاهُمْ عِشَاءً يَبْكُونَ ۝۱۶ قَالُوا يَا أَبَانَا إِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَأَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَا أَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صَادِقِينَ ۝۱۷ وَجَاءُوا عَلَى قَمِيصِهِ بِدَمٍ كَذِبٍ ۚ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمُ الْأَفْسَكُ أَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ ۝۱۸﴾

(یوسف: ۱۵ تا ۱۸)

”پھر جب اسے لے چلے اور سب نے مل کر طے کر لیا کہ اسے اندھے کنویں میں ڈال دیں، ہم نے یوسف (علیہ السلام) کی طرف وحی کی کہ یقیناً وقت آ رہا ہے کہ تو انہیں اس ماجرا کی خبر اس حال میں دے گا کہ وہ جانتے ہی نہ ہوں گے، اور رات کے اندھیرے میں (وہ سب) اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے پہنچے، اور کہنے لگے کہ اباجی! ہم تو آپس میں دوڑ میں لگ گئے اور ہم نے یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا تو اسے کوئی بھیڑیا کھا گیا، آپ تو ہماری بات پر یقین کرنے والے نہیں خواہ ہم سچے ہی کیوں نہ ہوں۔ اور یوسف کے کرتے کو جھوٹ موٹ کے خون سے آلودہ بھی کر لائے تھے۔ باپ نے کہا: (حقیقت) یوں نہیں (جس طرح کہ تم کہہ رہے ہو) بلکہ تم نے اپنے دل ہی دل سے ایک

بات بنائی ہے۔ پس صبر ہی بہتر ہے اور تمہاری بنائی ہوئی باتوں پر اللہ ہی سے مدد کی طلب ہے۔“

یوسف علیہ السلام بازار مصر میں

﴿وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ فَأَدْلَى دَلْوَهُ قَالَ يَبُشْ رِي هَذَا غُلْمٌ ۖ وَأَسْرَوْهُ بِضَاعَةً ۖ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ۝١٤ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخِيسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ ۖ وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ ۝١٥ وَقَالَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْ مِصْرَ لَا مِرَاتٍ ۖ أَكْرَمْتِي مَثْوَاهُ عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَنِي أَوْ يَتَّخِذَهُ وَلَدًا ۖ وَكَذَلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهُ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ ۖ وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ ۖ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝١٦ وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ۖ وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝١٧﴾ (یوسف: ۱۹ تا ۲۲)

”اور ایک قافلہ آیا اور انہوں نے اپنے پانی لانے والے کو بھیجا، اس نے اپنا ڈول لٹکا دیا۔ وہ کہنے لگا: واہ واہ! خوشی کی بات ہے، یہ تو ایک لڑکا ہے۔ انہوں نے اسے مال تجارت قرار دے کر چھپا دیا، اور اللہ تعالیٰ اس سے باخبر تھا جو وہ کر رہے تھے، انہوں نے اسے بہت ہی ہلکی قیمت پر گنتی کے چند درہموں پر ہی بیچ ڈالا، وہ تو یوسف کے بارے میں بہت ہی بے رغبت تھے۔ مصر والوں میں سے جس نے اسے خریدا تھا، اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اسے بہت ہی عزت و احترام کے ساتھ رکھو، ممکن ہے کہ یہ ہمیں فائدہ پہنچائے یا اسے ہم اپنا بیٹا ہی بنالیں، یوں ہم نے مصر کی زمین میں یوسف کا قدم جما دیا کہ ہم اسے خواب کی تعبیر کا کچھ علم سکھادیں، اللہ اپنے ارادے پر غالب ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے، اور جب

(یوسف) پوری جوانی کی عمر کو پہنچا ہم نے اسے دانائی اور علم دیا، ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔“

ملکہ کی چالبازیاں اور اللہ کی مدد

﴿وَرَأَوْدَتُهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْت لَكَ ۚ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ ۖ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ۝ (۲۳) وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَنَّ رَأَا بُرْهَانَ رَبِّهِ ۖ كَذَلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَاءَ ۚ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ ۝ (۲۴) وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ ۖ وَالْفَيَاسُ يَنْبَغِيهَا لَكَا الْبَابُ ۖ قَالَتْ مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوءًا إِلَّا أَنْ يُسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ (۲۵) قَالَ هِيَ رَأَوْدَتُنِي عَنْ نَفْسِي وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا ۖ إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ (۲۶) وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ (۲۷) فَلَمَّا رَأَا قَمِيصَهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ مِنْ كَيْدِ كُنَّ ۖ إِنَّ كَيْدَ كُنَّ عَظِيمٌ ۝ (۲۸) يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هَذَا ۖ وَاسْتَغْفِرِي لِذَنْبِكِ ۖ إِنَّكَ كُنْتَ مِنَ الْخَاطِئِينَ ۝ (۲۹)﴾ (یوسف: ۲۳ تا ۲۹)

”اور جس عورت کے گھر میں وہ رہتے تھے، اس نے یوسف کو اپنی طرف ورغلا نا چاہا، اس نے دروازے بند کر لیے اور کہنے لگی: جلدی آ جاؤ، یوسف نے کہا: اللہ کی پناہ! میرے رب نے مجھے بہت اچھی منزلت بخشی ہے۔ ظالم لوگ یقیناً فلاح نہیں پاتے۔ چنانچہ اس عورت نے یوسف کا قصد کیا اور وہ بھی اس کا قصد کر لیتے اگر اپنے رب کی برہان نہ دیکھ لیتے۔ اس طرح ہم نے انہیں اس برائی اور بے

حیائی سے بچا لیا کیونکہ وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے تھے۔ پھر وہ دونوں دروازے کی طرف لپکے اور اس نے یوسف کو پیچھے سے کھینچ کر قمیض پھاڑ دی، انھوں نے اس کے خاوند کو دروازے کے پاس کھڑا پایا۔ تب کہنے لگی: جو تیری بیوی سے بُرا ارادہ رکھتا ہو، اس کا بدلہ اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ یا اس کو قید کر دیا جائے یا المناک سزا دی جائے۔ یوسف نے کہا: یہ عورت ہی مجھے پھسلا رہی تھی اور عورت کے قبیلے ہی کے ایک شخص نے گواہی دی کہ اگر اس کی قمیض آگے سے پھٹی ہوئی ہو تو عورت سچی ہے اور یوسف جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے۔ اور اگر اس کی قمیض پیچھے کی جانب سے پھٹی ہوئی ہے تو عورت جھوٹی ہے، اور یوسف سچوں میں سے ہیں۔ خاوند نے جو دیکھا کہ قمیض کچھلی جانب سے پھٹی ہوئی ہے تو صاف کہہ دیا کہ یہ تو تم عورتوں کے فریب میں سے ہے، بے شک تمہارا فریب بہت بڑا ہے۔ یوسف اس معاملے سے درگزر کرو اور عورت تو اپنے گناہ کی معافی مانگ۔ بے شک تو گناہ گاروں میں سے ہے۔“

یوسف علیہ السلام مصر کی عورتوں کے سامنے

﴿وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتْسَهَا عَنْ نَفْسِهِ ۖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۗ إِنَّا لَنَرَاهَا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝۳۰ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِنَّ وَأَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَأً وَآتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّينًا ۖ وَقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۖ فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ ۖ وَقُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا هَذَا بَشَرًا ۖ إِنْ هَذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ ۝۳۱ قَالَتْ فَذَلِكُنَّ الَّذِينَ لُبَّتْ لِي فِيهِ وَلَقَدْ رَاوَدْتُهُ عَنْ نَفْسِهِ فَاسْتَعْصَمَ ۖ وَلَئِن لَّمْ يَفْعَلْ مَا أَمَرُهُ لَيُصْجَنَنَّ وَلَيَكُونَا مِنَ الصَّغِيرِينَ ۝۳۲﴾ قَالَ

رَبِّ السَّجْنِ أَحَبُّ إِلَيَّ حَتَّى يَدْعُوَنِي إِلَيْهِ ۖ وَلَا تَصْرِفْ عَنِّي كَيْدَهُنَّ أَصْبُ إِلَيْهِنَّ وَأَكُنْ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٣٠﴾ فَاسْتَجَابَ لَهُ رَبُّهُ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ۖ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٣١﴾

(یوسف: ۳۰ تا ۳۴)

”اور شہر کی عورتوں میں چرچا ہونے لگا کہ عزیز کی بیوی اپنے جوان غلام کو اپنا مطلب نکالنے کے لیے بہلانے پھسلانے میں لگی رہتی ہے۔ اس کے دل میں یوسف کی محبت بیٹھ گئی ہے، ہمارے خیال میں تو وہ صریح غلطی میں ہے۔ اس نے جب ان کی پُر فریب غیبت کا حال سنا تو انہیں بلوا بھیجا اور ان کے لیے ایک مجلس مرتب کی اور ان میں سے ہر ایک کو چھری دی۔ اور کہا: اے یوسف! ان کے سامنے چلے آؤ، ان عورتوں نے جب اسے دیکھا، تو بہت بڑا جانا اور اپنے ہاتھ کاٹ لیے، اور زبان سے نکل گیا کہ ماشاء اللہ! یہ انسان تو ہرگز نہیں، یہ تو یقیناً کوئی بہت ہی بزرگ فرشتہ ہے۔ اس وقت عزیز مصر کی بیوی نے کہا: یہی ہے جن کے بارے میں تم مجھے طعنے دے رہی تھیں، میں نے ہر چند اس سے اپنا مطلب حاصل کرنا چاہا لیکن یہ بال بال بچا رہا اور جو کچھ اس سے کہہ رہی ہوں، اگر یہ نہ کرے گا تو یقیناً یہ قید کر دیا جائے گا اور بے شک یہ بہت ہی بے عزت ہوگا۔ یوسف نے دعا کی: اے میرے پروردگار! جس بات کی طرف عورتیں مجھے بلارہی ہیں، اس سے تو مجھے جیل خانہ بہت پسند ہے۔ اگر تو نے ان کا فریب مجھ سے دور نہ کیا تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا، اور میں نادانوں میں جا ملوں گا، اس کے رب نے اس کی دعا قبول کر لی، اور ان عورتوں کے داؤ پیچ اس سے پھیر دیئے۔ یقیناً وہ سننے والا جاننے والا ہے۔“

حدیث میں آتا ہے کہ:

((عن النبی ﷺ قَالَ: سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ:.....وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ.)) ❶

”سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اپنا سایہ عطا فرمائے گا..... ان میں سے ایک وہ شخص ہے جسے ایک ایسی عورت دعوت گناہ دے جو حسن و جمال سے آراستہ ہو اور جاہ و منصب کی بھی حامل ہو، لیکن وہ اس کے جواب میں یہ کہہ دے کہ میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں۔“

12۔ سیدنا ایوب علیہ السلام

سیدنا ایوب علیہ السلام کے متعلق یہ بات جاننا ضروری ہے کہ آپ علیہ السلام بہت مالدار تھے، اور آپ کا علاقہ حوران ثنیہ تھا ان کے صبر و شکر اور ان پر رب کے احسانات کو قرآن نے جا بجا بیان کیا ہے، اور نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ أَيُّوبَ نَبِيَّ اللَّهِ لَبِثَ فِي بَلَائِهِ ثَمَانَ عَشْرَةَ سَنَةً فَرَفَضَهُ الْقَرِيبُ وَالْبَعِيدُ إِلَّا رَجُلَيْنِ.....وَكَانَ يَخْرُجُ إِلَى حَاجَتِهِ، فَاذًا قَضَى حَاجَتَهُ، أَمَسَكَتْ امْرَأَتُهُ بِيَدِهِ، فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ أَبْطَأَ عَلَيْهَا، فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَى أَيُّوبَ فِي مَكَانِهِ ”أَرْكُضْ بِرِجْلِكَ هَذَا مُعْتَسِلٌ بَارِدٌ شَرَابٌ“ ص الآية: ٤٢) فَاسْتَبْطَأَتْهُ فَبَلَغَتْهُ، فَأَقْبَلَ عَلَيْهَا قَدْ أَذْهَبَ اللَّهُ مَابِهِ الْبَلَاءُ فَهُوَ أَحْسَنُ مَا كَانَ، فَلَمَّا رَأَتْهُ قَالَتْ: ائِى۔ بَارَكَ اللَّهُ فِيكَ! هَلْ رَأَيْتَ نَبِيَّ اللَّهِ۔ هَذَا الْمُبْتَلَى؟ وَاللَّهِ۔ عَلَى ذَلِكَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَشْبَهَ بِهِ مِنْكَ

❶ صحیح بخاری، کتاب الآذان، باب من جلس فی المسجد ينتظر الصلاة، رقم: ۶۶۰۔ صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب فضل اخفاء الصدقة۔

إِذَا كَانَ صَحِيحًا! قَالَ فَإِنِّي أَنَا هُوَ، وَكَانَ لَهُ أَنْدَرَانِ: أَنْدَرُ الْقُمْحِ وَأَنْدَرُ السَّعِيرِ، فَبَعَثَ اللَّهُ سَحَابَتَيْنِ، فَلَمَّا كَانَتْ أَحَدَاهُمَا عَلَى أَنْدَرِ الْقُمْحِ، أَفْرَعَتْ فِيهِ الذَّهَبَ حَتَّى فَاضَتْ، وَأَفْرَعَتْ الْآخَرَى عَلَى أَنْدَرِ السَّعِيرِ الْوَرِقَ حَتَّى فَاضَتْ. ۱

”اللہ کے نبی ایوب اٹھارہ سال بیماری میں رہے حتیٰ کہ دور قریب کے سب رشتہ دار سب چھوڑ گئے، دو آدمیوں کے علاوہ..... آپ جب قضائے حاجت کے لیے نکلتے فارغ ہوتے تو آپ ﷺ کی بیوی ہاتھ کا سہارا دیئے رتیں حتیٰ کہ آپ واپس آجاتے، ایک دن اس سے دیر ہوگئی تو اللہ نے وحی فرمائی ”اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ“ (ص: ۴۲) ”اپنا پاؤں زمین پر ماریئے، یہ نہانے اور پینے کے لیے ٹھنڈا پانی ہے“ بیوی دیر سے پہنچیں تو دیکھنے لگ گئیں، ایوب ﷺ اس کی طرف آئے جبکہ اللہ نے بیماری بالکل ختم کر دی، اور اب وہ بہت خوبصورت حالت میں تھے، بیوی آپ کو دیکھ کر کہنے لگیں، کیا آپ نے اللہ کے نبی کو دیکھا ہے جو یہاں بیماری کی حالت میں موجود تھے؟ اور اللہ کی قسم جب وہ صحیح تھے تو وہ آپ سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے تو (ایوب ﷺ نے) فرمایا وہ میں ہی ہوں۔

ایوب ﷺ کے دو کھلیان (وہ جگہ جہاں تھریشر، یا ویٹ مشین یا کسی دوسرے طریقے پر اناج بھس وغیرہ سے نکال کر ڈھیر لگایا جائے) تھے، ایک گندم کا اور دوسرا جو کا، اللہ تعالیٰ نے دو بادل بھیجے۔ ایک بادل گندم کے کھلیان پر آیا، اور اس نے سونا برسایا حتیٰ کہ وہ لبالب بھر گیا۔ پھر دوسرے نے جو کے کھیت پر چاندی برسائی۔ حتیٰ کہ وہ بھی فل چاندی سے بھر گیا۔“

آپ نے ملاحظہ کیا کہ آزمائش کے بعد رب تعالیٰ نے ان کو کتنا نوازا، اب ہم قرآن کی چند آیات ان کے متعلق بیان کرتے ہیں۔

ایوب علیہ السلام کا اللہ کا ادب، اور اللہ کی رحمت کی برکھا

﴿وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّحِيمِينَ ٨٣﴾
 فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِنْ ضِرٍّ وَأَتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُم
 مَعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرَىٰ لِلْعَبِيدِينَ ٨٤﴾ (الانبیاء: ٨٣ تا ٨٤)

”ایوب کی اس حالت کو یاد کرو جب کہ اس نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے یہ بیماری لگ گئی ہے اور تو رحم کرنے والوں میں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اور ہم نے ان کی سن لی اور جو دکھ انہیں تھا، اسے دور کر دیا، اور اس کو اہل و عیال عطا فرمائے بلکہ اپنی خاص مہربانی سے ان کے ساتھ ویسے ہی اور تاکہ سچے بندوں کے لیے سبب نصیحت ہو۔“

ایک مقام پر فرمایا:

﴿وَإِذْ كَرَّ عَبْدُنَا أَيُّوبُ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ
 وَعَذَابٍ ٣١ أُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هَذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ ٣٢ وَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِنَّا وَذِكْرَىٰ لِأُولَى
 الْأَلْبَابِ ٣٣ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنُطْ ٣٤ إِنَّا
 وَجَدْنَاهُ صَابِرًا نِّعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ ٣٥﴾ (ص: ٤١ تا ٤٤)

”اور ہمارے بندے ایوب کا بھی ذکر کرو جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے رنج اور دکھ پہنچایا ہے۔ (اللہ نے فرمایا) اپنا پاؤں مارو، یہ نہانے کا ٹھنڈا اور پینے کا پانی ہے، اور ہم نے اسے اس کا پورا کنبہ عطا فرمایا بلکہ اتنا ہی اور

بھی اس کے ساتھ اپنی رحمت سے اور عقل مندوں کی نصیحت کے لیے، اور اپنے ہاتھ میں تنکوں کا ایک مٹھالے کر مار دے اور قسم کا خلاف نہ کر، سچ تو یہ ہے کہ ہم نے اسے بڑا صابر بندہ پایا، وہ بڑا نیک بندہ تھا اور بڑا ہی رغبت رکھنے والا۔“

13۔ سیدنا یونس علیہ السلام

سیدنا یونس علیہ السلام کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ إِنِّي خَيْرٌ مِنْ يُوسُفَ بْنِ مَتَّى .)) ❶

”کسی بندے کے لیے لائق نہیں کہ وہ کہے میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔“

آپ کو اللہ تعالیٰ نے ارض موصل کے ایک شہر نینوی کی طرف نبی بنا کر بھیجا۔

یونس علیہ السلام کی دعا

﴿وَذَا النُّونِ إِذْ ذَهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَنْ لَنْ نَقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿۸۷﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَلِكَ نُخَيِّبُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۸۸﴾﴾

(الانبیاء: ۸۷ تا ۸۸)

”مچھلی والے (سیدنا یونس علیہ السلام) کو یاد کرو! جب کہ وہ غصے سے چل دیا اور خیال کیا کہ ہم اسے نہ پکڑیں گے۔ بالآخر وہ اندھیروں کے اندر پکار اٹھا کہ الہی تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے بے شک میں ظالموں میں سے ہو گیا۔ تو ہم نے اس کی پکار سن لی اور اسے غم سے نجات دے دی اور ہم ایمان والوں کو اسی طرح بچا لیا کرتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے سیدنا یونس علیہ السلام کی دعا قبول کی، اور اسے اندھیرے سے اور مچھلی کے پیٹ

❶ صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ ”وان یونس الخ“ رقم: ۳۴۱۳ و ۳۴۱۴.

سے نجات دے دی، اور فرمایا کہ جو بھی مومن ہمیں اس طرح شدا ند اور مصیبتوں میں پکارے گا، ہم اسے نجات دیں گے، حدیث میں بھی آتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((دَعْوَةُ ذِي النُّونِ إِذْ دَعَا وَهُوَ فِي بَطْنِ الْحُوتِ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ
سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ فَإِنَّهُ لَمَّا يَدْعُ بِهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ
فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا اسْتَجَابَ اللَّهُ لَهُ.)) ❶

”کہ جس مسلمان نے بھی اس دعا کے ساتھ کسی معاملے کے لیے دعا مانگی تو اللہ نے اسے قبول فرمایا ہے۔“

یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ سے نجات پانا

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۚ إِذْ أَبَقَ إِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ۚ
فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ ۚ فَالْتَقَمَهُ الْحُوتُ وَهُوَ مُلِيمٌ ۚ
فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ ۚ لَلَكَبْكُ فِي بَطْنِهِ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۚ
فَتَبَدَّلْنَاهُ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ سَقِيمٌ ۚ وَأَنْبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَقْطِينٍ ۚ
وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَى مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ ۚ فَآمَنُوا فَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ ۚ﴾

(الصف: ۱۳۹ تا ۱۴۸)

”اور یہ یونس نبیوں میں سے تھے۔ جب بھاگ پڑے بھری کشتی کی جانب، پھر قرعہ اندازی ہوئی تو یہ مغلوب ہو گئے۔ تو پھر انہیں مچھلی نے نگل لیا، اور وہ خود اپنے آپ کو ملامت کرنے لگ گئے۔ پس اگر یہ پاکی بیان کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو یہ اس دن تک اس کے پیٹ میں ہی رہتے جس دن مردے زندہ کیے

❶ سنن ترمذی، کتاب الدعوات، رقم: ۳۵۰۵۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

جائیں۔ پس اسے ہم چٹیل میدان میں ڈال دیا۔ اور اس وقت وہ بیمار تھے اور اس پر سایہ کرنے والا کدو کی قسم کا ایک درخت ہم نے اگادیا اور ہم نے اسے ایک لاکھ بلکہ اور زیادہ آدمیوں کی طرف بھیجا۔ پس وہ ایمان لائے اور ہم نے انہیں ایک زمانہ تک عیش و عشرت دی۔“

یونس علیہ السلام پر رب کا احسان اور چن لیا جانا

﴿فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ إِذْ نَادَى وَهُوَ مَكْظُومٌ ۚ لَوْلَا أَن تَدْرَكَهُ نِعْمَةٌ مِّن رَّبِّهِ لَنُبِذَ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ مَذْمُومٌ ۙ ۙ فَاجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَجَعَلَهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝۵۰﴾

(القلم: ۴۸ تا ۵۰)

”پس تم اپنے رب کے حکم کا صبر سے انتظار کرو اور مچھلی والے کی طرح نہ ہو جاؤ، جب کہ اس نے غم کی حالت میں دعا کی۔ اگر اسے اس کے رب کا احسان نہ پالیتا، تو یقیناً وہ برے حالوں میں بنجر زمین میں ڈال دیا جاتا۔ اسے اس کے رب نے پھر نواز اور اسے نیکو کاروں میں کر دیا۔“

﴿فَلَوْلَا كَانَتْ قَرِيَّةٌ أَمَنَتْ فَنَفَعَهَا إِيْمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ لَبَا أَمَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخُزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ ۙ ۙ﴾ (یونس: ۹۸)

”چنانچہ کوئی بستی ایمان نہ لائی کہ اس کا ایمان لانا اس کو نافع دینا سوائے یونس کی قوم کے۔ جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے رسوائی کے عذاب کو دنیوی زندگی میں ان سے ٹال دیا اور ان کو ایک خاص وقت تک کے لیے زندگی سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیا۔“

14 و 15۔ سیدنا موسیٰ و سیدنا ہارون علیہما السلام:

یہ دونوں بھی اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبروں میں سے تھے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کثرت سے قرآن میں آیا ہے، اور نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((النَّاسُ يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يَفِيْقُ، فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى أَخَذَ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِى أَفَاقَ قَبْلِى أَمْ جُوزَى بِصَعْقَةِ الطُّورِ.))^①

”قیامت کے دن سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے پھر سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا، اور دیکھوں گا کہ موسیٰ عرش کے پایوں میں سے ایک پایا تھا مے ہوئے ہیں، اب مجھے یہ معلوم نہیں کہ وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے ہوں یا (بے ہوش ہی نہ کیے گئے ہوں بلکہ) انہیں کوہ طور کی بے ہوشی کا بدلہ دیا گیا ہو۔“ اسی ہی باب کی حدیث، رقم: ۳۳۹۴، میں ہے کہ ”میں نے معراج والی رات موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، وہ ایک دبے پتے سیدھے بالوں والے آدمی ہیں، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قبیلہ شنوہ میں ہوں۔“^②

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

((اسْتَبَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ: وَالَّذِي اصْطَفَى مُحَمَّدًا ﷺ عَلَى الْعَالَمِينَ۔ فِي قَسَمٍ يُقْسَمُ بِهِ۔ فَقَالَ الْيَهُودِيُّ: وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْعَالَمِينَ، فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ عِنْدَ ذَلِكَ يَدَهُ فَلَطَمَ الْيَهُودِيَّ، فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ، فَقَالَ

① صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ ”وہل اتاک حدیث موسیٰ، رقم: ۳۳۹۸۔

② صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب وفاة موسیٰ، رقم: ۳۴۰۸۔

”لَا تَخَيِّرُونِي عَلَى مُوسَى فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ..... الخ.“

”مسلمانوں میں سے ایک آدمی کا ایک یہودی کے ساتھ جھگڑا ہو گیا مسلمان نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کو ساری دنیا میں برگزیدہ بنایا، قسم کھاتے ہوئے انہوں نے یہ کہا اس پر یہودی نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو ساری دنیا میں برگزیدہ بنایا، اس پر مسلمان نے اپنا ہاتھ اٹھا کر یہودی کو تھپڑ مار دیا، وہ یہودی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور اپنے اور مسلمان کے جھگڑے کی آپ کو خبر دی۔ آپ نے اسی موقع پر فرمایا کہ مجھے موسیٰ پر ترجیح نہ دیا کرو۔ لوگ قیامت کے دن بے ہوش..... الخ“

اب آپ قرآن سے چند آیات موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کے متعلق ملاحظہ فرمائیں۔

موسیٰ و ہارون علیہ السلام کو نبوت ملنا

﴿وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ مُوسَى إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا ۝۵۱ وَتَادِيْنُهُ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا ۝۵۲ وَهَبْنَا لَهُ مِنْ رَحْمَتِنَا أَخَاهُ هَارُونَ نَبِيًّا ۝۵۳﴾ (مریم: ۵۱ تا ۵۳)

”اس قرآن میں موسیٰ کا ذکر بھی کرو، جو چنا ہوا رسول اور نبی تھا۔ ہم نے اسے طور کی دائیں جانب سے پکارا اور راز گوئی کرتے ہوئے اسے قریب کر لیا اور اپنی خاص مہربانی سے اس کے بھائی کو نبوت عطا فرمائی۔“

طور سینا پر رب سے کلام اور معجزات کا ملنا

﴿فَلَمَّا قَضَىٰ مُوسَى الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهِ آنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ نَارًا ۚ قَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا ۖ لَعَلِّي آتِيكُمْ مِنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ جَذْوَةٍ مِنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ۝۵۴﴾

شَاطِئِ الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ أَنْ يُمُوسَى
إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ وَأَنْ أَلْقِي عَصَاكَ ۖ فَلَمَّا رَاَهَا تَهْتَزُّ
كَأَنَّمَا جَاءَنَّهُ وَتَّى مُدْبِرًا ۖ وَلَمْ يُعَقِّبْ ۖ يُمُوسَى أَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ إِنَّكَ
مِنَ الْآمِنِينَ ۝ أَسْلُكُ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخَرُّجَ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ
سُوءٍ ۖ وَاضْمُمُ إِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ ۖ فَذَنِكَ بُرْهَانِي مِنْ
رَبِّكَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ۝

(القصص: ۲۹ تا ۳۲)

”جب سیدنا موسیٰ نے مدت پوری کر لی اور اپنے گھر والوں کو لے کر چلے تو کوہ
طور کی طرف آگ دیکھی۔ اپنی بیوی سے کہنے لگے: ٹھہرو! میں نے آگ دیکھی
ہے، بہت ممکن ہے کہ میں وہاں سے کوئی خبر لاؤں یا آگ کا کوئی انگارہ لاؤں
تا کہ تم سینک لو۔ پس جب وہاں پہنچے تو اس بابرکت زمین کے میدان کے دائیں
کنارے کے درخت میں سے آواز دیئے گئے کہ اے موسیٰ! یقیناً میں ہی اللہ
ہوں سارے جہانوں کا پروردگار اور (یہ بھی آواز آئی) کہ اپنی لکڑی ڈال دے۔
پھر جب اسے دیکھا کہ وہ سانپ کی طرح پھن پھیلا رہی ہے تو وہ پیٹھ پھیر کر
واپس ہو گئے اور مڑ کر رخ بھی نہ کیا۔ ہم نے کہا: اے موسیٰ! آؤ، ڈرو مت یقیناً
تو ہر طرح امن والا ہے۔ اپنے ہاتھ کو اپنے گریبان میں ڈالو وہ بغیر کسی قسم کے
روگ و بیماری کے چمکتا ہوا نکلے گا، بالکل سفید اور انھوں نے خوف سے بچنے کے
لئے اپنے بازو اپنی طرف ہلائے، پس یہ دونوں معجزے تیرے لیے تیرے رب
کی طرف سے ہیں فرعون اور اس کی جماعت کی طرف، یقیناً وہ سب کے سب
بے حکم اور نافرمان لوگ ہیں۔“

معجزات موسیٰ علیہ السلام کی تعداد

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ فَمَسَّئِلَ بَنِي إِسْرَءِيلَ إِذْ جَاءَهُمْ فَقَالَ لَهُ فِرْعَوْنُ إِنِّي لَأَظُنُّكَ يُمُوسَىٰ مَسْحُورًا ۝۱۰۱﴾ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتُمَا أَنزَلَ هَؤُلَاءِ إِلَّا رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ بِصَآئِرٍ ۝۱۰۲ إِنِّي لَأَظُنُّكَ يُفِرُّ عَوْنٌ مَّتَابُورًا ۝۱۰۳﴾ (الاسراء: ۱۰۱ تا ۱۰۲)

”ہم نے موسیٰ کو نو معجزے بالکل صاف صاف عطا فرمائے، تو خود ہی بنی اسرائیل سے پوچھ لے کہ جب وہ ان کے پاس پہنچے تو فرعون بولا کہ اے موسیٰ! میرے خیال میں تجھ پر جادو کر دیا گیا ہے۔ موسیٰ نے جواب دیا کہ یہ تجھے علم ہو چکا ہے کہ آسمان وزمین کے پروردگار ہی نے نو معجزے دکھانے سمجھانے کو نازل فرمائے ہیں۔ اے فرعون! میں تجھے ہلاک کیا ہوا سمجھتا ہوں۔“

جادو گروں کا ایمان لانا اور فرعون کا انتقام

﴿فَأَتَيْنِ السَّحَرَةَ سَجْدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَ مُوسَى ۝۱۰۴﴾ قَالُوا آمَنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ أَدْنٰ لَكُمْ ۚ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السَّحْرَ ۚ فَلَا تُقِطِعْنَ آيِدِيكُمْ وَ أَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ۚ وَ لَا وَصَلَيْتِكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ ۚ وَ لِتَعْلَمَنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَ أَبْغَىٰ ۝۱۰۵﴾ قَالُوا لَنْ نُؤْثِرَكَ عَلَىٰ مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَ الَّذِي فَطَرَنَا فَاقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ ۚ إِنَّمَا تَقْضِي هَذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۝۱۰۶﴾ إِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا لِيُغْفِرَ لَنَا خَطِيئَتَنَا وَ مَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السَّحْرِ ۚ وَ اللَّهُ خَيْرٌ وَ أَبْغَىٰ ۝۱۰۷﴾ إِنَّهُ مَن يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَ لَا يَحْيَىٰ ۝۱۰۸﴾ وَ مَن

يَا أَيُّهَا مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَى ۖ
 جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاؤُ
 مَنْ تَزَكَّى ۖ ﴿٥٦﴾ (طہ: ۷۰ تا ۷۶)

”اب تو تمام جادوگر سجدے میں گر پڑے اور پکار اٹھے کہ ہم تو ہارون اور موسیٰ کے پروردگار پر ایمان لائے۔ فرعون کہنے لگا کہ کیا میری اجازت سے پہلے ہی تم اس پر ایمان لے آئے؟ یقیناً یہی تو تمہارا وہ بڑا بزرگ ہے جس نے تم سب کو جادو سکھایا ہے، سن لو! میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں ایک دوسرے کی مخالف جانب سے (یعنی سیدھا تو الٹا پاؤں و برعکس) کٹوا کر تم سب کو کھجور کے تنوں میں سولی پر لٹکوا دوں گا اور تمہیں پوری طرح معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کس کی مار زیادہ سخت اور دیر پا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ناممکن ہے کہ ہم تجھے ان دلیلوں پر ترجیح دیں اور جو ہمارے سامنے آچکیں اور اس اللہ پر (تجھ کو ترجیح دیں) جس نے ہمیں پیدا کیا ہے اب تو جو کچھ کرنے والا ہے کر گزر، تو جو کچھ بھی حکم چلا سکتا ہے چلا تیرا وہ اسی دنیوی زندگی میں ہی ہے، ہم اس امید سے اپنے پروردگار پر ایمان لائے ہیں کہ وہ ہماری خطائیں معاف فرمادے، اور جو کچھ تم نے ہم سے زبردستی کرایا ہے وہ تو جادو ہے، اللہ ہی بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔ بات یہی ہے کہ جو بھی گنہگار بن کر اللہ تعالیٰ کے ہاں جائے گا اس کے لیے دوزخ ہے، جہاں نہ موت ہوگی، اور نہ زندگی اور جو بھی اس کے پاس ایماندار ہو کر جائے گا، اور اس نے اعمال بھی نیک کیے ہوں گے، اس کے لیے بلند و بالا درجے ہیں۔ بیشکی والے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہی انعام ہے ہر اس شخص کا جو پاک ہوا ہے۔“

موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو وحی کی روشنی عطا ہونا

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاءً وَذِكْرًا لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٣٨﴾
الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُونَ ﴿٣٩﴾
وَهَٰذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ أَنزَلْنَاهُ أَفَأَنْتُمْ لَهُ مُنْكَرُونَ ﴿٤٠﴾﴾

(الانبیاء: ٤٨ تا ٥٠)

”یہ بالکل سچ ہے کہ ہم نے موسیٰ و ہارون کو فیصلے کرنے والی نورانی اور پرہیز گاروں کے لیے وعظ و نصیحت والی کتاب عطا فرمائی ہے۔ وہ لوگ اپنے رب سے بن دیکھے خوف کھاتے ہیں اور قیامت سے ڈرنے والے ہیں اور یہ نصیحت و برکت والا قرآن بھی ہم نے نازل کیا ہے، کیا تم اس کے منکر ہو۔“

موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کی کتاب کے ساتھ ان کی قوم کا سلوک

﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِذْ قَالُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ بَشَرٍ مِّن شَيْءٍ ۖ قُلْ مَنْ أَنزَلَ الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ بِهِ مُوسَىٰ نُورًا وَهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُونَهُ قَرَاطِيسٍ تُبْدُونَهَا وَتُخْفُونَ كَثِيرًا وَعُلِيَتْهُم مَّا لَمْ تَعْلَمُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ قُلِ اللَّهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ ﴿٩١﴾ وَهَٰذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَهُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ﴿٩٢﴾﴾ (الانعام: ٩١ تا ٩٢)

”اور انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جو اس کی قدر کرنے کا حق تھا، جب کہ یوں کہہ دیا کہ اللہ نے کسی بشر پر کوئی چیز نازل نہیں کی۔ آپ یہ کہیے کہ وہ کتاب کس نے نازل کی ہے جس کو موسیٰ لائے تھے، جس کی کیفیت یہ ہے کہ وہ نور ہے اور

لوگوں کے لیے وہ ہدایت ہے جس کو تم نے ان متفرق اوراق میں رکھ چھوڑا ہے۔ جن کو ظاہر کرتے ہو اور بہت سی باتوں کو چھپاتے ہو اور تم کو بہت سی ایسی باتیں بتائی گئیں ہیں جن کو نہ تم اور نہ تمہارے بڑے جانتے تھے۔ آپ کہہ دیجیے کہ اللہ نے نازل فرمایا ہے، پھر انہیں چھوڑ دے اپنی فضول بحث میں کھلتے رہیں۔ اور یہ بھی ایسی ہی کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے جو بڑی برکت والی ہے، اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور تاکہ آپ مکہ والوں کو اور اس پاس والوں کو ڈرائیں، اور جو لوگ آخرت کا یقین رکھتے ہیں ایسے لوگ اس پر ایمان لے آتے ہیں، اور وہ اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔“

تورات کا تعارف

﴿ثُمَّ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ تَمَامًا عَلَى الَّذِي أَحْسَنَ وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ﴿١٥٣﴾ وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿١٥٤﴾﴾

(الانعام: ١٥٤ تا ١٥٥)

”پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی جس سے اچھی طرح عمل کرنے والوں پر نعمت پوری ہو اور سب احکام کی تفصیل ہو جائے اور رہنمائی ہو اور رحمت ہو، تاکہ وہ لوگ اپنے رب کے ملنے پر یقین لائیں۔ اور یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے بھیجا بڑی خیر و برکت والی ہے اس کا اتباع کرو اور ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔“

موسیٰ و ہارون علیہما السلام تبلیغ کے لیے فرعون کے دربار میں

﴿وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي ﴿٣١﴾ اِذْهَبْ اَنْتَ وَ اَخُوكَ بِاَيَّتِي وَ لَا تَنْبِئَا فِي ذِكْرِ مِی ﴿٣٢﴾ اِذْهَبَا اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهُ طَغٰ ﴿٣٣﴾ فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّیِّنًا

لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَى ﴿٣٧﴾ قَالَا رَبَّنَا إِنَّنَا نَخَافُ أَنْ يُفْرِطَ عَلَيْنَا أَوْ أَنْ يَطْغَى ﴿٣٨﴾ قَالَ لَا تَخَافَا إِنِّي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَ أَرَى ﴿٣٩﴾ فَاقُولَا إِنَّا رَسُولَا رَبِّكَ فَأَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَءِيلَ وَلَا تَعَذِّبْهُمْ ۖ قَدْ جِئْنَاكَ بِآيَةٍ مِّنْ رَبِّكَ ۖ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى ﴿٤٠﴾ إِنَّا قَدْ أُوحِيَ إِلَيْنَا أَنَّ الْعَذَابَ عَلَى مَنْ كَذَّبَ وَ تَوَلَّى ﴿٤١﴾ قَالَ فَمَنْ رَبُّكُمَا يُمُوسَى ﴿٤٢﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَى ﴿٤٣﴾ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولَى ﴿٤٤﴾ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي فِي كِتَابٍ لَا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنْسَى ﴿٤٥﴾ ﴿طہ: ٤١ تا ٥٢﴾

”اور میں نے تجھے خاص اپنی ذات کے لیے پسند فرمایا ہے، اب تو اپنے بھائی سمیت میری نشانیاں لیے ہوئے جا اور خبردار میرے ذکر میں سستی نہ کرنا، تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ، اس نے بڑی سرکشی کی ہے، اسے نرمی سے سمجھاؤ کہ شاید وہ سمجھ جائے یا ڈر جائے۔ دونوں نے کہا: اے ہمارے رب ہمیں خوف ہے کہ کہیں فرعون ہم پر کوئی زیادتی نہ کرے یا اپنی سرکشی میں بڑھ نہ جائے۔ جواب ملا کہ تم مطلقاً خوف نہ کرو، میں اب تمہارے ساتھ ہوں اور سنتا دیکھتا رہوں گا۔ تم اس کے پاس جا کر کہو کہ ہم تیرے پروردگار کے پیغمبر ہیں تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے، ان کی سزائیں موقوف کر۔ ہم تو تیرے رب کی طرف سے نشانی لے کر آئے ہیں اور سلامتی اس کے لیے ہے جو ہدایت کا پابند ہو جائے۔ ہماری طرف وحی کی گئی ہے کہ جو جھٹلائے اور روگردانی کرے اس کے لیے عذاب ہے۔ فرعون نے پوچھا: اے موسیٰ! تم دونوں کا رب کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر ایک کو اس کی خاص صورت شکل عنایت

فرمائی، پھر راہ سمجھادی۔ اس نے کہا: اچھا یہ تو بتاؤ: اگلے زمانے والوں کا حال کیا ہونا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ان کا علم میرے رب کے ہاں کتاب میں موجود ہے، نہ تو میرا رب غلطی کرتا ہے اور نہ بھولتا ہے۔“

16۔ سیدنا الیاس علیہ السلام

ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ الیاس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے دمشق کے مغربی شہر بلعک کی طرف مبعوث فرمایا تھا۔ بلعک ایک بت کا نام تھا جس کی وہ پوجا کیا کرتے تھے، جس طرح کہ ذیل کی آیت سے واضح ہے۔ یہ شہر موجودہ اردن کے شمالی اضلاع پر مشتمل ہے۔ الیاس علیہ السلام کا ذکر قرآن میں صرف دو مقام پر ہے، ایک یہ درج مقام، اور دوسرا سورہ انعام آیت ۸۵ میں۔

الیاس علیہ السلام کی دعوت

﴿وَإِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۚ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ آلَا تَتَّقُونَ ۚ (۱۲۳) اتَّعْمُونَ بَعْلًا ۚ وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ ۚ (۱۲۴) اللَّهُ رَبُّكُمْ رَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ۚ (۱۲۵) فَكَذَّبُوهُ فَإِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ ۚ (۱۲۶) إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ۚ (۱۲۷) وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ۚ (۱۲۸) سَلَّمَ عَلَىٰ إِيَّاسِينَ ۚ (۱۲۹) إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۚ (۱۳۰) إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ۚ (۱۳۱)﴾

(الصفت: ۱۲۳ تا ۱۳۲)

”بے شک الیاس بھی پیغمبروں میں سے تھے جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم اللہ سے ڈرتے نہیں ہو۔ کیا تم بلعک (نامی بت) سے دعائیں کرتے ہو؟ اور سب سے بہتر خالق کو چھوڑ دیتے ہو؟ اللہ جو تمہارا اور تمہارے اگلے تمام باپ دادوں کا پالنہار ہے۔ لیکن قوم نے انہیں جھٹلایا۔ پس یقیناً وہ سب ضرور حاضر کیے جائیں گے۔ ہم نے الیاس کے ذکرِ خیر کو پچھلوں میں بھی باقی رکھا کہ

سلام ہوا یاسین پر۔ ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔ بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔“

17۔ سیدنا داؤد علیہ السلام

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((أَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللَّهِ صَلَاةُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَأَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللَّهِ صِيَامُ دَاوُدَ.))^①

”اللہ کو سب سے زیادہ پسندیدہ نماز داؤد علیہ السلام کی نماز ہے، اور سب سے زیادہ پسندیدہ روزے بھی داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں۔“

نیز نبی ﷺ نے ان کے بارے میں یہ بھی فرمایا:

((خُفِّفَ عَلَى دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْقُرْآنَ فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَوَا بِهِ فَتُسْرَجُ فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَبْلَ أَنْ تُسْرَجَ دَوَابُّهُ، وَلَا يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهِ.))^②

”داؤد علیہ السلام کے لیے قرآن (یعنی زبور) کی قرأت بہت آسان کر دی گئی تھی، چنانچہ وہ اپنی سواری پر زین کسے کا حکم دیتے اور زین کسے جانے سے پہلے ہی پوری زبور پڑھ لیتے، اور آپ ﷺ صرف اپنے ہاتھوں کی کمائی کھاتے تھے۔“

یہ تھے داؤد علیہ السلام کے متعلق نبی ﷺ کے چند فرامین، جبکہ قرآن میں بھی ان کی عبادت و ریاضت اور انابت الی اللہ کو بیان کیا گیا ہے۔ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

نبوت کا عطا ہونا اور جالوت کا قتل

﴿فَهَزَمُوهُمْ بِإِذْنِ اللَّهِ وَقَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ وَآتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ وَ

① صحیح بخاری، کتاب التہجد، قم: ۱۱۳۱۔

② صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قوله تعالى وَاَتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا، رقم: ۳۴۱۷۔

الْحِكْمَةُ وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ وَلَوْ لَا دَفَعُ اللَّهُ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلَكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿٢٥١﴾

(البقرہ: ۲۵۱)

”چنانچہ اللہ کے حکم سے انہوں نے جالوتیوں کو شکست دے دی، اور داؤد نے جالوت کو قتل کیا، اور اللہ نے داؤد کو مملکت و حکمت، اور جتنا کچھ چاہا علم بھی عطا فرمایا۔ اگر اللہ بعض (شر پسند) لوگوں کو بعض (صالح لوگوں کے ذریعے) سے بھٹاتا نہ رہتا تو زمین میں فساد پھیل جاتا، لیکن اللہ تعالیٰ دنیا والوں پر بڑا فضل و کرم کرنے والا ہے۔“

ان کے لیے اللہ کی طرف سے لوہے کا نرم ہو جانا

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِنَّا فَضْلًا لِيُجِبَالَ آوِيٍّ مَعَهُ وَالطَّيْرِ وَالنَّالَةِ الْحَدِيدِ ۝ أَنْ اْعْمَلْ سَبِغَتْ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاْعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝﴾ (سباء: ۱۰ تا ۱۱)

”اور ہم نے داؤد پر اپنا فضل کیا، (ہم نے کہا) اے پہاڑو! اس کے ساتھ تسبیح پڑھا کرو، اور پرندے بھی، اور ہم نے اس کے لیے لوہا نرم کر دیا کہ تو پوری پوری زرہیں بنا اور جوڑوں میں اندازہ رکھ اور تم سب نیک کام کرو۔ یقین مانو کہ میں تمہارے اعمال دیکھ رہا ہوں۔“

علامہ شوکانی اپنی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”آوِیِّی“ کے معنی ہیں تسبیح دہراؤ۔ یعنی پہاڑوں اور پرندوں کو ہم نے کہا چنانچہ یہ بھی داؤد کے ساتھ مصروف تسبیح ہو جاتے، اور ہم نے پرندے ان کے تابع کر دیے۔“ (فتح القدیر، للشوکانی)

اللہ تعالیٰ نے پرند اور پہاڑ تابع کر دیے

﴿إِصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَادْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝۱۶
إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعُشِيِّ ۝۱۷ وَالطَّيْرَ
مَحْشُورَةً كُلٌّ لَهُ أَوَّابٌ ۝۱۸ وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَأَتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَضَّلَ
الْحِطَابَ ۝۱۹﴾ (ص: ۱۷ تا ۲۰)

”آپ ان کی باتوں پر صبر کریں، اور بندے داؤد کو یاد کریں جو بڑی قوت والا تھا، یقیناً وہ بہت رجوع کرنے والا تھا، ہم نے پہاڑوں کو اس کے تابع کر رکھا تھا کہ اس کے ساتھ شام اور صبح کو تسبیح کرتے تھے۔ اور اڑتے پرندے جمع ہو کر سب کے سب اس کے زیر فرمان رہتے۔ اور ہم نے اس کی سلطنت کو مضبوط کر دیا تھا، اور اسے حکمت اور فیصلہ کن گفتگو عطا فرمائی۔“

۱۸۔ سیدنا سلیمان علیہ السلام

سیدنا سلیمان علیہ السلام کو نبوت کے ساتھ ساتھ بادشاہت سے بھی نوازا تھا۔ ان کی حکومت نہ صرف انسانوں بلکہ پرندوں، جانوروں، جنات پر بھی تھی۔ آپ معمار بیت المقدس بھی ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَمَّا فَرَعَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ مِنْ بِنَاءِ بَيْتِ
الْمُقَدَّسِ سَأَلَ اللَّهُ ثَلَاثًا: حُكْمًا يُصَادِفُ حُكْمَهُ، وَمُلْكًا لَا
يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ، وَلَا يَأْتِي هَذَا الْمَسْجِدَ أَحَدٌ لَا يُرِيدُ
إِلَّا الصَّلَاةَ فِيهِ۔ إِلَّا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ، فَقَالَ
النَّبِيُّ ﷺ: أَمَّا اثْنَتَانِ فَقَدْ أُعْطِيَهُمَا. وَارْجُوا أَنْ يَكُونَ قَدْ أُعْطِيَ
الثَّالِثَةُ.)) ❶

❶ سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ، رقم: ۱۴۰۸۔ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

”جب سلیمان بن داؤد علیہ السلام بیت المقدس کی تعمیر مکمل کر چکے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کا سوال کیا (۱) اے اللہ میرا فیصلہ تیرے فیصلہ کے موافق ہو (۲) مجھے ایسی حکومت دے جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو (یعنی ویسی حکومت میرے بعد کسی کو نہ ملے) ان کی یہ دونوں دعائیں قبول کر لی گئیں۔ اور تیسری دعاء انہوں نے یہ کی کہ کوئی بھی شخص صرف نماز کی غرض سے میری اس تعمیر کردہ مسجد میں آجائے تو اس کے تمام گناہ معاف فرما کر ایسے کر دینا گویا وہ ابھی پیدا ہوا ہے (نبی ﷺ نے فرمایا) میں یہ امید کرتا ہوں کہ یہ چیز بھی اللہ نے اُسے عطاء کی ہے۔“

اب آئیے قرآنی آیات کی روشنی میں ان کی سیرت و حالات کی ایک جھلک کو ملاحظہ کرتے ہیں۔

پرندوں اور جانوروں کی زبانوں کو سمجھنا

﴿وَرِثَ سُلَيْمَنُ دَاوُدَ وَقَالَ يَأَيُّهَا النَّاسُ عَلِمْنَا مِنْطِقَ الطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ﴾ ① وَحُشِرَ لِسُلَيْمَنَ جُنُودُهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ② حَتَّى إِذَا أَتَوْا عَلَى وَادِ النَّهْلِ ۖ قَالَتْ نَمْلَةٌ يَأَيُّهَا النَّهْلُ ادْخُلُوا مَسْكِنَكُمْ ۖ لَا يَحْطِئُكُمْ سُلَيْمَنُ وَجُنُودُهُ ۖ وَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ③ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَتِي وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ ④﴾ (النمل: ١٦ تا ١٩)

”اور داؤد کے وارث سلیمان ہوئے اور کہنے لگے: اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی

سکھائی گئی ہے اور ہم سب کچھ دیئے گئے ہیں۔ (جو ایک ریاست کو ضرورت ہوتا ہے) بے شک یہ واضح فضل الہی ہے۔ سلیمان کے سامنے ان کے تمام لشکر جنات اور انسان اور پرندے جمع کیے گئے ہر قسم الگ الگ کھڑی کر دی گئی۔ جب وہ چیونٹیوں کے میدان میں پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹیو! اپنے اپنے گھروں میں گھس جاؤ، ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں سلیمان اور اس کا لشکر تمہیں روند ڈالے، اس کی اس بات سے سیدنا سلیمان مسکرا کر ہنس دیئے اور دعا کرنے لگے کہ اے پروردگار! تو مجھے توفیق دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر بجلاؤں جو تو نے مجھ پر انعام کی ہیں اور میرے ماں باپ پر اور میں ایسے نیک اعمال کرتا رہوں جن سے تو خوش رہے مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں شامل کر لے۔“

جاسوس پرندے کی اطلاع

﴿وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدُودَ ۖ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ ۚ﴾ (۲۰) لَا عَذِيبَ لَهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَا أَذْبَحْتَهُ أَوْ لَيَأْتِيَنِي بِسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ﴿۲۱﴾ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ يَبْقِيْنَ ﴿۲۲﴾ إِنِّي وَجَدْتُ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ﴿۲۳﴾ وَجَدْتُنَّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّيْطٰنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ﴿۲۴﴾ أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السُّبُوتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ﴿۲۵﴾ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿۲۶﴾ قَالَ سَنَنْظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْكَذٰبِيْنَ ﴿۲۷﴾ ﴿(النمل: ۲۰ تا ۲۷)﴾

”آپ نے پرندوں کی دیکھ بھال کی اور فرمانے لگے یہ کیا بات کہ میں ہدہ کو نہیں دیکھتا؟ کیا واقعی وہ غیر حاضر ہے؟ یقیناً میں اسے سخت سزا دوں گا، یا اسے ذبح کر ڈالوں گا۔ یا میرے سامنے کوئی معقول وجہ بیان کرے۔ کچھ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ آکر اس نے کہا: میں ایک ایسی خبر لایا ہوں کہ تجھے اس کی خبر ہی نہیں۔ میں سب کی ایک سچی خبر آپ کے پاس لایا ہوں، میں نے دیکھا کہ ان کی بادشاہت ایک عورت کر رہی ہے جسے ہر قسم کی چیز سے کچھ نہ کچھ دیا گیا ہے، اور اس کا تخت بھی بڑی عظمت والا ہے۔ میں نے اسے اور اس کی قوم کو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہوئے پایا، شیطان نے ان کے کام انہیں بھلے کر کے دکھلا کر صحیح راہ سے روک دیا ہے۔ پس وہ ہدایت پر نہیں آتے کہ اسی اللہ کے لیے سجدہ کریں جو آسمانوں اور زمینوں کی پوشیدہ چیزوں کو باہر نکالتا ہے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو، اور ظاہر کرتے ہو وہ سب جانتا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہی عظمت والے عرشِ عظیم کا مالک ہے۔ سلیمان نے کہا: اب ہم دیکھیں گے کہ تو نے سچ کہا ہے یا تو جھوٹا ہے۔“

ہواؤں اور جنوں کا تابع ہونا

﴿وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحُ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَرَكْنَا فِيهَا وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمِينَ ۝۸۱ وَمِنَ الشَّيَاطِينِ مَن يَغْوُوْنَ لَهُ وَيَعْمَلُونَ عَمَلًا دُونَ ذَلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حَفِظِينَ ۝۸۲﴾

(الانبیاء: ۸۱ تا ۸۲)

”ہم نے تند و تیز ہواؤں کو سلیمان کے تابع کر دیا جو اس کے فرمان کے مطابق اس زمین کی طرف چلتی تھیں جہاں ہم نے برکت دے رکھی تھی، اور ہم ہر چیز سے باخبر اور دانائے ہیں۔ اسی طرح سے بہت سے شیاطین بھی ہم نے اس کے تابع کیے تھے جو اس کے فرمان سے غوطے لگاتے تھے، اور اس کے سوا بھی بہت سے

کام کرتے تھے، ان کے نگہبان ہم ہی تھے۔“
 سلیمان علیہ السلام کی موت اور جنوں کی عاجزی

﴿فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَى مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنْسَأَتَهُ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَنْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ ۝﴾ (سبا: ۱۴)

”پھر جب ہم نے ان پر موت کا حکم بھیج دیا تو ان کی خبر جنات کو کسی نے نہ دی۔
 بجز گھن (دیمک) کے کیڑے کے جو ان کی لکڑی کو کھا رہا تھا۔ پس جب سلیمان
 گر پڑے اُن جنوں نے جان لیا کہ اگر وہ غیب دان ہوتے تو اس ذلت کی
 مصیبت میں مبتلا نہ رہتے۔“

آزمائش کے بعد انعامات

﴿وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَآلَقَيْنَا عَلَى كُرْسِيِّهِ جَسَداً ثُمَّ أَنَابَ ۝ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ ۝ وَالشَّيَاطِينُ كُلٌّ بِنَاءٍ وَخَوَاصٍ ۝ وَآخَرِينَ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ۝ هَذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ إِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَّآبٍ ۝﴾ (ص: ۳۴ تا ۴۰)

”اور ہم نے سلیمان کی آزمائش کی اور ان کے تخت پر ایک جسم ڈال دیا۔ پھر اس
 نے رجوع کیا۔ کہا کہ اے میرے رب! مجھے بخش دے اور مجھے ایسا ملک عطا فرما
 کہ جو میرے سوا کسی شخص کے لائق نہ ہو، تو بڑا ہی دینے والا ہے۔ پس ہم نے ہوا
 کو ان کے ماتحت کر دیا، وہ آپ کے حکم سے جہاں آپ چاہتے بہ نرمی پہنچا دیا

کرتی تھی۔ اور طاقت ور جنات کو بھی ان کا ماتحت کر دیا ہر عمارت بنانے والے کو، اور غوطہ خور کو، اور دوسرے جنات کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے رہتے۔ یہ ہمارا عطیہ ہے اب تو احسان کر یا روک رکھ کچھ حساب نہیں۔ ان (سلیمان) کے لیے ہمارے پاس بڑا القرب ہے اور بہت اچھا ٹھکانہ ہے۔“

19 و 20۔ سیدنا زکریا و یحییٰ علیہما السلام

یہ دونوں انبیاء باپ بیٹا ہیں، زکریا علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے بڑھاپے میں اولاد عطاء فرمائی، اور اس کا نام بھی رب تعالیٰ نے خود رکھا، اس کے علاوہ قرآن میں ان کے بہت سارے فضائل بیان ہوئے ہیں۔ اور احادیث نبوی میں بھی مختلف اعزازات بیان ہوئے ہیں جن کو اختصار سے ذکر کرنا بہتر ہوگا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كَانَ زَكَرِيَّا نَجَّارًا.)) ❶

”زکریا (علیہ السلام) بڑھئی تھے۔“

نبی علیہ السلام کی ایک دوسری حدیث میں ہے:

((إِنَّ مِنْ أَطْيَبِ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ: مِنْ كَسْبِهِ.)) ❷

”انسان کا سب سے پاکیزہ کھانا اس کا اپنے ہاتھ سے کمایا ہوا ہے۔“

جہاں قرآن نے یحییٰ علیہ السلام کو سید اوصیاء اور حضور اکہا، وہاں نبی علیہ السلام نے ان کا یوں تذکرہ فرمایا:

((الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَ الشَّبَابِ أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَّا ابْنُ الْحَالَةِ

عَيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَيَحْيَى ابْنُ زَكَرِيَّا.)) ❸

❶ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضائل زکریا علیہ السلام، رقم: ۲۳۷۹۔

❷ سنن ابوداؤد، کتاب البیوع، باب فی الرجل یاکل من مال ولده رقم: ۳۵۲۸۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❸ صحیح ابن حبان، رقم: ۶۹۲۰، مع التعلیقات الحسان۔ مستدرک حاکم: ۱۶۶/۳، رقم: ۴۸۳۱۔ سلسلۃ الصحیحۃ، رقم: ۷۹۶۔

”حسن و حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہوں گے سوائے دو خالہ زاد بھائیوں، عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے۔“
اب قرآن کی روشنی میں ان دو عظیم باپ بیٹے کے چند فضائل و مناقب اور اللہ کی طرف سے عطا کردہ اعزازات کو ملاحظہ فرمائیں۔

دعاء زکریا اور پیدائش یحییٰ علیہما السلام اور عطاء نبوت

﴿كَهَيْعَصَ ۝١ ذِكْرَ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا ۝٢ اِذْ نَادَى رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا ۝٣ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَ اَسْتَعَلَ الرَّاسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَفِیًّا ۝٤ وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآئِیْ وَ كَاَنْتَ اَمْرًاۤیْ عَاقِرًا فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا ۝٥ یٰرَبُّیْ وَ یَرِثْ مِنْ اِلٰی یَعْقُوبَ ۝٦ وَ اجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا ۝٧ یٰزَكَرِیَّا اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَمٍ اَسْمُهُ یَحْیٰی لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا ۝٨ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ یَكُوْنُ لِیْ غُلَمٌ وَ كَاَنْتَ اَمْرًاۤیْ عَاقِرًا وَّ قَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِیًّا ۝٩ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِیْ اٰیَةً ۝١٠ قَالَ اٰیَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا ۝١١ فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰی اِلَیْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّ عَشِیًّا ۝١٢ یٰحْیٰی خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ وَّ اٰتٰیْنٰهُ الْحِكْمَ صَبِیًّا ۝١٣ وَ حَمٰنًا مِّنْ لَّدُنَّا وَ زَكٰوَةً ۝١٤ وَ كَانَ تَقِیًّا ۝١٥ وَ بَرًّاۤا بِوَالِدَیْهِ وَ لَمْ یَكُنْ جَبَّارًا عَصِیًّا ۝١٦ وَ سَلَّمَ عَلَیْهِ یَوْمَ وُلِدَ وَ یَوْمَ یَمُوتُ وَ یَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا ۝١٧﴾ (مریم: ۱ تا ۱۵)

”کھئی عَص۔ یہ تیرے پروردگار کی مہربانی کا ذکر ہے جو اس نے اپنے بندے

زکریا پر کی تھی، جب کہ اس نے اپنے رب سے چپکے چپکے دعا کی تھی۔ کہ اے میرے پروردگار! میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور سر بڑھاپے کی وجہ سے بھڑک اٹھا ہے (یعنی بہت زیادہ سفید ہو گیا ہے) لیکن میں کبھی بھی تجھ سے دعا کر کے محروم نہیں رہا۔ مجھے اپنے مرنے کے بعد اپنے قرابت والوں کا ڈر ہے۔ میری بیوی بھی بانجھ ہے، پس تو مجھے اپنے پاس سے وارث عطا فرما جو میرا بھی وارث ہو اور یعقوب کے خاندان کا بھی جانشین۔ اور میرے رب! تو اسے مقبول بندہ بنالے۔ (اللہ نے وحی فرمائی) اے زکریا! ہم تجھے ایک بچے کی خوش خبری دیتے ہیں جس کا نام تحسین ہے ہم نے اس سے پہلے اس کا ہم نام بھی کسی کو نہیں کیا۔ زکریا کہنے لگے: میرے رب! میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا، میری بیوی بانجھ اور میں خود بڑھاپے کے انتہائی ضعف کو پہنچ چکا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ وعدہ اسی طرح ہو چکا، تیرے رب نے فرمادیا ہے کہ مجھ پر تو یہ بالکل آسان ہے اور تو خود جب کہ کچھ نہ تھا میں تجھے پیدا کر چکا ہوں۔ کہنے لگے: میرے پروردگار! میرے لیے کوئی علامت مقرر فرمادے۔ ارشاد ہوا کہ تیرے لیے علامت یہ ہے کہ باوجود بھلا چنگا ہونے کے تو تین راتوں تک کسی شخص سے بول نہ سکے گا، اب زکریا اپنے حجرے سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آکر انہیں اشارہ کرتے ہیں کہ تم صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرو۔ اے یحییٰ! میری کتاب کو مضبوطی سے تھام لے، اور ہم نے اسے لڑکپن ہی سے دانائی عطا فرمادی۔ اور اپنے پاس سے شفقت اور پاکیزگی بھی۔ وہ پرہیزگار تھا۔ اور اپنے ماں باپ سے نیک سلو کرنے والا تھا۔ وہ سرکش اور گنہگار نہ تھا۔ اس پر سلام ہے جس دن وہ پیدا ہوا، اور جس دن وہ مرے اور جس دن وہ زندہ کر کے اٹھایا جائے۔“

علامہ شوکانی لکھتے ہیں:

”عَاقِرٌ“ اس عورت کو بھی کہتے ہیں جو بڑھاپے کی وجہ سے اولاد جننے کی صلاحیت سے محروم ہو چکی ہو، اور اس کو بھی کہتے ہیں جو شروع سے ہی بانجھ ہو۔

یہاں یہ دوسرے معنی میں ہی ہے۔ جو لکڑی سوکھ جائے اسے ”عتیا“ کہتے ہیں، مراد پڑھاپے کا آخری درجہ ہے جس میں ہڈیاں اکڑ جاتی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ میری بیوی تو جوانی سے ہی بانجھ ہے، اور میں بڑھاپے کے انتہائی آخری درجے کو پہنچ چکا ہوں۔ اب اولاد کیسے ممکن ہے؟ کہا جاتا ہے، سیدنا زکریا کی بیوی کا نام اشاع ہے، لیکن زیادہ صحیح قول یہ لگتا ہے کہ اشاع بھی عمران کی دختر ہیں جو سیدہ مریم کے والد تھے یوں سیدنا یحییٰ اور سیدنا عیسیٰ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں۔ صحیح حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔“ (فتح القدیر، بلشوکانی)

پیدائش یحییٰ علیہ السلام کے آثار

﴿فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ ۖ وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۖ وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۖ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۖ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۖ قَالَ بِمَرِّمٍ أَتَىٰ لَكَ هَذَا ۖ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۖ ﴿٣٦﴾ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۖ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۖ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ۖ ﴿٣٧﴾ فَدَاثَنُ الْمَلَكُ وَهُوَ قَائِمٌ فِي الْمِحْرَابِ ۖ أَنْ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِنَ الصَّالِحِينَ ۖ ﴿٣٨﴾ قَالَ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَأَتِي عَاقِرٌ ۖ قَالَ كَذَلِكِ اللَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ۖ ﴿٣٩﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِي آيَةً ۖ قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا رَمْرًا ۖ وَادْكُرْ رَبَّكَ كَثِيرًا وَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ۖ ﴿٤٠﴾﴾ (آل عمران: ۳۷ تا ۴۱)

”پس اسے اس کے پروردگار نے اچھی طرح قبول فرمایا، اور اسے بہترین پرورش

دی۔ اس کی خیر خبر لینے والا زکریا کو بنایا۔ جب کبھی زکریا ان کے حجرے میں جاتے ان کے پاس روزی رکھی ہوئی پاتے۔ وہ پوچھتے: اے مریم! یہ روزی تمہارے پاس کہاں سے آئی؟ وہ جواب دیتیں کہ یہ اللہ کے پاس سے ہے، بے شک اللہ جسے چاہے بے شمار روزی دے۔ اسی جگہ زکریا نے اپنے رب سے دعا کی، کہا کہ اے میرے پروردگار! مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما، بے شک تو دعا کا سننے والا ہے۔ پس فرشتوں نے اسے آواز دی جب کہ وہ حجرے میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، کہ اللہ تجھی کی یقینی خوش خبری دیتا ہے جو اللہ کے کلمہ کی تصدیق کرنے والا، سردار، اپنے آپ پر بہت ضبط رکھنے والا اور نیک لوگوں میں سے نبی ہے، کہنے لگے: اے میرے رب! میرے ہاں بچہ کیسے ہوگا؟ میں بالکل بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے فرمایا: اسی طرح اللہ تعالیٰ جو چاہے کرتا ہے۔ کہنے لگے: پروردگار! میرے لیے اس کی کوئی نشانی مقرر کر دے۔ فرمایا: نشانی یہ ہے کہ تین دن تک تو لوگوں سے بات نہ کر سکے گا۔ صرف اشارے سے سمجھائے گا۔ تو اپنے رب کا ذکر کثرت سے کر اور صبح و شام اسی کی تسبیح بیان کرتا رہ۔“

سیدنا زکریا علیہ السلام نے جو اپنے رب سے دعا کی قرآن اس کا ذکر یوں کرتا ہے:

﴿وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَى رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ ٩٨ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَىٰ وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ ٩٩ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسْرِ عُونَ فِي الْحَيَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا ١٠٠ وَكَانُوا لَنَا خِشَعِينَ ١٠١﴾ (الانبیاء: ۸۹ تا ۹۰)

”اور زکریا کو یاد کرو جب اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ اے میرے پروردگار مجھے تنہا نہ چھوڑ، تو سب سے بہتر وارث ہے۔ تو ہم نے اس کی دعا قبول فرما کر اسے یحییٰ عطا فرمایا اور ان کی بیوی کو ان کے لیے درست کر دیا۔ یہ بزرگ لوگ نیک کاموں کی طرف جلدی کرتے تھے اور ہمیں لالچ طمع اور ڈر خوف سے

پکارتے تھے۔ اور ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے۔“

ایک جگہ سیدنا زکریا، سیدنا یحییٰ علیہ السلام، سیدنا عیسیٰ اور سیدنا الیاس علیہم السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ وَإِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِينَ﴾ (الانعام: ۸۵)

”اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس، سب نیک لوگوں میں سے تھے۔“

21۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے جلیل القدر پیغمبروں میں سے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی کتاب انجیل نازل کی، اور وہ آسمانوں میں ابھی بھی زندہ ہیں۔ قرب قیامت اللہ تعالیٰ دوبارہ ان کو اتارے گا، اور وہ آ کر دجال کو قتل کریں گے، اور چالیس سالہ زندگی گزار کر اس دار فانی سے رفیق اعلیٰ کی طرف منتقل ہو جائیں گے یعنی وفات پا جائیں گے۔ اب آئیے ان کے بارے میں قرآن مجید کی چند آیات پڑھتے ہیں۔

رسالت، دعوت و معجزات

﴿وَ إِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَ طَهَّرَكِ وَ اصْطَفٰكِ عَلٰٓى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۳۱ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِي لِرَبِّكِ وَ اسْجُدِي وَ ارْكَعِيْ مَعَ الرَّاكِعِيْنَ ۝۳۲ ذٰلِكَ مِنْ اَنْبِآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ وَ مَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَتَيْتُهمْ يَكُفُلُ مَرْيَمَ وَ مَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝۳۳ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يَبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيسٰى ابْنُ مَرْيَمَ وَ جِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ وَ مِنَ الْمَقْرَبِيْنَ ۝۳۴ وَ يَكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَ كَهْلًا ۖ وَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۳۵﴾ قَالَتْ رَبِّ اِنِّىْ يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَلٰكِنْ لَّمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ۖ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ اِذَا قَضٰى اَمْرًا فَاِمَّا مَّا

يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٣٨﴾ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ ﴿٣٩﴾ وَرَسُولًا إِلَى بَنِي إِسْرَءِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطَّلِينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَةَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ وَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدْخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ ۖ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لَكُمْ إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٤٠﴾ وَمُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَلَا حِلَّ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ ۖ وَجِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا رَسُولَ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿٤١﴾ ﴿آل عمران: ٤٢ تا ٥١﴾

”اور جب فرشتوں نے کہا: اے مریم! اللہ تعالیٰ نے تجھے برگزیدہ کر لیا، اور تجھے پاک کر دیا، اور سارے جہان کی عورتوں میں سے تیرا انتخاب کر لیا۔ اے مریم! تو اپنے رب کی اطاعت کر، اور سجدہ، اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر۔ یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جسے ہم تیری طرف وحی سے پہنچاتے ہیں، تو ان کے پاس نہ تھا جب کہ وہ اپنے قلم ڈال رہے تھے کہ مریم کو ان میں سے کون پالے گا؟ اور نہ تو ان کے جھگڑے کے وقت ان کے پاس تھا؟ جب فرشتوں نے کہا، اے مریم! اللہ تجھے اپنے ایک کلمے کی خوش خبری دیتا ہے، جس کا نام مسیح بن مریم ہے، جو دنیا اور آخرت میں ذی عزت ہے، اور وہ میرے مقربین میں سے ہے۔ وہ لوگوں سے اپنے گہوارے (پنگھوڑا گود) میں اور ادھیڑ عمر میں بھی باتیں کرے گا، اور وہ نیک لوگوں میں سے ہوگا۔ کہنے لگی: الہی! مجھے لڑکا کیسے ہوگا؟ حالانکہ مجھے تو کسی انسان نے ہاتھ بھی نہیں لگایا، فرشتے نے کہا: اسی طرح اللہ تعالیٰ جو چاہے پیدا کرتا ہے، جب وہ کسی کام کو کرنا چاہتا ہے کہ صرف یہ کہہ دیتا

ہے کہ ہو جاوہ ہو جاتا ہے۔ اللہ اسے لکھنا اور حکمت اور توراۃ اور انجیل سکھائے گا۔ اور بنی اسرائیل کی طرف رسول ہوگا (عیسیٰ علیہ السلام نے کہا) میں تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانیاں لایا ہوں۔ میں تمہارے لیے پرندے کی شکل کی طرح مٹی کا پرندہ بناتا ہوں، پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے میں مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو اچھا کر دیتا ہوں، اور مردے کو زندہ کر دیتا ہوں، اور جو کچھ تم کھاؤ اور جو اپنے گھروں میں ذخیرہ کرو میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ اس میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے۔ اگر تم ایماندار ہو اور میں تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں جو میرے سامنے ہے، اور میں اس لئے آیا ہوں کہ تم پر بعض وہ چیزیں حلال کر دوں جو تم پر حرام کر دی گئیں ہیں، اور میں تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانی لایا ہوں اس لیے تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اور میری فرمانبرداری کرو۔ یقین مانو میرا اور تمہارا رب اللہ ہی ہے، تم سب اسی کی عبادت کرو، یہی سیدھی راہ ہے۔“

عیسیٰ علیہ السلام کو الہ سمجھنے والوں کے لیے تنبیہ

﴿ذٰلِكَ نَتْلُوهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰلِیِّتِ وَ الدِّکْرِ الْحٰکِمِ ۝۵۸ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ۚ خَلَقْنٰهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ کُنْ فِیْکُوْنُ ۝۵۹ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ فَلَا تَکُنْ مِنَ الْمُبْتَرِیْنَ ۝۶۰ فَمَنْ حَاجَّکَ فِیْہِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اٰبْنَاءَنَا وَ اٰبْنَاءَکُمْ وَ نِسَاءَنَا وَ نِسَاءَکُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَکُمْ ۚ ثُمَّ نَبْتَہِلْ فَنَجْعَلُ لِّلْعٰتِ اللّٰہِ عَلٰی الْکٰذِبِیْنَ ۝۶۱ اِنَّ هٰذَا لَہُوَ الْقَصْصُ الْحَقُّ ۚ وَ مَا مِنْ اِلٰہٍ اِلَّا اللّٰہُ ۚ وَ اِنَّ اللّٰہَ لَہُوَ الْعَزِیْزُ الْحٰکِیْمُ ۝۶۲ فَاِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ بِالْمُفْسِدِیْنَ ۝۶۳﴾ (آل عمران: ۵۸ تا ۶۳)

”یہ جسے ہم تیرے سامنے پڑھ رہے ہیں آیتیں ہیں، اور حکمت والی نصیحتیں ہیں۔“

یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ کی مثال ہو بہو آدم کی مثال ہے جسے مٹی سے پیدا کر کے کہہ دیا کہ ہو جا، پس وہ ہو گیا۔ تیرے رب کی طرف سے حق یہی ہے، خبردار! شک کرنے والوں میں نہ ہونا۔ اس لیے جو شخص آپ کے پاس اس علم کے آجانے کے بعد بھی آپ سے اس میں جھگڑے تو آپ کہہ دیں کہ آؤ، ہم تم اپنے اپنے فرزندوں کو، اور ہم تم اپنی اپنی عورتوں کو، اور ہم تم خاص اپنی اپنی جانوں کو بلا لیں، پھر ہم عاجزی کے ساتھ التجا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔ یقیناً صرف یہی سچا بیان ہے، اور کوئی معبود برحق نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے، اور بے شک غالب اور حکمت والا اللہ ہی ہے۔ پھر بھی اگر قبول نہ کریں تو اللہ بھی صحیح طور پر فساد یوں کو جاننے والا ہے۔“

عیسیٰ علیہ السلام الہ نہیں بلکہ رسول اور اللہ کے بندے ہیں

﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْفَهُآ إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۚ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ ۚ إِنْتَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَهُ وَاحِدٌ ۖ سُبْحَنَهُ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ ۚ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ۚ﴾ (٤١) لَنْ يَسْتَنْكِفَ الْمَسِيحُ أَنْ يَكُونَ عَبْدًا لِلَّهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ ۚ وَمَنْ يَسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ إِلَيْهِ جَمِيعًا ۚ (٤٢) فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهِ ۚ وَأَمَّا الَّذِينَ اسْتَنكَفُوا وَاسْتَكْبَرُوا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۚ﴾ (٤٣)

(النساء: ١٧١ تا ١٧٣)

”اے اہل کتاب! اپنے دین کے بارے میں حد سے نہ گزر جاؤ، اور اللہ پر سوائے حق کے اور کچھ نہ کہو۔ مسیح عیسیٰ بن مریم تو صرف اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اس کے کلمہ (کن سے پیدا شدہ) ہیں، جسے مریم علیہا السلام کی طرف ڈال دیا تھا، اور اس کی طرف سے ایک روح ہے۔ اس لیے تم اللہ کو، اور اس کے سب رسولوں کو مانو، اور نہ کہو کہ اللہ تین ہیں، اس سے باز آ جاؤ کہ تمہارے لیے بہتری ہے۔ اللہ تو صرف ایک ہی معبود برحق ہے، اور وہ اس سے پاک ہے کہ اس کی اولاد ہو، اسی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے، اور جو کچھ زمین میں ہے، اور اللہ کافی ہے کام بنانے والا۔ مسیح کو اللہ کا بندہ ہونے میں عار نہیں، نہ مقرب فرشتوں کو اس کی بندگی سے جو بھی عار سمجھے، اور تکبر و انکار کرے، اللہ ان سب کو اکٹھا اپنی طرف جمع کرے گا۔ پس جو لوگ ایمان لائے ہیں، اور نیک اعمال کیے ان کو ان کا پورا پورا اثواب عنایت فرمائے گا۔ اور اپنے فضل سے اور زیادہ دے گا، اور جنہوں نے عار سمجھا، اور تکبر کیا تو وہ انہیں دردناک عذاب دے گا، اور وہ اپنے لیے سوائے اللہ کے کوئی حمایتی دوست اور امداد کرنے والا نہ پائیں گے۔“

عیسیٰ علیہ السلام کو الہ ماننا کفر ہے

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ط قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَ مَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ط وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا يُنْفِخُ مَا يَشَاءُ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٥﴾﴾ (المائدہ: ١٧)

”یقیناً وہ لوگ کافر ہو گئے جنہوں نے کہا کہ مسیح ابن مریم ہی اللہ ہے، آپ ان سے کہہ دیجیے کہ اگر اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم، اور اس کی ماں، اور روئے زمین کے سب لوگوں کو ہلاک کر دینا چاہے تو کون ہے جو اللہ پر کچھ اختیار رکھتا ہے؟

آسمانوں اور زمین اور دونوں کے درمیان جو کچھ ہے اس کی بادشاہی اللہ ہی کے لیے ہے۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔“

عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں کا کھانا کھانا ان کے بشر ہونے کی نشانی ہے

﴿أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونََهُ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ٥٤﴾ مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ٥٥ كَانَا يَأْكُلَنِ الطَّعَامَ ٥٦ أَنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ أَنْظُرْ أَتَى يُؤْفَكُونَ ٥٧﴾ (المائدہ: ٧٤ تا ٧٥)

”یہ لوگ کیوں اللہ کی طرف نہیں جھکتے اور کیوں استغفار نہیں کرتے؟ اللہ تو بے حد بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے۔ مسیح ابن مریم سوائے پیغمبر ہونے کے اور کچھ بھی نہیں۔ اس سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو چکے ہیں، اس کی ماں صدیقہ ہے۔ دونوں ماں بیٹے کھانا کھایا کرتے تھے، آپ دیکھیے کہ ہم ان کے سامنے آیات کھول کر بیان کرتے ہیں، پھر دیکھو کس طرح پھرے جاتے ہیں۔“

عیسیٰ علیہ السلام کی روح القدس کے ذریعے مدد کی گئی ہے

﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَ رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ ٥٧ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَ آيَدْنَاهُ رُوحَ الْقُدُسِ ٥٨ وَ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَفْتَنَ الَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتِ وَلَكِنْ اِخْتَلَفُوا فَمِنْهُمْ مَنْ آمَنَ وَمِنْهُمْ مَنْ كَفَرَ ٥٩ وَ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَفْتَنُوا ٦٠ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ ٦١﴾ (البقرہ: ٢٥٣)

”یہ رسول ہیں جن میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے، ان میں سے

بعض وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے بات چیت کی ہے، اور بعض کے درجے بلند کیے ہیں، اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو معجزات عطا فرمائے، اور روح القدس سے ان کی تائید کی، اگر اللہ چاہتا تو ان کے بعد والے اپنے پاس نشانیاں آجانے کے بعد ہرگز آپس میں نہ لڑتے لیکن ان لوگوں نے اختلاف کیا، ان میں سے بعض تو مومن ہوئے اور بعض کافر۔ اور اگر اللہ چاہتا تو یہ آپس میں نہ لڑتے، لیکن اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔“

عیسیٰ علیہ السلام نبی ﷺ کی بشارت دیتے ہیں

﴿وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِيُبْنِيَ إِسْرَءِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ① وَ مَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعَى إِلَى الْإِسْلَامِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ② يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ③﴾

(الصف: ۶ تا ۸)

”اور جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے کہا: اے (میری قوم) بنی اسرائیل! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں، مجھ سے پہلے کی کتاب تورات کی میں تصدیق کرنے والا ہوں۔ اور اپنے بعد آنے والے ایک رسول کی میں تمہیں خوش خبری سنانے والا ہوں جن کا نام احمد ہے، پھر جب وہ اس کے پاس کھلی دیلیس لائے تو یہ کہنے لگے: یہ تو کھلا جادو ہے۔ اس شخص سے زیادہ ظالم اور کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ (افترا) باندھے، حالانکہ وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے۔ اور اللہ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں، اور اللہ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے، اگرچہ کافر لوگ ناپسند کریں۔“

باب نمبر 11

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اولیاء ہیں

اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس کلام میں اصحاب محمد ﷺ کی فضیلت بیان کی ہے۔ قرآن کی آیات مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ کے محبوب اور مقرب بندے ہیں۔ ذیل میں ہم ان آیات مبارکہ کا ذکر کرتے ہیں۔

﴿وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ
بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي
تحتها الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ١٠٠﴾

(التوبہ: ۱۰۰)

”اور جو مہاجرین اور انصار میں سے وہ اولین لوگ جنہوں نے ہجرت کرنے، اور ایمان لانے میں دوسروں پر سبقت کی، اور دوسرے وہ لوگ جو اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں، اللہ ان سب سے راضی ہوا، اور وہ سب اس سے راضی ہوئے، اور اللہ نے ان کے لیے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، جن میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔“

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ
وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ

أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ
جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا
عَنْهُ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٣٢﴾

(المجادلہ: ۲۲)

”اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے، گو وہ ان کے باپ ہوں، یا ان کے بیٹے، یا ان کے بھائی یا ان کے کنبہ قبیلے کے عزیز ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو لکھ دیا ہے، اور ان کی تائید اپنی نصرت خاص سے کی ہے، اور انہیں جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ سے خوش ہیں، یہی لوگ ہی اللہ کی جماعت کے والے ہیں۔ آگاہ رہو! بے شک اللہ کے گروہ والے ہی کامیاب لوگ ہیں۔“

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ
بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا
سِيَبَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ
وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْهَهُ فَازْرَهُ فَاسْتَعْلَظَ
فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سَوْقِهِ يَعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ
الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ﴿٦٩﴾﴾

(الفتح: ۲۹)

”محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر بڑے

سخت ہیں، آپس میں رحم دل ہیں، تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع اور سجدے کر رہے ہیں، اللہ کے فضل اور رضا مندی کی تلاش میں رہتے ہیں، ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے، ان کی یہی صفت تورات میں ہے، اور ان کی یہ صفت انجیل میں ہے۔ مثل اس کھیتی کے جس نے اپنا پٹھانکا لاپھڑا سے مضبوط کیا، اور وہ موٹا ہو گیا، پھر اپنی جڑ سپریدھا کھڑا ہو گیا، اور کسانوں کو خوش کرنے لگا تا کہ ان کی وجہ سے کافروں کو چڑائے، ان ایمان والوں اور شائستہ اعمال والوں سے اللہ نے بخشش کا، اور بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے۔“

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ.))^①

”بہتر لوگ میرے زمانہ کے (صحابہ رضی اللہ عنہم) ہیں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے بعد ہوں گے، پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے۔“

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَسْبُوا أَصْحَابِي، لَا تَسْبُوا أَصْحَابِي، فَوَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، مَا أَدْرَكَ مَدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ.»))^②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”میرے صحابہ کو گالیاں نہ دو۔ میرے صحابہ کو گالیاں نہ دو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی ایک اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے، وہ ان کے ایک مد بلکہ نصف مد کے (درجہ کو بھی) نہیں پاسکتا۔“

① صحیح البخاری، کتاب الشهادات، باب لا يشهد على شهادة جور اذا شهد، رقم: ۲۶۵۲۔

② صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب تحريم سب الصحابة ﷺ، رقم: ۲۵۴۰۔

1- سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے غار ثور میں فرمایا تھا:

((قَالَ: مَا ظَنُّكَ بِأَتَيْنِي اللَّهُ ثَالِثَهُمَا .))^①

”ان دو کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے۔“

((عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فِي مَرَضِهِ: أَدْعِي لِي أَبَاكَ أَبَابَكْرٍ وَأَخَاكَ، حَتَّى أَكْتُبُ كِتَابًا، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَتِمَّنِيَ مُتَمِّنٌ وَيَقُولُ قَائِلٌ: أَنَا أَوْلَى، وَيَأْبَى اللَّهُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَّا أَبَابَكْرٍ .))^②

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”اپنے والد ابوبکر اور بھائی کو میرے پاس بلاؤ، تاکہ میں کوئی تحریر لکھوں، کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ کوئی آرزو کرنے والا آرزو نہ کرے، اور کوئی کہنے والا کہے کہ میں سب سے بہتر ہوں۔ حالانکہ اللہ اور سب اہل ایمان، ابوبکر کے سوا سب کا انکار کریں گے۔“

((عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ يُحَدِّثُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ قَالَ: لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَابَكْرٍ خَلِيلًا، وَلَكِنَّهُ أَخِي وَصَاحِبِي، وَقَدْ اتَّخَذَ اللَّهُ، عَزَّ وَجَلَّ، صَاحِبَكُمْ خَلِيلًا .))^③

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اگر میں نے کسی کو دوست بنانا ہوتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا لیکن وہ میرا بھائی اور رفیق سفر ہے۔ بلاشبہ تمہارا ساتھی (یعنی نبی اکرم ﷺ) اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔“

① صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم: ۴۶۶۳۔

② صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابی بکر رضی اللہ عنہ، رقم: ۲۳۸۷۔

③ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابی بکر الصديق رضی اللہ عنہ، رقم: ۲۳۸۳۔

((عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا بَيْتَ بَكْرٍ وَعُمَرُ: هَذَانِ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ إِلَّا النَّبِيُّ وَالْمُرْسَلِينَ.))^①

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ دونوں (ابوبکر و عمر) انبیاء اور رسولوں کے علاوہ باقی تمام اگلے پچھلے بوڑھے جنتیوں کے سردار ہیں۔“
 ((عن محمد بن جبير بن مطعم، عن أبيه قال: أتت امرأة النبي ﷺ فأمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ قَالَتْ: أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ؟- كَانَهَا تَقُولُ: الْمَوْتُ- قَالَ ﷺ: إِنْ لَمْ تَجِدْنِي فَأَتِي أَبَا بَكْرٍ.))^②

سیدنا جابر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی، اور اس نے کسی معاملہ میں آپ سے گفتگو کی، آپ ﷺ نے اسے پھر آنے کا حکم فرمایا، اس نے کہا: اللہ کے رسول! آپ کا کیا خیال ہے اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو؟ گویا وہ وفات کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس چلی جانا۔“

((عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: أَنْتَ عَتِيقُ اللَّهِ مِنَ النَّارِ.))^③

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے تجھ کو آگ سے آزاد کر دیا ہے۔“ اس دن سے ان کا لقب عتیق (آزاد کیا ہوا) پڑ گیا۔

① سنن الترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۶۶۴۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح کہا ہے۔“

② صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، رقم: ۳۶۵۹۔ صحیح مسلم، رقم: ۲۳۸۶۔

③ سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما، رقم: ۳۶۷۹۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح کہا ہے۔“

2۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

((عن محمد بن سعد بن ابی وقاص عن أبیه..... فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "إِنَّهَا يَأْبَنَ الْخَطَّابُ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقَيْكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ إِلَّا سَلَكَ غَيْرَ فِجِّكَ.))^❶

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے خطاب کے بیٹے! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، شیطان تم سے گلی میں چلتے ہوئے ملے گا تو تمہاری گلی چھوڑ کر دوسری گلی میں چلنے لگے گا۔“

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: اللَّهُمَّ اعْزِ الْأَسْلَامَ بِأَحَبِّ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ يَا أَبَى جَهْلٍ أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: وَكَانَ أَحَبُّهُمَا إِلَيْهِ عُمَرُ.))^❷

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! ابو جہل یا عمر بن خطاب ان دونوں میں سے جو تجھے زیادہ محبوب ہے اس کے ذریعہ اسلام کو غلبہ عطا فرما۔“ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ان دونوں میں عمر رضی اللہ عنہ اللہ کے ہاں زیادہ محبوب تھے۔“

((عن ابن عمر، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ، وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَا نَزَلَ بِالنَّاسِ أَمْرٌ قَطُّ فَقَالُوا فِيهِ وَقَالَ فِيهِ عُمَرُ أَوْ قَالَ ابْنُ الْخَطَّابِ فِيهِ. شَكَّ خَارِجَةً. إِلَّا نَزَلَ فِيهِ الْقُرْآنَ عَلَى نَحْوِ مَا قَالَ عُمَرُ.))^❸

❶ صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ، رقم: ۳۶۸۳۔

❷ سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب عمر رضی اللہ عنہ، رقم: ۳۶۸۱۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح کہا ہے۔“

❸ سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص، رقم: ۳۶۸۲۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح کہا ہے۔“

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور دل پر حق جاری کر دیا ہے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: لوگوں کو کبھی کوئی ایسا معاملہ پیش نہیں آیا کہ انہوں نے اس میں اپنی رائے دی ہو، اور عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی رائے کا اظہار کیا ہو، مگر اس بارہ میں قرآن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق نازل ہوا۔“

سیدنا عقبہ بن عامر فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِي لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ .))^①

”اگر میرے بعد کسی نے نبی ہونا ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے۔“

((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ شَرِبْتُ. يَعْنِي اللَّبْنَ.

حَتَّى أَنْظَرَ إِلَى الرَّيِّ يَجْرِي فِي ظُفْرِي، أَوْ فِي أَظْفَارِي، ثُمَّ

نَاوَلْتُ عُمَرَ، قَالُوا: فَمَا أَوْلَتْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ”الْعِلْمُ“.))^②

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ مجھے دودھ کا ایک

پیالہ پیش کیا گیا ہے، میں نے اس سے دودھ پیا اور جو بچا تھا وہ میں نے عمر بن

خطاب رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول!

آپ نے اس کی کیا تعبیر کی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”علم۔“

((أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ قَالَ:

بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ، فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ

الْقَصْرِ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ فَقَالُوا لِعُمَرَ .))^③

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میں نے جنت میں ایک محل دیکھا، میں نے

① سنن ترمذی، أيضاً، رقم: ۳۶۸۶۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ۳۲۷.

② صحيح البخاری، كتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ، رقم: ۳۶۸۱.

③ صحيح البخاری، كتاب فضائل الصحابة باب مناقب عمر بن الخطاب ابی حفص، رقم: ۳۶۸۰.

پوچھا یہ کس کا ہے؟ تو جواب میں کہا گیا: عمر بن خطاب کا ہے۔“
 ((عن ابن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنِّي لَوَاقِفٌ فِي قَوْمٍ، يَدْعُونَ اللَّهَ
 لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَقَدْ وُضِعَ عَلَى سَرِيرِهِ، إِذَا رَجُلٌ مِنْ
 خَلْفِي قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهُ عَلَى مَنْكَبِي يَقُولُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ! إِنْ
 كُنْتُ لَا رَجُو أَنْ يَجْعَلَكَ اللَّهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ، لِأَنِّي كَثِيرًا مِمَّا
 كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: كُنْتُ وَأَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ،
 وَفَعَلْتُ وَأَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ، وَأَنْطَلَقْتُ وَأَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ، فَإِنْ
 كُنْتُ لَا رَجُو أَنْ يَجْعَلَكَ اللَّهُ مَعَهُمَا، فَالْتَمْتُ فَإِذَا هُوَ عَلَى بَنِي
 أَبِي طَالِبٍ .)) ❶

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ کھڑا تھا جو عمر
 بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لیے دعائیں کر رہے تھے، اس وقت ان کا جنازہ چارپائی پر
 رکھا ہوا تھا، اتنے میں ایک صاحب نے میرے پیچھے سے آ کر میرے شانے پر اپنی
 کہنی رکھ دی، اور (عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے) کہنے لگا: اللہ آپ پر رحم کرے۔
 مجھے تو یہی اُمید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں (رسول
 اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ (دفن) کرائے گا، میں اکثر رسول
 اللہ ﷺ کو یوں فرماتے سنا کرتا تھا کہ ”میں، ابو بکر اور عمر تھے۔ میں نے ابو بکر
 اور عمر نے یہ کام کیا۔ میں ابو بکر اور عمر گئے۔“ اس لیے مجھے یہی اُمید تھی کہ اللہ تعالیٰ
 آپ کو ان ہی دونوں کے ساتھ رکھے گا۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ سیدنا علی بن ابی
 طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

3۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

((فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدِهِ الْيَمْنُ: هَذِهِ يَدُ عَثْمَانَ، فَضْرَبَ

بِهَا عَلَى يَدِهِ فَقَالَ: هَذِهِ لِعَثْمَانَ.))^①

”سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بیعت رضوان کے موقع پر کلمہ تشریف لے گئے تو رسول اللہ ﷺ

نے اپنے دائیں ہاتھ کے بارے میں فرمایا تھا: ”یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔“

نبی کریم ﷺ نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا:

((أَلَا أَسْتَحْيِي مَنْ رَجُلٍ تَسْتَحْيِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ.))^②

”کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔“

((ان انس بن مالك رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَعِدَ أَحَدًا

وَأَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ، فَقَالَ: أَثْبِتْ أَحَدٌ، فَإِنَّمَا

عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصَدِيقٌ وَشَهِيدَان.))^③

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ، ابو بکر اور عثمان رضی اللہ عنہما اُحد

پہاڑ پر چڑھے، تو پہاڑ ہل گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اُحد ٹھہر جا، تجھ پر نبی،

صدق اور دو شہید ہیں۔

4۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ

((وَقَالَ لِعَلِيِّ أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ.))^④

نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔“

((عن مصعب بن سعد، عن ابیه: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ:

① صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، رقم: ۳۶۹۹.

② صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضائل عثمان بن عفان رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، رقم: ۲۴۰۱.

③ صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، رقم: ۳۶۷۵.

④ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب عمرة القضاء، رقم: ۴۲۵۱.

أَلَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِي .)) ❶

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”تمہاری مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

((قال علي: وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ، أَنَّهُ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ ﷺ إِلَيَّ: أَنْ لَا يُجَبِّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضَنِي إِلَّا مُنَافِقٌ .)) ❷

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”نبی معظم ﷺ نے مجھ سے عہد فرمایا تھا کہ تجھ سے ایمان دار محبت، اور منافق بغض رکھے گا۔“

5- سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ

((عن الزبير بن العوام قال: كَانَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ دِرْعَانٌ فَتَهَضَّ إِلَى صَخْرَةٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ فَاقْعَدَ تَحْتَهُ طَلْحَةُ فَصَعَدَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى اسْتَوَى عَلَى الصَّخْرَةِ، فَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ”أَوْجَبَ طَلْحَةُ“ .)) ❸

سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اُحد کے دن رسول اللہ ﷺ دوزر ہیں پہنے ہوئے تھے۔ آپ نے ایک چٹان پر چڑھنے کی کوشش کی مگر اس کی طاقت نہ پائی، پھر طلحہ رضی اللہ عنہ کو نیچے بٹھا کر ان کے کندھے پر قدم رکھا، اور نبی ﷺ چٹان پر چڑھ گئے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا: آپ نے فرمایا: ”طلحہ رضی اللہ عنہ نے (اپنے

❶ صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوہ تبوک، رقم: ۴۴۱۶۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۱۳۱۔

❸ سنن الترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۷۳۸۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

لیے جنت) واجب کر لی ہے۔“

((قال جابر بن عبد الله: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ "مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى شَهِيدٍ يَمْشِي عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ إِلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ".)) ❶

سیدنا جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ”جسے یہ بات اچھی لگتی ہے کہ وہ کسی شہید کو زمین پر چلتا پھرتا دیکھے، تو وہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔“

((عن قيس بن ابي حازم قال: رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ النَّبِيِّ ﷺ وَفِي يَدِهَا النَّبِيُّ ﷺ قَدْ شَلَّتْ.)) ❷

قیس بن ابی حازم فرماتے ہیں: ”میں نے سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کا وہ ہاتھ دیکھا ہے جس سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کی تھی کہ وہ بالکل بیکار ہو چکا تھا۔“

6- سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

((عن الزبير بن العوام قال كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَنْ يَأْتِ بَنِي قُرَيْظَةَ فَيَأْتِيَنِي بِخَبَرِهِمْ؟ فَأَنْطَلَقْتُ فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ أَبُوَيْهِ فَقَالَ: فِذَاكَ أَبِي وَأُمِّي.)) ❸

سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ کون ہے جو بنو قریظہ کی طرف جا کر ان کی (نقل و حرکت کی) اطلاع میرے پاس لاسکے۔ اس پر میں وہاں گیا، اور جب میں (خبر لے کر) واپس آیا تو آپ نے فرط مسرت میں اپنے والدین کا ایک ساتھ ذکر کر کے فرمایا کہ ”میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔“

❶ سنن الترمذی، أيضاً، رقم: ۳۷۳۹۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، رقم: ۳۷۲۴۔

❸ صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، رقم: ۳۷۲۰۔

((عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَإِنَّ حَوَارِيَ الزَّبِيرِ بْنِ الْعَوَّامِ.))^①

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر نبی کے لیے مخلص مددگار ہوتے ہیں، اور میرا مخلص مددگار زبیر بن عوام ہے۔“

7- سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

((عَنْ سَعْدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "اللَّهُمَّ اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ إِذَا دَعَاكَ".))^②

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی: ”اے اللہ! سعد رضی اللہ عنہ جب بھی دعا کرے تو تو اس کی دعا قبول فرما۔“

((عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: لَقَدْ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبَوِيهِ يَوْمَ أَحُدٍ.))^③

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے اُحد کے دن فرمایا: ”تجھ پر میرے والدین قربان ہوں۔“

8- سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ

((عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ نُفَيْلٍ، أَنَّهُ قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى التَّسْعَةِ أَنَّهُمْ فِي الْجَنَّةِ، وَلَوْ شَهِدْتُ عَلَى الْعَاشِرِ لَمْ أَتُمْ، قِيلَ: وَكَيْفَ ذَاكَ؟ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِحَرَاءَ، فَقَالَ أَتَبْتُ حَرَاءَ، فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ. قِيلَ: وَمَنْ

① صحیح البخاری، ایضاً، رقم: ۳۷۱۹.

② سنن الترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۷۵۱۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

③ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فی فضل سعد بن ابی وقاص، رقم: ۲۴۱۲.

ہُمْ؟ قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: وَأَبُوبَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَطَلْحَةُ، وَالزُّبَيْرُ، وَسَعْدُ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ. قِيلَ: فَمَنِ الْعَاشِرُ؟ قَالَ: أَنَا. ❶

سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نو آدمیوں کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ جنت میں جائیں گے، اور اگر دسویں کے بارے میں گواہی دوں تو گناہگار نہیں ہوں گا۔ پوچھا گیا وہ کیسے؟ فرمایا: ہم حرا پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”حراء ٹھہر جا تجھ پر نبی، صدیق، شہید ہیں۔“ پوچھا گیا: وہ کون تھے؟ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ، ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد، عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم۔ پوچھا گیا: دسویں کون تھے؟ فرمایا: وہ میں ہی تھا۔

9۔ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

((عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ، وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ، وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعْدُ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعِيدُ فِي الْجَنَّةِ، وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ.)) ❷

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ابوبکر جنتی ہے۔ عمر جنتی ہے۔ عثمان جنتی ہے۔ علی جنتی ہے۔ طلحہ جنتی ہے۔ زبیر جنتی ہے۔ عبدالرحمن بن عوف جنتی ہے۔ سعد بن ابی وقاص جنتی ہے۔ سعید بن زید جنتی ہے اور ابو عبیدہ بن جراح جنتی ہے۔“ رضی اللہ عنہم

❶ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۷۵۷۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۷۴۷۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

10۔ سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ

((عن انس بن مالك: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينًا وَإِنَّ أَمِينَنَا آيَتُهَا الْأَمَّةُ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ.)) ❶

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر اُمت کا ایک امین ہوتا ہے، اور اے اُمت! ہمارے امین ابو عبیدہ بن جراح ہیں۔“

((عن ابی ہریرۃ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُو بَكْرٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ عُمَرُ، نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ..... الخ“)) ❷

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ابو بکر رضی اللہ عنہ بہت اچھے آدمی ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ بہت اچھے آدمی ہیں۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بہت اچھے آدمی ہیں۔“

11۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

((فَقَالَ: يَا مَ سَلَمَةَ لَا تُؤْذِنِي فِي عَائِشَةَ، فَإِنَّهُ وَاللَّهِ مَا نَزَلَ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَأَنَا فِي لِحَافِ امْرَأَةٍ مِنْكُمْ غَيْرَهَا.)) ❸

آپ ﷺ نے فرمایا: ”اُم سلمہ! تو مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تکلیف نہ پہنچا، کیونکہ سوائے عائشہ کے (بستر) کے تمہارے کسی ایک کے بستر میں مجھ پر وحی نہیں نازل ہوئی۔“

❶ صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ۳۷۴۴۔

❷ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۷۹۵۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❸ صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ۳۷۷۵۔

((عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ جَبْرِيلَ جَاءَ بِصُورَتِهَا فِي خِرْقَةٍ حَرِيرٍ خَضِرَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: "هَذِهِ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ".))^①

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جبرائیل امین علیہ السلام کے ایک سبز کپڑے میں میری تصویر لپیٹ کر نبی کریم ﷺ کے پاس لائے، اور فرمایا: یہ آپ کی دنیا اور آخرت میں بیوی ہے۔

((ان عائشہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا: "يَا عَائِشُ، هَذَا جَبْرِيلُ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ، فَقُلْتُ: عَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، تَرَى مَا لَا أَرَى".))^②

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے عائش! یہ جبرائیل ہیں، جو تجھ کو سلام کہتے ہیں۔" میں نے کہا: "علیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ کے رسول ﷺ جو آپ دیکھتے ہیں وہ ہم نہیں دیکھتے۔"

((عمر بن العاص: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَاتَيْتَهُ فَقُلْتُ: أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: عَائِشَةُ قُلْتُ: مِنَ الرَّجَالِ؟ قَالَ: أَبُوهَا، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: عُمَرُ فَقَدَّرَ رَجُلًا.))^③

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ تمام لوگوں سے زیادہ آپ کو محبوب کون ہے؟ فرمایا: "عائشہ۔" پھر پوچھا گیا: مردوں میں سے؟ فرمایا: ان کے والد ابو بکر رضی اللہ عنہ۔ میں نے عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: "عمر۔" پھر کچھ اور صحابہ کا بھی نام لیا۔

① سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب من فضل عائشہ رضی اللہ عنہا، رقم: ۳۸۸۰۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

② صحیح البخاری، أيضًا، رقم: ۳۷۶۸۔

③ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضائل ابی بکر رضی اللہ عنہ، رقم: ۲۳۸۴۔

12۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((أَمَّا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَوْ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ؟))^①

”تم اس پر راضی نہیں کہ تم جنتی عورتوں کی سردار بنو گی۔“

((عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ ، قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشْبَهَ سَمْتًا وَدَلًّا وَهَذِيًّا بِرَسُولِ اللَّهِ فِي قِيَامِهَا وَقُعُودِهَا مِنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ . قَالَتْ: وَكَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَامَ إِلَيْهَا فَقَبَّلَهَا وَأَجْلَسَهَا فِي مَجْلِسِهِ ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ مِنْ مَجْلِسِهَا فَقَبَّلَتْهُ وَأَجْلَسَتْهُ فِي مَجْلِسِهَا ، فَلَمَّا مَرَضَ النَّبِيُّ ﷺ دَخَلَتْ فَاطِمَةُ فَأَكْبَتُ عَلَيْهِ فَقَبَّلَتْهُ ثُمَّ رَفَعَتْ رَأْسَهَا فَبَكَتُ ، ثُمَّ أَكْبَتُ عَلَيْهِ ثُمَّ رَفَعَتْ رَأْسَهَا فَضَحِكْتُ ، فَقُلْتُ: إِنْ كُنْتُ لَا ظَنُّ أَنْ هَذِهِ مِنْ أَعْقَلِ نِسَائِنَا فَإِذَا هِيَ مِنَ النِّسَاءِ ، فَلَمَّا تَوَفَّى النَّبِيُّ ﷺ قُلْتُ لَهَا: أَرَأَيْتَ حِينَ أَكْبَيْتِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَرَفَعْتَ رَأْسَكَ فَبَكَيتِ ثُمَّ أَكْبَيْتِ عَلَيْهِ فَرَفَعْتَ رَأْسَكَ فَضَحِكْتُ ، مَا حَمَلَكَ عَلَى ذَلِكَ! قَالَتْ: إِنِّي إِذَا لَبَذَرَةً ، أَخْبَرَنِي أَنَّهُ مَيِّتٌ مِنْ وَجَعِهِ هَذَا فَبَكَيتُ ، ثُمَّ أَخْبَرَنِي أَنِّي أَسْرَعُ أَهْلِهِ لِحُوقًا بِهِ فَذَاكَ حِينَ ضَحِكْتُ .))^②

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ سے بڑھ

① صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام، رقم: ۳۶۲۴۔

② سنن ترمذی ، کتاب المناقب، رقم: ۳۸۷۲۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

کر سیرت و کردار، اُٹھنے بیٹھنے، چال اور ڈھال میں رسول اللہ ﷺ کے مشابہ کسی ایک کو نہیں دیکھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: فاطمہ رضی اللہ عنہا جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آتیں تو آپ کھڑے ہو جاتے، انہیں بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ اس طرح جب نبی اکرم ﷺ ان کے پاس جاتے تو وہ بھی کھڑی ہو جاتیں، اور آپ کو بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔ جب نبی اکرم ﷺ بیمار ہوئے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس تشریف لائیں، اور آپ کو جھک کو بوسہ دیا، اور سر اٹھا کر رونے لگیں۔ پھر دوسری بار آپ پر جھکیں تو سر اٹھا کر ہنسنے لگیں۔ میں نے خیال کیا کہ میں تو انہیں تمام عورتوں سے عقل مند سمجھتی ہوں مگر یہ تو عام عورتوں جیسی ہیں (کہ اس حالت میں بھی ہنس رہی ہیں) جب نبی معظم ﷺ فوت ہو گئے تو میں نے ان سے پوچھا: جب آپ نبی کریم ﷺ پر جھکی تھیں تو سر اٹھا کر رونے لگی تھیں، اور جب دوبارہ جھکی تھیں تو پھر سر اٹھا کر ہنسنے لگی تھیں۔ ایسے کیوں کیا؟ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں اب یہ راز ظاہر کر دیتی ہوں، مجھے رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی کہ ”میں اس بیماری سے فوت ہونے والا ہوں۔“ تو (یہ سن کر) میں رو پڑی۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے خبر دی کہ ”میرے تمام اہل سے تو مجھ کو سب سے پہلے ملے گی۔“ تو اس پر میں ہنس پڑی۔“

((عن المسور بن مخرمة: ان رسول الله ﷺ قَالَ: فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي، فَمَنْ أَعْضَبَهَا أَعْضَبَنِي.)) ❶

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فاطمہ (رضی اللہ عنہا) میرے جسم کا ٹکڑا ہے، اس لیے جس نے اسے ناراض کیا تو اس نے مجھے ناراض کیا۔“

13۔ سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما

((عن ابی سعید الخدری رَضِيَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللہِ ﷺ:

❶ صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ۳۷۶۷۔

”الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ“۔ ❶

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حسن اور حسین رضی اللہ عنہما اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔“

((عن انس قال: لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ.)) ❷

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کے مشابہ کوئی نہ تھا۔“

((عن اسامة بن زيد..... فَقَالَ هَذَانِ ابْنَايَ وَابْنَا ابْنَتِي، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهُمَا فَاجِبْهُمَا وَاَحَبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا.)) ❸

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے (حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے متعلق فرمایا:) اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما، اور اس سے بھی محبت فرما جو ان سے محبت کرتا ہے۔“

16۔ سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ

((عن ابی ہریرۃ، قال: قال رسول اللہ ﷺ: ”رَأَيْتُ جَعْفَرَ يَطِيرُ فِي الْجَنَّةِ مَعَ الْمَلَائِكَةِ“۔)) ❹

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے (خواب میں) جعفر رضی اللہ عنہ کو فرشتوں کے ساتھ جنت میں اڑتے دیکھا ہے۔“

((عن البراء بن عازب، أنا النبی ﷺ قَالَ لَجَعْفَرِ بْنِ أَبِي

❶ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۷۶۸، سلسلۃ الصحیحۃ، رقم: ۷۹۶۔

❷ صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، رقم: ۳۷۵۲۔

❸ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۷۶۹۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

❹ سنن ترمذی کتاب المناقب، ، رقم: ۳۷۶۳۔ سلسلۃ الصحیحۃ، رقم: ۱۲۲۶۔

طالب أَشْبَهَتْ خَلْقِي وَخُلُقِي .)) ❶

سیدنا براء بن عازب فرماتے ہیں، نبی ﷺ نے سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے فرمایا: ”تم سیرت اور صورت میں میرے مشابہ ہو۔“

15۔ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

((عن انس بن مالك قال: قال رسول الله ﷺ: وَأَعْلَمَهُمْ

بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ .)) ❷

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”..... میری امت

میں سب سے زیادہ حلال و حرام کے جاننے والے معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) ہیں۔“

((عن انس بن مالك قال: جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَرْبَعَةً

كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَبِي، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأَبُو زَيْدٍ، وَزَيْدُ بْنُ

ثَابِتٍ، قُلْتُ لَأَنْسِ: مَنْ أَبُو زَيْدٍ؟ قَالَ أَحَدُ عُمُوْمَتِي .)) ❸

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں چار صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن جمع کیا، وہ سب انصاری تھے۔ سیدنا ابی بن کعب، معاذ بن

جبل، زید بن ثابت اور ابو زید رضی اللہ عنہ تھے۔ انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا، ابو زید کون

ہیں۔ فرمایا کہ وہ میرے ایک چچا ہیں۔“

((عن ابی هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله ﷺ: نَعَمْ

الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ .)) ❹

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”..... معاذ بن

❶ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۷۶۵۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۷۹۰۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❸ صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مناقب زید بن ثابت، رقم: ۳۸۱۰۔

❹ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۷۹۵۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

جب رضی اللہ عنہ اچھے آدمی ہیں۔“

16۔ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

((عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: أَهْدَيْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ حُلَّةَ حَرِيرٍ، فَجَعَلَ أَصْحَابُهُ يَمَسُّونَهَا وَيَعْجَبُونَ مِنْ لِينِهَا، فَقَالَ: أَتَعْجَبُونَ مِنْ لِينِ هَذِهِ؟ لَمَّا دِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ خَيْرٌ مِنْهَا - أَوْ أَلَيْنُ .)) ①

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو ریشمی کپڑا تحفہ میں دیا گیا، تو لوگ اس کی نرمی پر تعجب کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم اس پر تعجب کرتے ہو، (جنت میں) سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے زیادہ خوبصورت ہیں، یا (آپ نے فرمایا) اس سے کہیں زیادہ نرم و نازک ہیں۔“

((عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ .)) ②

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے سنا: (جب لوگوں کے سامنے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑا ہوا تھا) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سعد کے لیے اللہ تعالیٰ کا عرش لرز گیا ہے۔“

((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: لَمَّا حُمِلَتْ جَنَازَةُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ قَالَ الْمُؤَنَفِقُونَ: مَا أَخَفَّ جَنَازَتُهُ، وَذَلِكَ لِحُكْمِهِ فِي بَنِي قُرَيْظَةَ، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ الْمَلَائِكَةَ كَانَتْ تَحْمِلُهُ .)) ③

① صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مناقب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ، رقم: ۳۸۰۲۔

② صحیح البخاری، کتاب المناقب، رقم: ۳۸۰۳۔

③ سنن الترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۸۴۹۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ کا جنازہ اٹھایا گیا تو منافقین کہنے لگے: اس کا جنازہ کتنا ہلکا ہے، یہ بنو قریظہ کے بارے میں فیصلہ کی وجہ سے کہا گیا۔ نبی معظم ﷺ کو اس بات کا پتہ چلا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان کو فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں۔“

17۔ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لِأَبِي: إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ﴾ قَالَ: وَسَمَّانِي؟ قَالَ: نَعَمْ، فَبَكِي.))^①

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تجھے سورت البینہ پڑھ کر سناؤں۔“

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا اللہ نے میرا نام لیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔“ تو اس پر (فرط مسرت کی وجہ سے) سیدنا ابی رضی اللہ عنہ بن کعب رو پڑے۔“

((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: وَأَقْرَأُوهُمْ أَبِيُّ بْنُ كَعْبٍ.))^②

”سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”..... میری اُمت میں قرآن کے سب سے بڑے قاری ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں۔“

18۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

((عَنْ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ: أَنْتَ كُنْتَ أَلْزَمَنَا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَحْفَظُنَا لِحَدِيثِهِ.))^③

① صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ ﴿لَمْ يَكُنِ﴾، رقم: ۴۹۵۹۔

② سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۷۹۰۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

③ سنن الترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۸۳۶۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح الاسناد“ کہا ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ”اے ابو ہریرہ! تم ہم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہتے تھے، اور حدیث بھی ہم سے زیادہ یاد رکھتے ہو۔“

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي سَمِعْتُ مِنْكَ حَدِيثًا كَثِيرًا فَأَنْسَاهُ، قَالَ ﷺ: ابْسُطْ رِدَائَكَ، فَبَسَطْتُ فَغَرَفَ بِيَدِهِ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: ضُمَّهُ، فَضَمَّمْتُهُ فَمَا نَسِيتُ حَدِيثًا بَعْدُ.)) ❶

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے آپ سے بہت سی احادیث اب تک سنی ہیں، لیکن میں انہیں بھول جاتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اپنی چادر پھیلاؤ۔“ میں نے چادر پھیلا دی۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے اس میں ایک لپ بھر کر ڈال دی اور فرمایا: ”اسے اپنے بدن پر لگا لو۔“ چنانچہ میں نے لگا لیا، اور اس کے بعد کبھی کوئی حدیث نہیں بھولا۔“

19۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

((عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّمَا فِي يَدِي قِطْعَةٌ اسْتَبْرَقَ وَلَا أُشِيرُ بِهَا إِلَى مَوْضِعٍ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ بِي إِلَيْهِ، فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ، فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: إِنَّ أَخَاكَ رَجُلٌ صَالِحٌ، أَوْ إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ رَجُلٌ صَالِحٌ.)) ❷

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میرے ہاتھ میں ریشم کا ایک ٹکڑا ہے۔ میں جنت کے جس مقام کی طرف اشارہ کرتا ہوں وہ مجھے اس

❶ صحیح بخاری، کتاب المناقب، رقم: ۳۶۴۸۔

❷ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۸۲۵۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

طرف لے کر اڑ جاتا ہے، میں نے یہ خواب اُم المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا۔ انہوں نے نبی رحمت ﷺ سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا: ”آپ کا بھائی نیک آدمی ہے۔“ یا فرمایا: ”عبداللہ نیک آدمی ہے۔“

((فَقَالَ (النَّبِيُّ ﷺ): نِعَمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللَّهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ. قَالَ سَالِمٌ: فَكَانَ بَعْدُ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا.))^①

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”عبداللہ بہت اچھا لڑکا ہے۔ کاش رات میں وہ تہجد کی نماز پڑھا کرتا۔“ سالم نے بیان کیا، سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد رات میں بہت کم سویا کرتے تھے۔“

20- سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

((عن ابن عباس، قَالَ: دَعَا لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُؤْتِنِي اللَّهُ الْحِكْمَةَ مَرَّتَيْنِ.))^②

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ نے میرے حق میں دوبار دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ مجھے حکمت عطا فرمائے۔“

((عن ابن عباس، قَالَ: ضَمَّنِيَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى صَدْرِهِ، وَقَالَ: «اللَّهُمَّ عَلِّمَهُ الْحِكْمَةَ.»))^③

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے سینہ مبارک سے لگایا اور فرمایا: ”اے اللہ! اسے حکمت سکھا دے۔“

21- سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

((عن عبد الرحمن بن ابی عميرة وكان من اصحاب رسول

① صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، رقم: ۳۷۳۹۔

② سنن الترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۸۲۲۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح الإسناد“ کہا ہے۔

③ صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، رقم: ۳۷۵۶۔

اللہ ﷻ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًا وَاهْدِيْهِ . ((1))

سیدنا عبدالرحمن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”نبی کریم ﷺ نے سیدنا معاویہ کے حق میں دعا کی: ”اے اللہ! اسے ہدایت دینے والا، ہدایت یافتہ بنادے اور لوگوں کو اس کے ذریعہ ہدایت نصیب فرما۔“

22۔ سیدنا أسامہ بن زید رضی اللہ عنہما

((عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَبَطْتُ وَهَبَطَ النَّاسُ الْمَدِيْنَةَ، فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَدْ أَصَمْتُ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضَعُ يَدَيْهِ عَلَى وَيَرْفَعُهُمَا فَأَعْرِفُ أَنَّهُ يَدْعُو لِي .))(2))

”سیدنا أسامہ اپنے والد زید رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، جب رسول اللہ ﷺ کی بیماری بڑھ گئی تو میں اور دوسرے لوگ مدینہ میں آئے۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا، آپ اس وقت بات نہیں کر سکتے تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ مبارک مجھ پر رکھتے، اور پھر انہیں اٹھاتے تو میں جان گیا کہ آپ ﷺ میرے حق میں دعا فرما رہے ہیں۔“

((عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَتْ: أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَنْحِيَ مُخَاطَ أَسَامَةَ. قَالَتْ عَائِشَةُ: دَعْنِي حَتَّى أَكُونَ أَنَا الَّذِي أَفْعَلُ . قَالَ: يَا عَائِشَةُ أَحَبِّيْهِ، فَإِنِّي أَحِبُّهُ .))(3))

- ① سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۸۴۲، سلسلۃ الصحیحۃ، رقم: ۱۹۶۹۔
- ② سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب أسامہ بن زید رضی اللہ عنہ، رقم: ۳۸۱۷۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔
- ③ سنن الترمذی، ایضاً، رقم: ۳۸۱۸۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ اُسامہ بن زید کی ناک صاف کرنے لگے۔ (جب وہ چھوٹے تھے) تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: مجھے دیں میں صاف کر دیتی ہوں، تو آپ نے ارشاد فرمایا: ”اے عائشہ! تو اسے محبت کر، اس لیے کہ میں بھی اس سے محبت کرتا ہوں۔“

23۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ

((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَسَمِعْتُ أُمِّي أُمَّ سَلِيمٍ صَوْتَهُ، فَقَالَتْ يَا أَبِی وَأُمِّی يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنِيسٌ؟ قَالَ: فَدَعَا لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثَ دَعَوَاتٍ، قَدْ رَأَيْتُ مِنْهُنَّ اثْنَتَيْنِ فِي الدُّنْيَا، وَأَنَا أَرْجُو الثَّالِثَةَ فِي الْآخِرَةِ.))^①

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ (ہمارے پاس سے) گزرے تو میری والدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی آواز سن کر عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے والدین آپ پر قربان ہوں، یہ میرا چھوٹا سا انس ہے، تو آپ ﷺ نے میرے لیے تین دعائیں کی: ان دو کی قبولیت تو میں دنیا میں دیکھ چکا ہوں، اور تیسری کی آخرت میں اُمید رکھتا ہوں۔

24۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ..... فَقَالَ: نِعَمَ عَبْدُ اللَّهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، سَيْفٌ مِنْ سَيُوفِ اللَّهِ.))^②

آپ ﷺ نے فرمایا: ”خالد بن ولید اللہ کا اچھا بندہ ہے، اور اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔“

① سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۸۲۷۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

② سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب خالد بن ولید رحمہ اللہ، رقم: ۳۸۴۶۔ سلسلة الصحيحة،

رقم: ۱۲۳۷۔

25۔ سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ

((عَنْ خَبَابٍ، قَالَ وَإِنَّ مُصْعَبَ بْنَ عَمِيرٍ مَاتَ وَلَمْ يَتْرُكْ إِلَّا ثُوبًا كَانُوا إِذَا غَطُّوا بِهِ رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ، وَإِذَا غَطُّوا بِهِ رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: غَطُّوا رَأْسَهُ وَاجْعَلُوا عَلَى رِجْلَيْهِ الْإِذْخَرَ.))^①

جب سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ فوت (شہید) ہوئے تو انہوں نے صرف ایک چادر چھوڑی۔ صحابہ (کفن دیتے وقت) جب اس چادر کے ساتھ سر ڈھانپتے تو پاؤں نکلے ہو جاتے، اور جب پاؤں ڈھانپتے تو سر نکلا ہو جاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس کا سر ڈھانپ دو، اور پاؤں پر اذخر گھاس رکھ دو۔“

26۔ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

((عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: يَا أَبَا مُوسَى، لَقَدْ أُوتِيتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ.))^②

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: ”اے ابو موسیٰ! تجھ کو آل داؤد کی خوش الحانیوں میں سے خوش الحانی دی گئی ہے۔“

27۔ سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا غَرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ مَا غَرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ مِنْ كَثَرَةِ ذِكْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِيَّاهَا، قَالَتْ: وَتَزَوَّجَنِي بَعْدَهَا بِثَلَاثِ سِنِينَ وَأَمَرَهُ رَبُّهُ عَزَّ وَجَلَّ، أَوْ جَبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ

① سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ، رقم: ۳۸۵۳۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

② صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب حسن الصوت بالقراءة للقرآن، رقم: ۵۰۴۸۔

يُسْشَرَهَا بَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ وَفِي رِوَايَةٍ بَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ
لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ .)) ❶

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مجھے جتنا رشک سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر ہے کسی اور عورت پر نہیں، حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے نکاح ان کی وفات کے بعد کیا تھا، یہ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ ان کا بہت زیادہ ذکر کرتے تھے، اور اللہ نے آپ کو خدیجہ کے لیے جنت کے موتی سے بنے ہوئے گھر کی بشارت دینے کا حکم دیا جس میں نہ شور و غل ہے اور نہ کوئی تکلیف ہے۔

28۔ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا دَخَلْتُ مَعَهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ: اَعْرِضْ عَلَيَّ الْإِسْلَامَ فَعَرَضَهُ فَأَسْلَمْتُ مَكَانِي . فَقَالَ لِي: يَا أَبَا ذَرٍّ، اكْتُمْ هَذَا الْأَمْرَ، وَارْجِعْ إِلَى بَلَدِكَ، فَإِذَا بَلَغَكَ ظُهُورُنَا فَأَقْبِلْ . فَقُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَأَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ أَظْهَرِهِمْ، فَجَاءَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَفَرِيشٌ فِيهِ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، إِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ . فَقَالُوا: قُومُوا إِلَى هَذَا الصَّابِيءِ، فَقَامُوا فَضْرِبْتُ لَأَمُوتَ فَأَدْرَكَنِي الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيَّ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ: وَيَلَكُمْ تَقْتُلُونَ رَجُلًا مِنْ غِفَارٍ؟ وَمَتَجَرَّكُمْ وَمَمَرَّكُمْ عَلَى غِفَارٍ؟ فَأَقْلَعُوا عَنِّي، فَلَمَّا أَنْ أَصْبَحْتُ الْغَدَ رَجَعْتُ فَقُلْتُ مِثْلَ مَا قُلْتُ بِالْأَمْسِ فَقَالُوا: قُومُوا إِلَى هَذَا الصَّابِيءِ، فَصْنَعَ بِي مِثْلَ مَا صْنَعَ بِالْأَمْسِ وَأَدْرَكَنِي الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيَّ وَقَالَ

مِثْلَ مَقَالَتِهِ بِالْأَمْسِ ، قَالَ: فَكَانَ هَذَا أَوَّلَ إِسْلَامِ أَبِي ذَرٍّ رَحِمَهُ
اللَّهُ .)) ❶

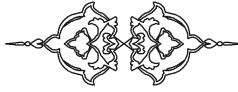
”سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی باتیں سنیں، اور وہیں اسلام لے آئے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اب اپنی قوم غفار میں واپس جاؤ، اور انہیں میرا حال بتاؤ یہاں تک کہ جب ہمارے غلبے کا تمہیں علم ہو جائے۔“ (تو پھر ہمارے پاس آ جانا) ابو ذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں ان قریشیوں کے مجمع میں پکار کر کلمہ توحید کا اعلان کروں گا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے یہاں سے واپس وہ مسجد حرام میں آئے، اور بلند آواز سے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اور محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ یہ سنتے ہی سارا مجمع ٹوٹ پڑا، اور اتنا مارا کہ زمین پر لٹا دیا۔ اتنے میں سیدنا عباس رضی اللہ عنہ آ گئے، اور ابو ذر رضی اللہ عنہ کے اوپر اپنے آپ کو ڈال کر قریش سے کہا: افسوس کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ شخص قبیلہ غفار سے ہے؟ اور شام جانے والے تمام تاجروں کا راستہ ادھر ہی سے پڑتا ہے؟ اس طرح انہیں ان سے بچایا۔ پھر سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ دوسرے دن مسجد الحرام میں آئے، اور اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ قوم پھر بُری طرح ان پر ٹوٹ پڑی اور مارنے لگی۔ اس دن بھی سیدنا عباس رضی اللہ عنہ ان پر اوندھے پڑ گئے، اور جیسا انہوں نے قریشیوں سے کل کہا تھا ویسا ہی آج بھی کہا۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کی ابتداء اس طرح سے ہوئی۔“

29۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

((عن عبد الله بن عمرو:..... إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ:

❶ صحيح بخاری، كتاب المناقب، باب قصة اسلام ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ، رقم: ۳۵۲۲.

اسْتَقْرُّوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ: مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَسَلَامِ
 مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ، وَأَبِي بَنِي كَعْبٍ، وَمَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ. ❶
 سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
 ”قرآن چار بندوں سے سیکھو: ❶..... عبداللہ بن مسعود ❷: سالم مولیٰ ابی حذیفہ۔
 ❸: ابی بن کعب ❹: معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہم)“



باب نمبر 12

اولیاء اللہ سے محبت

اولیاء سے محبت ایمان کا جزو ہے، بلکہ عین ایمان ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((أَوْثَقُ عُرَى الْإِيمَانِ أَلْمَوَاطِنُ فِي اللَّهِ ، وَالْمَعَادَةُ فِي اللَّهِ ، وَالْحُبُّ فِي اللَّهِ ، وَالْبُغْضُ فِي اللَّهِ))^①

”ایمان کا مضبوط ترین کڑا یہ ہے کہ اللہ کے لیے دوستی کی جائے، اور اللہ ہی کے لیے دشمنی ہو، اللہ کی خاطر ہی محبت ہو، اور اللہ کی خاطر ہی ناراضگی ہو۔“

مزید برآں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبَنِيَانِ ، يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا))^②

”مومن دوسرے مومن کے لیے عمارت کی مانند ہے، جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط کیے ہوئے کرتا ہے۔“

اللہ کے لیے محبت اور دشمنی کا مطلب یہ ہے کہ بندہ ایسے لوگوں سے محبت کرے جن سے اللہ محبت کرتا ہے اور ایسے لوگوں سے نفرت کرے جن سے اللہ نفرت کرتا ہے۔ بالفاظِ دیگر انسان اللہ کے دوستوں (اولیاء اللہ) سے محبت اور اللہ کے دشمنوں (اعداء اللہ) سے دشمنی رکھے۔ صرف ان لوگوں سے محبت کرے جو اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں۔

① معجم کبیر، للطبرانی، رقم: ۱۱۵۳۷۔ مسند احمد: ۲۸۶/۴۔ مستدرک حاکم: ۴۸۰/۲۔

سلسلة الاحادیث الصحيحة، رقم: ۱۷۲۸۔

② صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب تراحم المؤمنین وتعاطفهم وتعاضدهم، رقم: ۲۵۸۵۔

اور جو لوگ شب و روز اللہ کی نافرمانیاں کرتے ہیں ان سے نفرت کرے۔ جب کسی انسان میں یہ کیفیت پیدا ہو جائے تب اس کا ایمان اور توحید کامل ہوتی ہے۔^①

ایک اور حدیث میں وارد ہے:

((لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا ، وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا))^②

”تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے، جب تک ایمان والے نہ ہو جاؤ، اور اس وقت تک تم ایمان والے نہیں بن سکتے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔“

امام نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر اس طرح باب قائم کیا ہے:

[باب بیان أنه لا يدخل الجنة إلا المؤمنون ، وأن محبة المؤمنين من الايمان.....]

”یہ باب اس بات کے بیان میں کہ جنت میں صرف اہل ایمان ہی داخل ہوں گے، اور مومنوں (اولیاء اللہ) سے محبت ایمان کا جزو ہے۔“
مذکورہ بالا حدیث پاک سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جنت میں داخلے کے لیے اہل ایمان (اولیاء اللہ) سے محبت و اُلفت انتہائی ضروری ہے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾^(۱۱۹)

(التوبہ: ۱۱۹)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچ بولنے والوں کے ساتھ ہو جاؤ۔“

دوسرے مقام پر فرمایا:

① القول السديد شرح كتاب التوحيد: ۱۱۶/۱.

② صحيح مسلم ، كتاب الايمان ، باب بيان انه لا يدخل الجنة الا المؤمنون.....، رقم: ۵۴.

﴿لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ﴾

(آل عمران: ۲۸)

”مومنوں کے لیے مناسب نہیں کہ مومنوں کے بجائے کافروں کو دوست بنائیں۔“

ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اس بات سے منع کیا ہے کہ وہ مومنوں کے بجائے کافروں کو اپنا دوست بنائیں۔ اس لیے کہ وہ مومنوں کا ولی! اللہ ہے۔ اور مومنین آپس میں ایک دوسرے کے ولی اور دوست ہیں۔ قرآن کریم میں اس مضمون کی کئی آیتیں آئی ہیں۔ اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے بغض و عداوت ایمان کے اصولوں میں سے ایک اصل ہے، اسی لیے اللہ نے فرمایا کہ جو کوئی کافروں کو اپنا دوست بنائے گا، اللہ اس سے بری ہے، اور اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔ ہاں، اگر کافروں سے کوئی خطرہ ہو، تو مسلمان کے لیے یہ جائز ہے کہ وقتی طور پر زبان سے دوستی کا اظہار کرے۔“ وَيَذْكُرُ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ إِنَّا لَنَكْشِرُ فِي وُجُوهِ أَقْوَامٍ وَإِنَّ قُلُوبَنَا لَنَلْعَنُهُمْ. “امام بخاری نے ابوالداراء رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ ہم لوگ بعض قوموں کے سامنے مصنوعی مسکراہٹ کا اظہار کرتے تھے، حالانکہ ہمارے

دل اُن پر لعنت بھیجتے تھے۔ (صحیح بخاری، کتاب الادب، باب اعداء مع الناس)

اس کے بعد اللہ نے فرمایا کہ اللہ تمہیں اپنی ذات مقدس سے ڈرا رہا ہے، دیکھو، اس کے احکام کی مخالفت اور اس کے دشمنوں سے دوستی کر کے اسے ناراض نہ کرو۔ اس میں انتہا درجے کی دھمکی ہے۔“ (تیسیر الرحمن، ص: ۱۷۲)

دوستی و دشمنی میں اولیاء اللہ کا طرز عمل

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ

وَرَسُولُهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ
أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ
جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا
عَنْهُ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٢٢﴾

(المجادلہ : ۲۲)

”جو لوگ اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، انہیں آپ ان لوگوں سے محبت کرتے ہوئے نہیں پائیں گے جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں، چاہے وہ اُن کے باپ ہوں یا بیٹے ہوں، یا اُن کے بھائی ہوں، یا اُن کے خاندان (و کنبہ قبیلے) والے (ہی کیوں نہ) ہوں، اُنہی لوگوں کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو راسخ کر دیا ہے، اور اُن کی تائید اپنی نصرتِ خاص سے کی ہے، اور اللہ انہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، اُن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ اُن سے راضی ہو گیا، اور وہ اُس سے راضی ہو گئے، وہی اللہ کی جماعت کے لوگ ہیں، آگاہ رہیے کہ اللہ کی جماعت کے لوگ ہی کامیاب ہونے والے ہیں۔“

اس آیت کی تفسیر میں ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ رقم طراز ہیں:

”اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کا ذکر کیے جانے کے بعد اب ان اہل ایمان کا ذکر کیا جا رہا ہے جو کسی بھی حال میں اللہ کے دشمنوں سے دوستی نہیں کرتے ہیں، اس لیے کہ ایمان باللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کی محبت ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتی اور مقصود اس آیت کریمہ سے اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کی دوستی سے ممانعت میں مبالغہ ہے، یعنی مومن کو کافروں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور ان کے ساتھ اختلاط سے بالکل اجتناب کرنا چاہیے اور اس معاملے میں مومن کے دل میں ذرا سی بھی لچک نہیں پیدا ہونی چاہیے، اس بات کو مبالغہ کی حد تک ذہن نشین کرانے کے

لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ چاہے وہ اللہ کے دشمن تمہارے باپ، بیٹے، بھائی یا دیگر قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں، کیونکہ ایمان مومن سے تقاضا کرتا ہے کہ اللہ کے دشمنوں سے کسی طرح کا تعلق نہ رکھا جائے۔“ (تیسیر الرحمن: ۱۵۵۸/۲)

جو لوگ اولیاء اللہ سے دشمنی رکھتے ہیں، درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ سے اعلان جنگ کر رہے ہوتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((مَنْ عَادَلَنِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ)) ❶

”جو شخص میرے ولی سے دشمنی رکھتا ہے، اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔“

اللہ کی خاطر محبت کرنا بڑا عظیم عمل ہے، اس کی برکت سے روزِ محشر انسان کو عرشِ عظیم کا سایہ نصیب ہوگا۔

((عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قَالَ: سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ..... وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللَّهِ.)) ❷

چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا کہ ”یقیناً اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو میری جلالت کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت رکھتے تھے۔ آج کے دن جب کہ میرے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہے، انہیں اپنے سائے میں جگہ دوں گا۔“

اللہ کے دوستوں سے محبت کی وجہ سے انسان ایمانی لذت کو حاصل کر سکتا ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ”ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ: أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ، وَأَنْ يَكْرَهُ أَنْ يَعُودَ

❶ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، رقم: ۶۵۰۲۔

❷ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل اخفاء الصدقة، رقم: ۱۰۳۱۔

فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقَذَّفَ فِي النَّارِ“۔)) ❶
 ”جس شخص میں تین خصلتیں ہوں وہ ایمان کی لذت سے بہرہ یاب ہوگا، پہلی خصلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اسے سب سے زیادہ پیارے ہوں، دوسری جس سے محبت کرے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرے، اور تیسری کفر کی طرف پلٹنے کو اسی طرح ناپسند کرے جس طرح آگ میں پھینکے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔“

اس عمل کی وجہ سے ان پر روزِ محشر انبیاء و شہداء بھی رشک کریں گے۔ چنانچہ:
 ((عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ”قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمُتَحَابُّونَ فِي جَلَالِي لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُورٍ يَغِطُّهُمْ النَّبِيُّونَ وَالشُّهَدَاءُ“۔)) ❷

”سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد نقل کرتے ہیں، اللہ کے ہاں ان کے لیے نور کے منبر ہوں گے، انبیاء اور شہداء ان پر رشک کرتے ہوں گے۔“
 اولیاء اللہ کو روزِ قیامت نہ ماضی کا غم لاحق ہوگا اور نہ مستقبل کا کوئی خوف، اور یہ وہی لوگ ہیں جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١٢﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿١٣﴾ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١٤﴾

(یونس: ۶۲ تا ۶۴)

❶ صحیح بخاری، کتاب الایمان، رقم: ۱۶۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان خصال من اتصف بہن.....، رقم: ۱۴۳۔

❷ سنن ترمذی، کتاب الزہد، باب ما جاء فی الحب فی اللہ رقم: ۳۹۰۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

”آگاہ رہو! بے شک اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف لاحق ہوگا نہ کوئی غم، جو لوگ ایمان لائے تھے اور اللہ سے ڈرتے تھے، ان کے لیے دنیا کی زندگی میں خوش خبری ہے اور آخرت میں بھی، اللہ کے وعدوں میں تبدیلی نہیں آتی ہے، یہی سب سے عظیم کامیابی ہے۔“

ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ رقم طراز ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اس کے دوستوں کو نہ ماضی کا غم لاحق ہوگا اور نہ مستقبل کا کوئی خوف۔

آیت (۶۴) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہیں دنیا اور آخرت دونوں جگہ اپنی رحمت، رضامندی اور جنت کی خوش خبری دی ہے۔ امام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہم نے ابوالدرداء اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ سَأَلْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ عَنْ قَوْلِهِ اللَّهُ تَعَالَى "لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا" (يونس: ۶۴) سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ..... هِيَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ وَتُرَى لَهُ.))^①

”دنیاوی زندگی میں بشارت سے مراد نیک خواب ہے جو مسلمان آدمی دیکھتا ہے۔“ اور قرآن و سنت سے یہ بھی ثابت ہے کہ فرشتے موت سے پہلے اللہ کے نیک بندوں کو جنت کی خوش خبری دے دیتے ہیں۔

آیت میں اولیاء سے مراد وہ مخلص اہل ایمان ہیں جو اللہ کی بندگی اور گناہوں سے اجتناب کی وجہ سے اس سے قریب ہو جاتے ہیں۔ یہاں ان کی صفت یہ بتائی گئی

① سنن ابن ماجہ کتاب الزہد، باب ذکر الموت والاعتداد له، رقم: ۴۲۶۲۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

ہے کہ وہ اہل ایمان ہوتے ہیں اور گناہوں سے اجتناب کرتے ہیں۔ ”ولی“ کا معنی ”قریب“ ہے۔ یعنی مومن جب ایمان اور عمل صالح پر کاربند ہوتا ہے، اور شرک اور دوسرے گناہوں سے دُور رہتا ہے، تو اللہ سے قریب ہو جاتا ہے، علماء نے لکھا ہے کہ ولایت کی ایک نشانی یہ ہے کہ ولی مستجاب الدعوات ہوتا ہے، یعنی اس کی دعا اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! اللہ کے اولیاء کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا رُؤُوْ ذِكْرَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ .))^①

”جنہیں دیکھ کر اللہ یاد آئے۔“ (تیسیر الرحمن: ۶۱۹/۱)

اہل ایمان اولیاء اللہ سے قطع تعلق کرنا شرعی طور پر ممنوع ہے، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ .))^②

”کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین (دن) رات سے زیادہ قطع تعلق کیے رکھے۔“

اسلام نے جہاں مسلمانوں کو اولیاء اللہ سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے، وہاں ان تمام اُمور سے منع کر دیا ہے جو حرام ہیں اور وہ باہمی بغض و عداوت کا باعث بنتے ہیں۔ اس سلسلہ میں چند احادیث پیش خدمت قارئین ہیں:

((مَنْ لَعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهِ .))^③

① سنن الترمذی، کتاب الرؤیا، باب ان لرؤیا المؤمن جزء..... رقم: ۲۲۷۰ و ۲۲۷۳ و ۲۲۷۵۔

السنن الکبری، للنسائی، رقم: ۱۱۲۳۵۔ کتاب الذہد: ۷۲/۱، رقم: ۲۱۷۔ الاحادیث المختارہ

۱۰/۱۰، رقم: ۱۰۵۔ مجمع الزوائد ۷۸/۱۰۔

② صحیح بخاری، کتاب الأدب، رقم: ۶۰۷۳۔

③ صحیح بخاری، کتاب الأدب، رقم: ۶۰۴۷۔

”کسی مسلمان کو ملعون قرار دینا اسے قتل کرنے کے مترادف ہے۔“

((عن عبد الله (بن مسعود)، قال: قال رسول الله ﷺ: لَيْسَ

الْمُؤْمِنَ بِالطُّعْنَانِ، وَلَا لِلْعَانِ، وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيَّ.))^❶

”وہ شخص مومن نہیں جو دوسروں پر لعنت و ملامت اور طعن و تشنیع کرے، اور فحش گوئی

اور بدزبانی سے کام لے۔“

اللہ ہمیں اولیاء اللہ سے محبت کرنے اور ان کی صفات اپنانے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔



❶ سنن ترمذی، کتاب البر والصلة، رقم: ۱۹۷۷۔ سلسلۃ الاحادیث الصحیحة، رقم: ۳۲۰۔

باب نمبر 13

اللہ کی اپنے اولیاء سے محبت

اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء اور دوستوں سے محبت رکھتا ہے۔

((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَجُلًا كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَمَرَّ بِهِ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي لِأُحِبُّ هَذَا، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: أَعَلِمْتَهُ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: أَعْلِمُهُ، قَالَ: فَلَحِقَهُ فَقَالَ: إِنِّي أُحِبُّكَ فِي اللَّهِ، فَقَالَ: أَحَبَّكَ الَّذِي أَحْبَبْتَنِي لَهُ.))^①

”سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اتنے میں ایک آدمی وہاں سے گزرا تو اس شخص نے کہا: یا رسول اللہ! میں اس آدمی سے محبت کرتا ہوں۔ نبی ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تو نے اسے بتایا ہے؟ اس نے عرض کیا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اسے آگاہ کر دے، چنانچہ وہ آدمی اس کے پیچھے گیا، اور اسے بتایا کہ میں تم سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں۔ جواب میں اس نے اسے یہ دعادی: تجھ سے وہ ذات محبت کرے جس کے لیے تو نے مجھ سے محبت کی۔“

① سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب اخبار الرجل بمحبته اياه، رقم: ۵۱۲۵۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلًا زَارَ أَخَاهُ فِي قَرْيَةٍ أُخْرَى فَأَرْصَدَ اللَّهُ لَهُ عَلَى مَدْرَجَتِهِ مَلَكًا فَلَمَّا أَتَى عَلَيْهِ قَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ؟ قَالَ: أُرِيدُ أَخًا فِي هَذِهِ الْقَرْيَةِ، قَالَ: هَلْ لَكَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا؟ قَالَ لَا غَيْرَ إِنِّي أَحْبَبْتُهُ فِي اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ: فَإِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكَ بِأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ فِيهِ.))^①

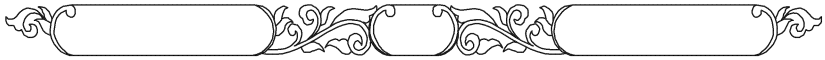
”سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی اپنے بھائی کی ملاقات کے لیے اس کے گاؤں جا رہا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتہ کھڑا کر دیا۔ جب ملاقاتی وہاں پہنچا تو فرشتے نے پوچھا: کہاں جا رہے ہو؟ ملاقاتی نے جواب دیا: میں اس گاؤں جا رہا ہوں وہاں میرا (دینی) بھائی رہتا ہے۔ فرشتے نے کہا: کیا اس کا تجھ پر کوئی احسان ہے جسے اتارنے جا رہے ہو؟ ملاقاتی نے جواب دیا نہیں، کچھ نہیں۔ بس اس سے محض اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتا ہوں (اس لیے اسے ملنے جا رہا ہوں) فرشتے نے کہا: میں تیری طرف اللہ کا بھیجا ہوا (فرشتہ) ہوں (اور تجھے بتانے آیا ہوں کہ) اللہ تعالیٰ تجھ سے اسی طرح محبت فرماتا ہے جس طرح تو محض اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے دینی بھائی سے محبت کرتا ہے۔“

((عَنْ أَبِي امامة، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”مَا أَحَبَّ عَبْدٌ عَبْدًا لِلَّهِ إِلَّا أَكْرَمَ رَبُّهُ عَزَّ وَجَلَّ.))^②

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی خاطر دوسرے بندے سے محبت کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اُس کی عزت کرتا ہے۔“

① صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل الحب فی اللہ تعالیٰ: ۲۵۶۷.

② مسند احمد: ۲۵۹/۵، سلسلة الصحیحة، رقم: ۱۲۵۶.



باب نمبر 1

شیطان اور اس کی علامات

شیطان ایک جن ہے لیکن جن انسانوں کے کام اور کرتوتیں شیطان کی طرح ہوں وہ بھی شیطان یا شیطان کے بھائی ہوتے ہیں۔ شیطان کو آگ سے پیدا کیا گیا۔ شیطان سوچ سمجھ کر دھوکہ اور فریب کی پلاننگ کرتا ہے۔ شیطان لوگوں کا ایسا دشمن ہے کہ ہر وقت ساتھ لگا رہتا ہے۔ اس کو جنت سے اس کے تکبر اور غرور کی وجہ سے نکالا گیا ہے، پھر اس نے سیدنا آدم علیہ السلام کو جنت سے نکلوایا۔ شیطان برے اعمال کو خوبصورت بنا کر پیش کرتا ہے اور وعدے کر کے بے وفائی کر جاتا ہے۔ لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے، برائی اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔ ابلیس انتہائی مکار، چال باز اور فتنوں میں ڈالنے والا ہے۔ شیطان انسان کے اندر خون کی طرح دوڑتا ہے۔ اس سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔ اس کے اپنے لشکر ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے ہر ایک کام ہے، نبی کریم ﷺ کے علاوہ یہ لوگوں کی شکل و صورت اختیار کر لیتا ہے۔ سب سے پہلے خود شبہ میں پڑا اور حجت بازی کی، اب لوگوں سے کرواتا ہے۔ ابلیس کے نزدیک ریاکاری، خود پسندی، لوگوں کو حقارت کی نظر سے دیکھنا، بت پرستی، قبر پرستی، جہالت والے سب کام ٹھیک ہیں۔ یہ انسان کو اس قدر گمراہ کر دیتا ہے کہ اس کو گناہ اور ثواب، حق اور باطل، عابد اور معبود میں تمیز ختم کرا کے جہالت و گمراہی کے اندھیرے گڑھوں میں گرا دیتا ہے۔ پھر لوگوں سے ڈرتا ہے اور کہتا ہے: دنیا کو بھی تو رکھنا ہے، لوگ کیا کہیں گے، بس اب تھوڑی دیر ہے۔ اپنے نفس کو بھول کر لوگوں کے عیب نکالنا۔ زاهدوں کو گوشہ نشینی، عابدوں کو عبادت کے چکر میں، علوم میں کامل لوگوں پر نام و نمود کی راہ سے، علم و عمل میں کامل علما کو تکبر

کی راہ سے، باپ دادوں، علماء اور فقہاء کی تقلید کے راستے لوگوں کو گمراہ اور سیدھے راستے سے دور کرتا ہے۔ شیطان کے زور اور غلبے سے بچنے کے لیے اللہ سے اپنا تعلق مضبوط رکھنا انتہائی ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نافرمان نے سیدنا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ شیطان مردود پر اللہ کی لعنت قیامت تک برستی رہے گی۔

مہلت مل جانے کے باوجود اپنے ساتھیوں کے ساتھ جہنم میں داخل ہوگا۔ شیطان بڑا سرکش اور دغا باز ہے اور اس کے ساتھی بے ایمان اور شریر قسم کے جن وانس ہی ہو سکتے ہیں۔ شیطان بُرا رفیق و ساتھی ہے اور اس کی پیروی سے لوگ راہ ہدایت سے دور ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا انتباہ

﴿يَبْنَىٰ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَا اَخْرَجَ اَبَوْنٰكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوَآءٌ لَّهُمَا ؕ اِنَّهٗ يَرٰكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِّنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِيْنَ اَوْلِيَاءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۚ وَاِذَا فَعَلُوْا فَاجَشَّةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْنَا اِبَاءَنَا وَاَللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ۚ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ اتَقُوْا لَوْنِ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۲۷﴾ قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَقِيْمُوا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ كَمَا بَدَاكُمْ تَعُوْدُوْنَ ۝۲۸﴾ فَرِيقًا هَدٰى وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ۚ اِنَّهُمْ اتَّخَذُوْا الشَّيَاطِيْنَ اَوْلِيَاءَ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝۲۹﴾ يَبْنَىٰ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝۳۱﴾ (الاعراف: ۲۷ تا ۳۱)

”اے آدم کی اولاد! کہیں شیطان تمہیں فتنے میں نہ ڈال دے جس طرح اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکلوا دیا۔ ایسی حالت میں ان کا لباس بھی اتروا دیتا کہ وہ ان کو ان کی شرمگاہیں دکھائے۔ وہ اور اس کا لشکر تمہیں وہاں سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھتے۔ ہم نے شیطانوں کو ان ہی لوگوں کا دوست بنایا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔ اور وہ لوگ جب کوئی بے حیائی کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اس پر پایا اور اللہ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے۔ کہہ دے: بے شک اللہ تعالیٰ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا۔ کیا تم اللہ کے ذمہ وہ بات لگاتے ہو جو تم نہیں جانتے۔ کہہ دے: میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے اور یہ کہ تم ہر سجدے کے وقت اپنا رخ سیدھا رکھو۔ اور اس کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے اسے پکارو، جس طرح اس نے تمہاری ابتداء کی اسی طرح تم دوبارہ جی اٹھو گے۔ ایک گروہ کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی اور ایک گروہ پر گمراہی ثابت ہو گئی۔ بے شک ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو دوست بنا لیا ہے اور سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت پانے والے ہیں۔ اے آدم کی اولاد! تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا خوبصورت اور اچھا لباس پہن لیا کرو۔ اور خوب کھاؤ اور پیو اور حد سے مت نکلو۔ بے شک اللہ تعالیٰ حد سے نکل جانے والوں سے محبت نہیں کرتا۔“

شیطان اور اس کے حواریوں کی بات ماننے والا مشرک ہے

﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ وَانَّ الشَّيْطَانَ لَيُفْخِخُونَ إِلَيْكُمْ لِجَادِلْكُمْ ۖ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ﴾ (الانعام: ۱۲۱)

”اور ایسے جانوروں میں سے مت کھاؤ جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو، اور یقیناً یہ

تو سراسر نافرمانی ہے، اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کے دلوں میں ضرور باتیں ڈالتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں۔ اور اگر تم نے ان لوگوں کا کہنا مان لیا تو یقیناً تم مشرک ہو جاؤ گے۔“

قرآن کو چھوڑ کر شیطان کی بات ماننے کا پیچھتائے گا

﴿وَيَوْمَ تَشْقَى السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَ نَزَلَ الْمَلَكُ تَنْزِيلًا ۝۲۵﴾
 الْمَلَكُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ لِلرَّحْمَنِ ۖ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكَافِرِينَ عَسِيرًا ۝۲۶
 وَيَوْمَ يَعْضُ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ۝۲۷
 يَوْمَئِذٍ لَيْتَنِي لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلًا ثَا خَلِيلًا ۝۲۸ لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي ۖ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا ۝۲۹
 الرَّسُولُ يَرْبِّ إِنَّ قَوِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ۝۳۰﴾

(الفرقان: ۲۵ تا ۳۰)

”اور جس دن آسمان بادل سمیت پھٹ جائے گا اور فرشتے لگا تار اتارے جائیں گے، اس دن حقیقی بادشاہی رحمن کی ہوگی اور یہ دن کافروں پر بڑا بھاری ہوگا۔ اور جس دن ظالم اپنے دونوں ہاتھ دانتوں سے کاٹے گا، اور کہے گا، اے کاش! میں نے رسول کی راہ اختیار کی ہوتی۔ ہائے افسوس! کاش کہ میں نے فلاں کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا۔ اس نے تو مجھے اس کے بعد گمراہ کر دیا کہ نصیحت میرے پاس آ پہنچی تھی اور شیطان تو انسان کو وقت پر دغا دینے والا ہے۔ اور رسول کہے گا: اے میرے پروردگار! بے شک میری امت نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا۔“

شیطان ہر موڑ پر بندے کو راہِ راست سے بھٹکاتا ہے اور گمراہ کرتا ہے
 ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا

أَنْزَلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا ۝ ﴿٦١﴾ (النساء: ٦٠ تا ٦١)

”کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا؟ جن کا دعویٰ تو یہ ہے کہ جو کچھ آپ پر اور جو کچھ آپ سے پہلے اتارا گیا ہے اس پر ان کا ایمان ہے، لیکن وہ اپنے فیصلے غیر اللہ کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ شیطان کا انکار کریں۔ شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ انہیں گمراہ کر دے بہت دور کا گمراہ کرنا۔ ان سے جب کبھی کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کلام کی اور رسول کی طرف آؤ، تو آپ دیکھ لیں گے کہ یہ منافق آپ سے صاف منہ پھیر لیتے ہیں۔“

اللہ کا سوال اور شیطان کا جواب

﴿قَالَ يَا ابْلِيسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُونَ مَعَ السَّاجِدِينَ ۝ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِاسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ ۝﴾ (الحجر: ۳۲ و ۳۳)

”(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: ابلیس! تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا؟ وہ بولا کہ میں ایسا نہیں کہ اس انسان کو سجدہ کروں جسے تو نے کالی اور سڑی ہوئی کھنکھاتی مٹی سے پیدا کیا ہے۔“

شیطان کا قیاس

﴿قَالَ مَا مَنَّكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ۖ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ۝﴾ (الاعراف: ۱۲)

”اللہ نے کہا: تجھے کس چیز نے روکا کہ تو سجدہ نہیں کرتا جب میں نے تجھے حکم دیا؟ اس (شیطان) نے کہا: میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو تو نے خاک (مٹی) سے پیدا کیا ہے۔“

((عن علی بن حسین عن صفیۃ بنت حبی قالت..... قال: إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنْ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ.))^①

علی بن حسین، صفیۃ بنت جی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”بلاشبہ شیطان انسان کی رگ و پے میں سرایت کیے رہتا ہے۔“

((عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”إِنَّ إِبْلِيسَ يَضَعُ عَرَشَهُ عَلَى الْمَاءِ، ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ، فَادْنَاهُمْ مِنْهُ مَنَزَلَةً أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً، يَجِيءُ أَحَدَهُمْ فَيَقُولُ: فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا، فَيَقُولُ: مَا صَنَعْتَ شَيْئًا، قَالَ ثُمَّ يَجِيءُ أَحَدَهُمْ فَيَقُولُ: مَا تَرَكْتَهُ حَتَّى فَرَّقْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ، قَالَ: فَيَذْنِيهِ مِنْهُ وَيَقُولُ: نَعَمْ أَنْتَ.“))^②

”سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک شیطان کا تخت پانی پر ہے، اور وہ اپنے لشکر کو دنیا میں فساد پھیلانے کے لیے بھیجتا ہے، جو آدمیوں کو گمراہ کرتے ہیں، اور شیطان کے نزدیک مرتبہ میں سب سے بڑا وہ ہوتا ہے جو جتنا بڑا فساد ڈالنے والا ہو۔ ان میں سے کوئی آکر کہتا ہے کہ میں نے فلاں فلاں کام کیے تو شیطان کہتا ہے: تو نے کچھ نہیں کیا اور جب کوئی آکر بتلاتا ہے کہ میں نے فلاں شخص کے ساتھ اس وقت تک لگا رہا جب تک کہ اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی نہ کرادی، تو شیطان اسے اپنے

① صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة ابليس وجنوده، رقم: ۳۲۸۱.

② صحیح مسلم، کتاب المنافقین، باب تحريش الشيطان وبعثه سراياه لفتنه الناس، رقم: ۲۸۱۳.

نزدیک کر لیتا ہے، اور کہتا ہے: ہاں! تو نے بڑا کام کیا ہے۔“
 ((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قرأ ابنُ آدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِي يَقُولُ يَا وَيْلَهُ وَفِي رِوَايَةٍ أَبِي كُرَيْبٍ يَا وَيْلَتِي أُمِرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَأُمِرْتُ بِالسُّجُودِ فَأَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ.))^①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جب کوئی آدمی سجدہ والی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتے ہوئے دور ہٹ جاتا ہے، اور کہتا ہے کہ میرا ستیا ناس! آدمی کو سجدے کا حکم ملا تو اس نے سجدہ کر لیا، اس کے لیے جنت ہے۔ اور مجھے بھی سجدے کا حکم ملا تھا لیکن میں نے انکار کر دیا، اور میرے لیے جہنم ہے۔“

1۔ ابلیس ایک جن ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ ۖ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ ۖ أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي ۚ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا ۝٥٠﴾ (الكهف: ٥٠)

”اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ تم آدم کے سامنے سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کر لیا، یہ جنوں میں سے تھا۔ اس نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی۔ پھر بھی تم اسے اور اس کی اولاد کو مجھے چھوڑ کر اپنا دوست بناتے ہو؟ حالانکہ وہ تم سب کا دشمن ہے۔ ایسے ظالموں کا بہت برا بدلہ ہے۔“

① صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلوۃ رقم: ۸۱۔

2۔ ابلیس آگ سے پیدا کیا گیا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالَ مَا مَنَّكَ آلَا تَسْجُدَا إِذْ أَمَرْتُكَ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ۝﴾ (الاعراف: ۱۲)

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تجھے کس چیز نے روکا کہ تو سجدہ نہ کرے جب کہ میں نے تجھے حکم دیا؟ اس نے کہا: میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا، اور اس کو تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے۔“

3۔ شیطان سوچ سمجھ کر دھوکہ دیتا ہے

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالَ رَبِّ إِنَّمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝﴾ (إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمْ الْمُخْلِصِينَ ۝) (الحجر: ۳۹، ۴۰)

”(شیطان نے) کہا: اے میرے رب! چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے مجھے بھی قسم ہے کہ میں بھی زمین میں ان کے لیے (نافرمانی و گناہ) کو مزین خوبصورت کروں گا، اور ہر صورت میں ان سب کو گمراہ کر کے رہوں گا۔ سوائے تیرے ان بندوں کے جو منتخب (چن لیے گئے ہیں) کر لیے گئے ہیں۔“

4۔ شیطان لوگوں کے ساتھ رہتا ہے

ارشادِ خداوندی ہے:

﴿فَازْلِهَ الشَّيْطَانَ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۝﴾ (البقرہ: ۳۶)

”لیکن شیطان نے ان کو بہکا کر وہاں سے نکلوا دیا اور ہم نے کہہ دیا کہ اتر جاؤ، تم ایک دوسرے کے دشمن ہو، اور ایک وقت مقرر تک تمہارے لیے زمین میں ٹھہرنا اور فائدہ اٹھانا ہے۔“

5۔ شیطان رسولوں اور تمام بنی آدم کا دشمن ہے

شیطان رسولوں اور لوگوں کا کھلا دشمن ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيْطَانِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ زُخْرَفَ الْقَوْلِ غُرُورًا وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ﴾ (الانعام: ۱۱۲)

”اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بہت سے شیطان پیدا کیے تھے، کچھ آدمی اور کچھ جن، جن میں سے بعض بعضوں کی چکنی چیرٹی باتوں کا وسوسہ ڈالتے رہتے تھے تاکہ ان کو دھوکہ میں ڈال دیں اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ ایسے کام نہ کر سکتے تھے۔ پس انہیں چھوڑ اور اسے بھی جو جھوٹ گھڑتے ہیں۔“

6۔ شیطان بری باتوں کی ترغیب دلاتا ہے

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِنَّا فِي الْأَرْضِ حَلَلًا طَيِّبًا ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ﴾ (۱۶۸) ﴿إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾ (۱۶۹)

(البقرہ: ۱۶۸، ۱۶۹)

”لوگو! زمین میں جتنی بھی حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں، انہیں کھاؤ پیو۔ اور شیطانی راہ پر نہ چلو، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ وہ تمہیں صرف برائی اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر ان باتوں کے کہنے کا حکم دیتا ہے جن کا تمہیں علم نہیں۔“

دوسری جگہ فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ۚ وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ أَبَدًا ۚ وَلَكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢١﴾﴾ (النور: ٢١)

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! شیطان کے نقش قدم پر مت چلو، جو شیطان کے قدموں کی پیروی کرے تو وہ تو بے حیائی اور برے کاموں کا ہی حکم دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تم پر نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی بھی کبھی بھی پاک صاف نہ ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہے پاک کر دیتا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔“

7۔ شیطان بدترین ساتھی ہے

﴿وَالَّذِينَ يُفْقُونَ أَمْرَ اللَّهِمْ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ وَمَنْ يَكُنِ الشَّيْطَانُ لَهُ قَرِينًا فَسَاءَ قَرِينًا ﴿٣٨﴾﴾ (النساء: ٣٨)

”اور جو اپنا مال لوگوں کو دکھاوے کے لیے خرچ کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے، اور جس کا ہم نشین اور ساتھی شیطان ہو، وہ اس کا بدترین ساتھی ہے۔“

8۔ شیطان ہر طرف سے وار کرتا ہے

﴿قَالَ فِيمَا آغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ ۚ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ﴾ (البقرة: ١٦)

شَمَّاءِ لَهُمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ﴿١٦﴾ (الاعراف: ١٦، ١٧)

”اس نے کہا: بسبب اس کے کہ آپ نے مجھ کو گمراہ کیا ہے، میں قسم کھاتا ہوں کہ میں ان کے لیے آپ کی سیدھی راہ پر بیٹھوں گا۔ پھر ان پر حملہ کروں گا، ان کے آگے سے بھی، اور ان کے پیچھے سے بھی، اور ان کی دہنی جانب سے بھی، اور ان کی بائیں جانب سے بھی، اور آپ ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائیں گے۔“

اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر اس کی دشمنی کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمُ بِاللَّهِ الْغُرُورُ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ۚ إِنَّمَا يَدْعُوا حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ ۖ﴾ (فاطر: ٥، ٦)

”لوگو! اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ تمہیں دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈالے۔ اور نہ دھوکے باز شیطان تمہیں غفلت میں ڈالے۔ یاد رکھو! شیطان تمہارا دشمن ہے۔ تم اسے دشمن جانو۔ وہ تو اپنے گروہ کو صرف اس لیے ہی بلاتا ہے کہ وہ سب بھڑکتی ہوئی آگ والوں میں سے ہو جائیں۔“

ایک مقام پر اس کے تکبر کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِإِيدِي ۖ أَنتَ كَبُرْتَ ۚ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِينَ ۚ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِمَّنْ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَ خَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ۖ﴾ (ص: ٧٥، ٧٦)

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابلیس! تجھے اسے سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا۔ یا پھر کیا تو بڑا بن گیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے بنایا، اور اسے مٹی سے بنایا۔“

اللہ تعالیٰ شیطان کی پیروی کرنے سے منع کرتا ہے۔ ارشاد گرامی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝﴾ (البقرہ: ۲۰۸)

”ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔“

9۔ شیطان مردود کو تکبر نے جنت سے نکلوا دیا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَنْ تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرُجْ إِنَّكَ مِنَ الصَّاغِرِينَ ۝﴾ (الاعراف: ۱۳)

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو آسمان سے اتر، تجھ کو کوئی حق حاصل نہیں کہ تو آسمان میں رہ کر تکبر کرے۔ سو نکل جا، بے شک تو ذلیلوں میں سے ہے۔“

10۔ شیطان نے سیدنا آدم علیہ السلام کو کس طرح دھوکہ دیا؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْآتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَنْ تَكُونَا مَلَائِكِينَ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ ۝﴾ (الاعراف: ۲۰)

”پھر شیطان نے ان دونوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ ان کی شرمگاہیں جو ایک دوسرے سے پوشیدہ تھیں، دونوں کو ظاہر کر دے اور کہنے لگا کہ تمہارے رب نے تمہیں اس درخت سے اور کسی سبب سے منع نہیں فرمایا مگر محض اس وجہ سے کہ تم دونوں کہیں فرشتے بن جاؤ یا کہیں ہمیشہ زندہ رہنے والوں میں سے

ہو جاؤ۔“

انسانوں! اپنے ماں باپ کے دشمن سے ہوشیار رہو

﴿يَبْنِيْ اٰدَمَ لَا يَفْتِنٰكُمْ الشَّيْطٰنُ كَمَا اَخْرَجَ اٰبَوٰكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا ۗ اِنَّهٗ يَرٰكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْهُمْ ۗ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيْطٰنَ اَوْلِيَاءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٢٤﴾﴾ (الاعراف: ٢٧)

”اے اولاد آدم! شیطان تم کو کسی فتنے میں نہ ڈال دے جیسا کہ اس نے تمہارے ماں، باپ کو جنت سے باہر کر دیا، ایسی حالت میں ان کا لباس بھی اتر وادیا تاکہ وہ ان کو ان کی شرمگاہیں دکھائے۔ وہ اور اس کا لشکر تم کو وہاں سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھتے ہو۔ ہم نے شیطان کو ان ہی لوگوں کا رفیق بنایا جو ایمان نہیں لاتے۔“

آدم علیہ السلام کی دعاء اور زمین کی طرف سفر

﴿قَالَ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا ۖ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۳۳﴾ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ ۚ وَمَتَاعٌ اِلٰی حِيْنٍ ﴿٢٣﴾﴾ (الاعراف: ٢٣، ٢٤)

”دونوں نے کہا: اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو واقعی ہمارا بڑا نقصان ہو جائے گا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ نیچے اتر جاؤ ایسی حالت میں تم باہم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے اور تمہارے واسطے زمین میں ایک وقت تک رہنے کی جگہ ہے اور نفع حاصل کرنا ہے۔“

زمین پر رہنے کے قاعدے کلیے ورنہ.....

﴿قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَلَمَّا يَأْتِيََنَّكُمْ
مِثْقَىٰ هُدًى ۖ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ ۖ وَمَنْ أَعْرَضَ
عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَعْمَىٰ ۚ
قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا ۚ﴾ (١٢٥) قَالَ كَذَلِكَ
أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا ۖ وَكَذَلِكَ الْيَوْمَ تُنْسَىٰ ۚ﴾ (١٢٦)

(طہ: ١٢٣ تا ١٢٦)

”فرمایا: تم دونوں اکٹھے یہاں سے اتر جاؤ، تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن
ہو۔ اب تمہارے پاس جب کبھی میری طرف سے ہدایت آئے تو جو میری ہدایت
کی پیروی کرے نہ تو وہ گمراہ ہو گا نہ تکلیف میں پڑے گا۔ ہاں جو میری یاد سے
روگردانی کرے گا اس کی زندگی تنگی میں رہے گی۔ اور ہم اسے بروز قیامت
اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا کہ الہی! مجھے تو نے اندھا کر کے کیوں
اٹھایا؟ حالانکہ میں تو دیکھنے والا تھا۔ وہ (اللہ) فرمائے گا: اسی طرح میری آیات
آئیں تو تو انہیں بھول گیا اور اسی طرح آج تو بھلایا جائے گا۔“

11۔ اللہ تعالیٰ کے مخلص دوستوں پر شیطان کا وارنہیں چلتا

اللہ تعالیٰ کے جو مخلص بندے ہوتے ہیں ان پر شیطان کا وارنہیں چلتا۔ اس ضمن میں ہم
چند آیات مبارکہ ذکر کرتے ہیں۔

﴿إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ وَكِيلًا ۝﴾ (١٥)

(الاسراء: ٦٥)

”میرے سچے بندوں پر تیرا کوئی قابو اور بس نہیں۔ ان کا وکیل کارساز و مددگار

ہونے کے لحاظ تیرا رب کافی ہے۔“

﴿وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ ۳۰ وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطَانٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يُّؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِي شَكٍّ وَرَبُّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَفِیْظٌ ﴿۴۱﴾

(سبا: ۲۰، ۲۱)

”شیطان نے ان کے بارے میں اپنا گمان سچا کر دکھایا، یہ لوگ سب کے سب اس کے تابعدار بن گئے سوائے مومنوں کی جماعت کے۔ شیطان کا ان پر کوئی زور اور دباؤ نہ تھا مگر تاہم ان لوگوں کو جان لیں جو آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، اور کون شک میں ہیں۔ اور تیرا رب ہر چیز پر نگران ہے۔“

﴿قَالَ رَبِّ إِنَّمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَرِيَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَا أَغْوِيَهُمْ أَجْمَعِينَ﴾ ۳۹ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمْ الْمُخْلِصِينَ ﴿۴۰﴾ قَالَ هَذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ﴿۴۱﴾ (الحجر: ۳۹، ۴۱)

”(شیطان نے) کہا: اے میرے رب! چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے مجھے بھی قسم ہے کہ میں بھی زمین میں ان کے لیے (گناہ) کو مزین کروں گا، اور ان سب کو بھی گمراہ کروں گا۔ سوائے تیرے ان بندوں کے جو منتخب کر لیے گئے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ ہاں! یہی مجھ تک پہنچنے والی سیدھی راہ ہے۔“

12۔ شیطان کا وعدہ دھوکے پر مبنی ہے

ارشادِ باری ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَن يَشَاءُ﴾
وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿۱۱۶﴾ إِنَّ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ

إِلَّا إِنَاثًا ۖ وَإِنْ يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَّرِيدًا ﴿١١٥﴾ لَعَنَهُ اللَّهُ مُوَقَّالًا
لَا يَخْذَنَ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ﴿١١٦﴾ وَلَا ضَلَّاهُمْ وَلَا مَبِيتَهُمْ
وَلَا مَرْئَهُمْ فَلْيُبَيِّتْكُنْ أَذَانَ الْإِنْعَامِ وَلَا مَرْئَهُمْ فَلْيَغَيِّرْنَ خَلْقَ
اللَّهِ ۚ وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِّن دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرًا
كَبِيرًا ﴿١١٧﴾ يَعِدُهُمْ وَيُمِيتُهُمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ﴿١١٨﴾
أُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا ﴿١١٩﴾

(النساء: ۱۱۶-۱۲۱)

”بے شک اللہ تعالیٰ قطعاً نہ بخشے گا اس بات کو کہ اس کے ساتھ شریک بنایا جائے
ہاں شرک کے علاوہ گناہ جس کے چاہے معاف فرما دیتا ہے، اور اللہ کے ساتھ
شریک بنانے والا بہت دور کی گمراہی میں بھٹک گیا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر صرف
عورتوں کو پکارتے ہیں اور صرف سرکش شیطان کو پوجتے ہیں۔ جس پر اللہ نے
لعنت کی ہے اور اس نے بیڑا اٹھایا ہے کہ میں تیرے بندوں میں سے مقرر شدہ
حصہ لے کر رہوں گا۔ اور انہیں ضرور گمراہ کروں گا اور انہیں ضرور آرزوئیں دلاتا
رہوں گا اور انہیں سکھاؤں گا کہ جانوروں کے کان چیر دیں اور ان سے کہوں گا کہ
اللہ کی بنائی صورت کو بگاڑ دیں، سنو! جو شخص اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا دوست
بنائے گا۔ وہ ان سے زبانی وعدے کرتا رہے گا، اور سبز باغ دکھاتا رہے گا، (مگر
یاد رکھو!) شیطان کے جو وعدے ہیں وہ دھوکے کے سوا کچھ نہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں
جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ اس سے بھاگنے کی کوئی جگہ نہ پائیں گے۔“

قیامت کے دن شیطان مکر جائے گا

﴿وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَ
وَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ ۚ وَمَا كَانَ لِي عَلَيْكُمْ مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ

دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي ۖ فَلَا تُلُومُونِي وَلُومُوا أَنْفُسَكُمْ ۚ مَا آتَا
بِمُصْرِ خُكُمْ وَمَا أَنْتُمْ بِمُصْرِخِي ۚ إِنِّي كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ مِنْ
قَبْلُ ۚ إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۲۲﴾ (ابراہیم : ۲۲)

”جب اور کام کا فیصلہ کر دیا جائے گا تو شیطان کہے گا کہ اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا، اور میں نے تم سے جو وعدے کیے تھے ان کی خلاف ورزی کی، میرا تم پر کوئی دباؤ تو تھا ہی نہیں۔ ہاں میں نے تو تمہیں صرف بلایا اور تم نے میری مان لی۔ اب تم مجھے ملامت نہ کرو بلکہ اپنے آپ کو ملامت کرو، نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچتا ہوں اور نہ تم میری فریاد کو پہنچنے والے ہو، میں تو سرے سے مانتا ہی نہیں کہ تم مجھے اس سے پہلے اللہ کا شریک مانتے رہے ہو۔ یقیناً ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

یعنی اہل ایمان جنت میں اور اہل کفر و شرک دوزخ میں چلے جائیں گے تو شیطان جہنمیوں سے کہے گا: اللہ نے جو وعدے اپنے پیغمبروں کے ذریعہ سے کیے تھے (کہ نجات میرے پیغمبروں پر ایمان لانے میں ہے) وہ حق تھے ان کے مقابلے میں میرے وعدے تو سراسر دھوکہ اور فریب کے علاوہ کچھ بھی نہ تھے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ ۖ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا﴾ ﴿۱۲۰﴾

(انساء : ۱۲۰)

”شیطان ان سے وعدے کرتا اور آرزوئیں دلاتا ہے لیکن شیطان کے یہ وعدے محض دھوکہ ہیں۔“

13۔ شیطان صبر و تحمل کے ساتھ گمراہ کرتا ہے

﴿قَالَ أَذْهَبَ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاؤُكُمْ جَزَاءً

مَوْفُورًا ۝۳۱ وَ اسْتَغْفِرُ مَنْ اسْتَطَعَتْ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَ اجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَ رَجْلِكَ وَ شَارِكُهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ وَ عَدَهُمْ ۝۳۲ وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ اِلَّا غُرُورًا ۝۳۳ اِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ وَ كَفٰی بِرَبِّكَ وَكِيلًا ۝۳۴ ﴿﴾ (بنی اسرائیل: ۶۳ تا ۶۵)

”ارشاد ہوا کہ جا، اُن میں سے جو بھی تیرا تابعدار ہو جائے گا تو تم سب کی سزا جہنم ہے جو پورا پورا بدلہ ہے۔ ان میں سے تو جسے بھی اپنی آواز سے بہکا سکے بہکا اور ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا کر لے آ، اور ان کے مال اور اولاد میں ان کا حصہ دار بن اور ان سے وعدے کر۔ ان سے جتنے بھی وعدے شیطان کے ہوتے ہیں، سب کے سب دھوکے کے سوا کچھ نہیں۔ میرے سچے بندوں پر تیرا کوئی قابو اور بس نہیں۔ تیرا رب وکیل ہونے کے لحاظ سے کافی ہے۔“

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۚ وَ مَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ۚ وَ لَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلٰیكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ مَا زَلٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۚ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّىْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۳۱﴾ (النور: ۲۱)

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! شیطان کے قدموں کے پیچھے مت چلو۔ جو شخص شیطان کے قدموں کی پیروی کرے تو وہ (شیطان) تو بے حیائی اور برے کاموں کا حکم دیتا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تم پر نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی بھی کبھی بھی پاک صاف نہ ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ جسے پاک کرنا چاہے کر دیتا ہے۔ اور اللہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔“

14۔ شیطان برے اعمال کو خوبصورت بنا کر پیش کرنے میں ماہر ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَعَادًا وَثُمُودًا وَقَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنْ مَّسْكِيهِمْ زَيْنَ لَهُمْ
الشَّيْطَانُ أَعْمَاهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَكَانُوا مُصْتَبِرِينَ﴾ (٣٨)

(العنکبوت: ٣٨)

”اور ہم نے عاد یوں اور ثمود یوں کو بھی غرق کیا، جن کے بعض مکانات تمہارے سامنے ظاہر ہیں، اور شیطان نے انہیں ان کے برے اعمال کو خوبصورت کر کے دکھائے اور انہیں اصل راہ سے روک دیا، حالانکہ وہ سمجھ دار تھے۔“

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِنْ قَبْلِكَ فَآخَذْنَاهُمْ بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَآءِ
لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ ۚ فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلَكِنْ
قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۚ فَلَمَّا
نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمُ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ۖ هَتَّٰئِذَا فِرْحُوا
بِمَا أَوْتُوا ۖ آخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ ۚ﴾ (٣٩)

(الانعام: ٤٢ تا ٤٤)

”ہم نے تجھ سے پہلے کئی امتوں کی طرف رسول بھیجے، پھر ہم نے ان کو تنگ دستی اور بیماری میں پکڑا تا کہ وہ عاجزی اختیار کریں۔ سو جب ان کو ہماری سزا پہنچی تھی وہ کیوں نہ گڑگڑائے، بلکہ ان کے قلوب (دل) سخت ہو گئے اور شیطان نے جو کچھ وہ کر رہے تھے ان کے لیے خوش نما بنا دیا۔ پھر جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھولے رہے جن کی ان کو نصیحت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول کر دیئے یہاں تک کہ جب ان چیزوں پر جو کہ ان کو ملی تھیں وہ خوب

اترا گئے تو ہم نے ان کو اچانک پکڑ لیا، پھر تو وہ بالکل مایوس ہو گئے۔“

نیز فرمایا:

﴿وَجَدْنَاهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَزَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ﴾ (۳۳)

(النمل: ۲۴)

”میں نے اسے اور اس کی قوم کو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہوئے پایا، شیطان نے ان کے اعمال ان کے لیے مزین کر دیئے ہیں۔ پس انہیں اصل راستے سے روک دیا ہے پس وہ سیدھا راستہ نہیں پاتے۔“

﴿تَاللَّهِ لَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمْ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (۶۲)

(النحل: ۶۳)

”واللہ! ہم نے تجھ سے پہلے کی امتوں کی طرف بھی اپنے رسول بھیجے لیکن شیطان نے ان کے اعمال ان کی نگاہوں میں مزین و خوش نما کر دیئے، وہ شیطان آج بھی ان کا رفیق و ساتھی بنا ہوا ہے۔ اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

﴿إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ﴾ (محمد: ۲۵)

”یقیناً جو لوگ اپنی پیٹھ کے بل اُلٹے پھر گئے اس کے بعد کہ ان کے لیے سیدھا راستہ واضح ہو چکا، شیطان نے ان کے لیے (ان کا عمل) مزین کر دیا اور انہیں ڈھیل دے رکھی ہے۔“

15۔ شیطان لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے

شیطان لوگوں کے دلوں میں وساوس ڈالتا ہے، اور اس طرح انہیں متذبذب کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ وَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَيُؤْخَذُونَ إِلَىٰ أُولِيهِمْ لِيُجَادِلُوهُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ﴾ (١٢١) ﴿(الانعام: ١٢١)﴾

”اور ایسے جانوروں میں سے مت کھاؤ جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اور یہ کام نافرمانی کا ہے اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کے دلوں میں ضرور باتیں ڈالتے ہیں تاکہ یہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم ان لوگوں کی اطاعت کرنے لگو تو یقیناً تم مشرک ہو جاؤ گے۔“

16۔ شیطان برائی اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۖ إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾ (١٦٩) ﴿

(البقرہ: ١٦٨، ١٦٩)

”اے لوگو! زمین میں جتنی بھی حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں، انہیں کھاؤ پیو۔ اور (ہوشیار رہنا) شیطان کی پیروی نہ کرنا وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ وہ تمہیں صرف برائی اور بے حیائی کا۔ اور اللہ تعالیٰ پر ان باتوں کے کہنے کا حکم دیتا ہے جن کا تمہیں علم نہیں۔“

اللہ تعالیٰ ہم سب کو شیطان کے مکر و فریب سے بچائے۔ آمین



باب نمبر 2

شیطان کے دوست

اب ہم شیطان کے دوستوں کا ذکر قرآنی آیات کی روشنی میں کرتے ہیں۔ تاکہ ان سے دوستی نہ کی جائے اور حتی الوسع ان سے اجتناب کیا جائے۔

شیطان کے دوستوں کا انجام

﴿وَلَا ضَلَالَهُمْ وَلَا مُمْيَةً لَهُمْ وَلَا مَرْتَهُمْ فَلْيَبْتَكَنْ أَذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَا مَرْتَهُمْ فَلْيَغَيِّرَنَّ خَلْقَ اللَّهِ وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِّنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرًا مُّبِينًا ۝۱۹﴾ يَعِدُهُمْ وَيُمْنِيَهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ۝۲۰ أُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا ۝۲۱﴾ (النساء: ۱۱۹ تا ۱۲۱)

”اور میں انہیں ضرور گمراہ کروں گا اور انہیں ضرور آرزوئیں دلاؤں گا اور انہیں ضرور حکم دوں گا کہ وہ جانوروں کے کان کاٹیں اور انہیں ضرور حکم دوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی صورت کو بدلیں اور جو کوئی اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا دوست بنائے تو یقیناً اس نے واضح خسارہ اٹھایا۔ وہ انہیں وعدے دیتا ہے، اور آرزوئیں دلاتا ہے اور شیطان انہیں دھوکے کے علاوہ اس کے وعدوں کی کوئی حقیقت نہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم، اور وہ اس سے بھاگنے کی کوئی جگہ نہ پائیں گے۔“

سجدہ نہ کرنا ابلیس کا کام

﴿وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ ۖ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ ۖ أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي ۖ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا ۝۵۰﴾ (الكهف: ۵۰)

”اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ تم آدم کے سامنے سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا، یہ جنوں میں سے تھا۔ اس نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی۔ کیا پھر بھی تم اسے اور اس کی اولاد کو مجھے چھوڑ کر اپنا دوست بنا رہے ہو؟ حالانکہ وہ تم سب کا دشمن ہے ایسے ظالموں کے لیے بُرا بدلہ ہے۔“

اللہ کو چھوڑ کر غیر کی عبادت کرنے والا شیطان کا دوست ہے

﴿وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ ۖ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا ۖ إِذْ قَالَ لِأَبْنَيْهِ يَأْتِكُم مِمَّا تَعْبُدُونَ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا ۖ يَأْتِكُم إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكُمْ فَاتَّبِعُونِي أَهْدِكُمْ صِرَاطًا سَوِيًّا ۖ يَأْتِكُم لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَنِ عَصِيًّا ۖ يَأْتِكُم إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِنَ الرَّحْمَنِ فَتَكُونُوا لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا ۖ قَالَ أَرَأَيْتَ أَنْتَ عَنْ إِلَهِتِي يَا إِبْرَاهِيمُ ۖ لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا ۖ﴾ (مریم: ۴۱ تا ۴۶)

”اس کتاب میں ابراہیم کا قصہ بیان کرو، بے شک وہ بڑی سچائی والے پیغمبر تھے جب کہ اس نے اپنے باپ سے کہا کہ ابا جان! آپ ان بتوں کی پوجا کیوں کرتے ہیں جو نہ سنتے ہیں، نہ دیکھتے ہیں اور نہ آپ کو کچھ بھی فائدہ پہنچا سکیں؟

میرے مہربان باپ! آپ دیکھئے، میرے پاس وہ علم آیا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا تو آپ میری ہی مانیئے، میں بالکل سیدھی راہ کی طرف آپ کی رہنمائی کروں گا۔ میرے ابا جان! آپ شیطان کی عبادت نہ کریں، شیطان تو رحم و کرم والے اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی نافرمان ہے۔ ابا جی! مجھے خوف لگا ہوا ہے کہ کہیں آپ پر کوئی عذاب الہی نہ آپڑے کہ آپ شیطان کے ساتھی بن جائیں۔ اس نے جواب دیا کہ اے ابراہیم! کیا تو میرے معبودوں سے بے رغبتی کرنے والا ہے۔ سن اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے پتھروں سے مار ڈالوں گا۔ اور مجھے چھوڑ جا، اس حال میں کہ تو صحیح سالم ہے۔ کہا: اچھا تم پر سلام ہے۔ میں تو اپنے پروردگار سے تمہاری بخشش کی دعا کرتا رہوں گا، بے شک وہ مجھ پر ہمیشہ سے بے حد مہربان ہے۔“

شیطان کے حواریوں سے دوستی کرنے والا گمراہ ہے

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَنْ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ إِنَّ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي تُسِرُّونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ①﴾

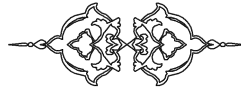
(الممتحنة: ۱)

”اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، میرے اور (خود) اپنے دشمنوں کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ تم تو دوستی سے ان کی طرف پیغام بھیجتے ہو اور وہ اس حق کا جو تمہارے پاس آچکا ہے انکار کرتے ہیں، پیغمبر کو اور خود تمہیں بھی محض اس وجہ سے جلاوطن کرتے ہیں کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان رکھتے ہو، اگر تم میری راہ میں جہاد کے لیے اور میری رضامندی کی طلب میں نکلتے ہو (تو ان سے دوستیاں نہ کرو) تم ان کے

پاس محبت کے پیغام پوشیدہ پوشیدہ بھیجتے ہو۔ اور مجھے خوب معلوم ہے جو تم نے چھپایا اور وہ بھی جو تم نے ظاہر کیا، تم میں سے جو بھی یہ کام کو کرے گا۔ وہ یقیناً سیدھی راہ سے گمراہ ہو جائے گا۔“

((عن عبد الله بن مسعود، قال: خَطَّ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا خَطًّا ثُمَّ قَالَ ”هَذَا سَبِيلُ اللَّهِ“ ثُمَّ خَطَّ خُطُوطًا، عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ قَالَ هَذِهِ سُبُلٌ عَلَى كُلِّ سَبِيلٍ مِنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُو إِلَيْهِ، ثُمَّ تَلَا: وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ.))^①

”نبی کریم ﷺ نے ایک خط کھینچا، اور فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا سیدھا راستہ ہے، پھر کچھ خطوط اس کے دائیں بائیں کھینچے اور فرمایا: یہ دوسرے راستے ہیں جن میں سے ہر راستے پر ایک شیطان ہے جو اپنی طرف بلاتا ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی کہ ”یقیناً یہ میرا مستقیم راستہ ہے۔ پس اس کی اتباع کرو۔ اور شیطان کے راستوں کی اتباع نہ کرو۔ وگرنہ وہ تو تم کو اس کے راستے سے ہٹا دے گا۔“



① مسند احمد: ۱/۴۳۵۔ مسند دارمی ۱/۷۸، رقم: ۲۰۲۔ سنن ابن ماجہ، مقدمہ، رقم: ۱۱۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

باب نمبر 3

شیطان کے دوستوں کی نشانیاں

کتاب اللہ سے غفلت اور منہ موڑنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَكْلِفْ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ٦٢﴾ بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِّنْ هَذَا وَ لَهُمْ أَعْمَالٌ مِّنْ دُونِ ذَلِكَ هُمْ لَهَا عَمِلُونَ ٦٣ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذْنَا مُتْرَفِيَهُم بِالْعِزَازِ إِذَا هُمْ يَجْرُونَ ٦٤ لَا تَجْرُوا الْيَوْمَ إِنَّكُمْ مِنَّا لَا تَنْصَرُونَ ٦٥ قَدْ كَانَتْ آيَتِي تُثْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ تَنْكَصُونَ ٦٦ مُسْتَكْبِرِينَ ٦٧ سَمِيرًا تَهْجُرُونَ ٦٨﴾ (المومنون: ٦٠ تا ٦٧)

”ہم کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ کام نہیں دیتے، ہمارے پاس ایسی کتاب ہے جو حق کے ساتھ بولتی ہے، ان کے اوپر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔ بلکہ ان کے دل اس طرف سے غفلت میں ہیں، اور ان کے لیے اس کے سوا بھی بہت سے اعمال ہیں جنہیں وہ کرنے والے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ہم ان کے آسودہ حال لوگوں کو عذاب میں پکڑیں گے، اچانک وہ بلبلارہے ہوں گے۔ آج مت بلبلاؤ، بے شک تمہیں ہماری طرف سے مدد نہ دی جائے گی۔ میری آیتیں تو تمہارے سامنے پڑھی جاتی تھیں، پھر بھی تم اپنی ایڑیوں کے بل لٹے بھاگتے

تھے، اکڑتے، ایٹھتے، افسانہ گوئی کرتے اسے چھوڑ دیتے تھے۔“

ان کے برعکس مومنوں کا طرز عمل

((أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ ﴿وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجَلَةٌ﴾ (المؤمنون: ٦٠) قَالَتْ عَائِشَةُ: أَهْمُ الَّذِينَ يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ وَيَسْرِقُونَ؟ قَالَ: ”لَا يَا بِنْتَ الصِّدِّيقِ، وَلَكِنَّهُمْ الَّذِينَ يَصُومُونَ وَيُصَلُّونَ وَيَتَصَدَّقُونَ، وَهُمْ يَخَافُونَ أَنْ لَا يُقْبَلَ مِنْهُمْ“)) ❶

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: ڈرنے والے کون ہیں، وہ جو شراب پیتے، بدکاریاں کرتے اور چوریاں کرتے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: نہیں، بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو نماز پڑھتے، روزہ رکھتے صدقہ و خیرات کرتے ہیں لیکن ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں یہ نامقبول نہ ٹھہریں۔

سنی سنائی باتوں کو ہوا دینا۔ جھوٹ بولنا۔ قول فعل میں تضاد

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَن تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ۖ (٣١) تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ۖ (٣٢) يُلْقُونَ السَّعَةَ وَآكُثْرُهُمْ كَذِبُونَ ۖ (٣٣) وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ۖ (٣٤) أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ۖ (٣٥) وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ۖ (٣٦) إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانْتَصَرُوا مِن بَعْدِ مَا ظَلَمُوا ۗ (٣٧) وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۖ (٣٨)﴾ (الشعراء: ٢٢١ تا ٢٢٧)

❶ سنن ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، رقم: ۳۱۷۵۔ مسند احمد: ۱۶۰، ۱۹۵/۶۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

”کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیطان کس پر اترتے ہیں؟ وہ ہر ایک جھوٹے گناہگار پر اترتے ہیں، اچھٹی ہوئی سنی سنائی پہنچا دیتے ہیں اور ان میں سے اکثر جھوٹے ہیں۔ شاعروں کی پیروی وہ کرتے ہیں جو بھٹکے ہوئے ہوں۔ کیا آپ نے انہیں دیکھا کہ شاعر ہر ایک وادی میں سرمارتے پھرتے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔ سوائے ان کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور انتقام لیا اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا جنہوں نے ظلم کیا، وہ بھی عنقریب جان لیں گے کہ لوٹنے کی کون سی جگہ لوٹ کر جائیں گے۔“

اللہ کے سیدھے راستے سے روکنا

﴿وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ ۝۳۶﴾
 ﴿وَأَنَّهُمْ لَيَصْدُوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَيَحْسَبُوْنَ أَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝۳۷﴾
 حَتَّىٰ إِذَا جَاءَنَا قَالَ يَلَيْتَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِينُ ۝۳۸﴾ وَلَنْ يَنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ إِذْ ظَلَمْتُمْ أَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ ۝۳۹﴾ (الزخرف: ۳۶ تا ۳۹)

”اور جو شخص رحمن کی یاد سے غفلت کرے، ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں وہی اس کا ساتھی رہتا ہے۔ اور وہ انہیں اصل راہ سے روکتے ہیں، اور اس خیال میں رہتے ہیں کہ یہ سیدھی راہ پر ہیں، یہاں تک کہ جب ہمارے پاس آئے گا کہے گا: (اپنے ساتھی یعنی شیطان سے کہے گا) کاش! میرے اور تیرے درمیان دو مشرقوں کا فاصلہ ہوتا، تو بڑا بُرا ساتھی ہے۔ ان سے کہا جائے گا جب کہ تم ظالم ٹھہر چکے ہو تو آج تمہیں (ایسی گفتگو) کچھ نفع نہیں دے سکتی تم سب عذاب میں برابر کے شریک ہو۔“

خالی خولی دعوے کرنا

﴿وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ التَّقَىٰ الْجُبْنِ فَبِأَذْنِ اللَّهِ وَ لِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ ۝۱۶۳﴾ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا ۖ وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ ادْفَعُوا ۖ قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنَاكُمْ هُمْ لِلْكَفَرِ يَوْمَئِذٍ اقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ ۝۱۶۴﴾

(آل عمران: ۱۶۶ تا ۱۶۷)

”اور تمہیں جو کچھ اس دن پہنچا جس دن دو جماعتوں میں مڑ بھڑ ہوئی تھی وہ سب اللہ کے حکم سے تھا اور اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو جان لے اور منافقوں کو بھی جان لے۔ جن سے کہا گیا کہ آؤ اللہ کی راہ میں جہاد کرو، کافروں کو ہٹاؤ، تو وہ کہنے لگے: اگر ہم لڑائی جانتے ہوتے تو ضرور ساتھ دیتے، وہ اس دن بہ نسبت ایمان کے کفر سے بہت قریب تھے، اپنے منہ سے وہ باتیں بناتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں، اور اللہ خوب جانتا ہے جسے وہ چھپاتے ہیں۔“

آزمائش اور تنبیہ کے بعد بھی عبرت حاصل نہ کرنا اور وحی کو ہلکا سمجھنا

﴿وَإِذَا مَا أَنْزَلْتُ سُورَةً فَمِنْهُمْ مَّنْ يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَذِهِ إِيمَانًا فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ۝۱۶۴﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ فزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا وَهُمْ كَافِرُونَ ۝۱۶۵﴾ أَوْ لَا يَذَرُونَ أَمْهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذْكُرُونَ ۝۱۶۶﴾ وَإِذَا مَا أَنْزَلْتُ سُورَةً نَّظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ هَلْ يَرِيكُمْ مِّنْ أَحَدٍ ثُمَّ

انْصَرَفُوا ۖ صَرَفَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ﴿١٢٤﴾ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢٥﴾ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ ۚ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿١٢٦﴾

(التوبہ: ۱۲۴ تا ۱۲۹)

”اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو منافقین کہتے ہیں کہ اس سورۃ نے تم میں سے کس کے ایمان میں اضافہ کیا ہے؟ سو جو لوگ ایمان دار ہیں، اس سورۃ نے ان کے ایمان میں اضافہ کیا ہے اور خوش ہو رہے ہیں، اور جن کے دلوں میں بیماری ہے، اس سورۃ نے ان کی گندگی کے ساتھ اور گندگی بڑھادی، اور وہ حالت کفر میں ہی مر گئے، اور کیا ان کو نہیں دکھائی دیتا کہ یہ لوگ ہر سال میں ایک بار یادو بار کسی نہ کسی آفت میں پھنستے رہتے ہیں، پھر بھی نہ تو وہ توبہ کرتے ہیں، اور نہ وہ نصیحت قبول کرتے ہیں۔ اور جب کوئی سورۃ نازل کی جاتی ہے تو ایک دوسرے کو دیکھنے لگتے ہیں کہ تم کو کوئی دیکھتا تو نہیں، پھر منہ پھیر لیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کا دل پھیر دیا ہے، اس وجہ سے وہ شخص بے سمجھ لوگ ہیں۔ تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جس پر تمہارا مشقت میں پڑنا نہایت ان کو تکلیف دیتا ہے۔ جو تمہاری بھلائی کا بڑا خواہش مند رہتا ہے، ایمان داروں پر بہت شفقت کرنے والا اور نہایت مہربان ہے، پھر اگر وہ روگردانی کریں تو آپ کہہ دیجیے کہ میرے لیے اللہ کافی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں نے اسی پر بھروسہ کیا ہے اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔“

مؤمن جہاد کے لیے فوراً تیار ہو جاتے ہیں

ایک جگہ فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَتَأْتَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ أَرْضَيْتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ ۝ (۳۸) إِلَّا تَنْفَرُوا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَنْصُرُوهُ شَيْئًا وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ (۳۹) إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ۚ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَى ۗ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ (۴۰) تَفَسَّرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ (۴۱)﴾

(التوبہ: ۳۸ تا ۴۱)

”اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے راستہ میں نکلو تو تم زمین کی طرف بوجھل ہو جاتے ہو، کیا تم آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی پر خوش ہو گئے ہو؟ سنو دنیا کی زندگی کا سامان تو آخرت کے مقابلے میں بہت ہی تھوڑا ہے۔ اگر تم نہ نکلے تو تمہیں اللہ تعالیٰ دردناک سزا دے گا اور تمہارے علاوہ اور لوگوں کو لے آئے گا، تم اللہ تعالیٰ کو نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اگر تم اس کی مدد نہ کرو، تو اللہ ہی نے اس کی مدد کی اس وقت جب کہ کافروں نے نکال دیا۔ دو میں سے دوسرا تھا جب کہ وہ دونوں غار میں تھے جب یہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پس جناب باری نے اپنی طرف کی تسکین اس پر نازل فرما کر ان لشکروں سے اس کی مدد کی جنہیں تم نے دیکھا بھی نہیں، اس نے کافروں کی بات پست کر دی، اور

بلند و عزیز تو اللہ کا کلمہ ہی ہے، اللہ غالب ہے، حکمت والا ہے۔ نکل کھڑے ہو جاؤ ہلکے اور بوجھل اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کے راستے میں جہاد کرو، یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔“

علامہ شوکانی رحمہ اللہ ان آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”روم کے عیسائی بادشاہ ہرقل کے بارے اطلاع ملی کہ وہ مسلمانوں کے خلاف لڑائی کی تیاری کر رہا ہے، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے بھی اس کے لیے تیاری کا حکم دے دیا، یہ شوال سن ۹ ہجری کا واقعہ ہے۔ موسم سخت گرمی کا تھا، اور سفر بہت لمبا تھا، بعض مسلمانوں اور منافقین پر یہ حکم گراں گزرا جس کا اظہار اس آیت میں کیا گیا ہے اور انہیں زجر و توبیخ کی گئی ہے۔ یہ جنگ تبوک کہلاتی ہے جو حقیقت میں ہوئی نہیں، دو روز مسلمان ملک شام کے قریب تبوک میں رہ کر واپس آ گئے، اس کو ”جیش العسره“ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس لمبے سفر میں اس لشکر کو کافی دقتوں اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ”انا قلتم“ ”یعنی سستی کرتے ہو، اور پیچھے رہنا چاہتے ہو“ اس کا مظاہرہ بعض لوگوں کی طرف سے ہوا لیکن اس کو منسوب سب کی طرف کر دیا گیا۔ (فتح القدیر، للشوکانی)

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر کی مدد اس وقت بھی کی جب اس نے غار میں پناہ لی تھی، اور اپنے ساتھی (ابوبکر) سے کہا تھا: غم نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے، اس کی تفصیل حدیث میں آتی ہے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب ہم غار میں تھے میں نے نبی کریم ﷺ سے کہا: اگر ان مشرکین نے (جو ہمارے تعاقب میں ہیں) اپنے قدموں پر نظر ڈالی تو وہ ہمیں دیکھ لیں گے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((يَا أَبَا بَكْرٍ مَا ظَنَنْتَ بِاثْنَيْنِ اللَّهُ تَالِيَهُمَا)) ❶

”اے ابو بکر! تمہارا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے، یعنی اللہ کی مدد اور اس کی نصرت جن کے شامل حال ہے۔“

دھوکہ دینا، ایمان والوں کا مذاق اڑانا اور باطل کو حق پر ترجیح دینا

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ شیطان کے دوستوں کی خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ ۖ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝۷﴾^۷ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ ۝۸ يُخَدِّعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا ۖ وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ۝۹ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ ۖ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۖ لِّمَّا كَانُوا يَكْذِبُونَ ۝۱۰ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ۝۱۱ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَكِن لَّا يَشْعُرُونَ ۝۱۲ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ ۖ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَكِن لَّا يَعْلَمُونَ ۝۱۳ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا بِمَا آمَنُوا ۖ وَإِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُونَ ۝۱۴ اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝۱۵ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ ۖ فَمَا رَبِّحَتْ تِجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝۱۶ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۖ فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمٍ لَّا يَبْصُرُونَ ۝۱۷

❶ صحیح بخاری، کتاب التفسیر باب ۹، رقم: ۴۶۶۳۔

صُمُّ بُكْمٌ عُمًى فَهُمْ لَا يَرِجُونَ ﴿١٨﴾ أَوْ كَصَيْبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِم مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ وَاللَّهُ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ ﴿١٩﴾ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشَوْا فِيهِ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا ط وَ لَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٠﴾ ﴿البقرہ: ۷ تا ۲۰﴾

”اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر لگا دی ہے، اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے، اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں لیکن درحقیقت وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کو اور ایمان والوں کو دھوکہ دیتے ہیں، لیکن دراصل وہ خود اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں، مگر سمجھتے نہیں۔ ان کے دلوں میں بیماری تھی اللہ تعالیٰ نے انہیں بیماری میں مزید بڑھا دیا، اور ان کے جھوٹ کی وجہ سے ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح کرنے والے ہیں۔ خبردار رہو! یقیناً یہی لوگ فساد کرنے والے ہیں، لیکن شعور (سمجھ) نہیں رکھتے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اور لوگوں (صحابہ رضی اللہ عنہم) کی طرح تم بھی ایمان لاؤ تو جواب دیتے ہیں کہ ہم ایسا ایمان لائیں جیسا بے وقوف لائے ہیں، خبردار ہو جاؤ! یہی بے وقوف ہیں لیکن جانتے نہیں۔ اور جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان والے ہیں، اور جب اپنے بڑوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم تو صرف ان سے مذاق کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی

ان سے مذاق کرتا ہے اور انہیں ان کی سرکشی اور بہکاوے میں اور بڑھا دیتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی کو ہدایت کے بدلے میں خرید لیا پس نہ تو ان کی تجارت نے ان کو فائدہ پہنچایا، اور نہ ہدایت والے ہوئے۔ ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی، پس اس پاس کی چیزیں روشنی میں آئی ہی تھیں کہ اللہ ان کو نور کو لے گیا، اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا، جو نہیں دیکھتے۔ بہرے، گونگے، اندھے ہیں، پس وہ نہیں لوٹتے۔ یا آسمانی بجلی والی موسلا دھار بارش کی طرح جس میں اندھیرے، بجلی اور چمک۔ اور گرجنے والی بجلیوں کی وجہ سے موت کے ڈر سے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کافروں کو گھیرنے والا ہے۔ قریب ہے کہ بجلی ان کی آنکھیں اُچک لے جائے، جب ان کے لیے روشنی کرتی ہے تو اس میں چلتے پھرتے ہیں اور جب ان پر اندھیرا کرتی ہے تو کھڑے ہو جاتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کے کانوں اور آنکھوں کو بے کار کر دے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔“

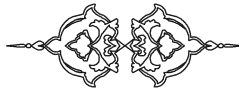
علامہ شوکانی رحمہ اللہ ان آیات کی روشنی میں رقمطراز ہیں:

”سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ نے اس کا مطلب یہ بیان فرمایا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو کچھ لوگ مسلمان ہو گئے لیکن جلد ہی منافق ہو گئے۔ ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جو اندھیرے میں تھا، اس نے روشنی جلائی جس سے اس کا ماحول روشن ہو گیا۔ بے مقصد اور نقصان دہ چیزیں واضح ہو گئیں، دفعۃً وہ روشنی بجھ گئی اور وہ حسب سابق تاریکیوں میں گھر گیا، یہی حال منافقین کا تھا۔ پہلے وہ شرک کی تاریکی میں تھے، مسلمان ہوئے تو روشنی میں آ گئے، حلال و حرام اور خیر و شر کو پہچان گئے، پھر وہ دوبارہ کفر و نفاق کی طرف لوٹ گئے تو ساری روشنی جاتی رہی۔“ (فتح القدیر: ۱/۴۲)

عبادت میں خلل ڈالنا

((عن ابی سعید، قال: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: إِذَا صَلَّى أَحَدٌ إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَلْيَدْفَعْهُ فَإِنَّ أَبِي فَلْيَقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ.))^❶

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نماز ادا کر رہا ہو تو کسی کو سامنے سے نہ گزرنے دے جس حد تک ہو سکتا ہو گزرنے والے کو روکے، اور اگر وہ زبردستی کرے تو اس کے ساتھ جھگڑا کرے کیونکہ گزرنے والے کے ساتھ شیطان ہے۔“



❶ صحیح بخاری، کتاب الصلاة، رقم: ۵۰۹۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب منع الماریین یدی المصلی، رقم: ۵۰۵۔

باب نمبر 4

شیطان کے دوستوں کی سزا

شیطان کے دوستوں کی سزا کیا ہوگی؟ اس کا ذکر بھی قرآن کی متعدد آیات کریمہ میں ہوا ہے۔ ذیل میں ہم اُن آیات مبارکہ کا ذکر کرتے ہیں، جن میں ان کی عبرتناک سزا کا تذکرہ ہے۔

جہنم کا عذاب، اللہ کے دیدار سے محرومی اور نامہ اعمال الٹے ہاتھ میں

﴿كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ ۝ وَمَا أَذْرُكَ مَا سِجِّينٌ ۝﴾^۸
 كِتَابٌ مَّرْقُومٌ ۝^۹ وَيَلْ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝^{۱۰} الَّذِينَ يُكْذِبُونَ
 بِيَوْمِ الدِّينِ ۝^{۱۱} وَمَا يُكْذِبُ بِهِ إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ۝^{۱۲} إِذَا تُتْلَىٰ
 عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝^{۱۳} كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ
 مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝^{۱۴} كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّحَجُوبُونَ ۝^{۱۵}
 ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيمِ ۝^{۱۶} ثُمَّ يُقَالُ هَذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ
 تُكَذِّبُونَ ۝^{۱۷}﴾ (المطففين: ۷ تا ۱۷)

”یقیناً بدکاروں کا نامہ اعمال سحین (قید خانہ) میں ہے۔ تجھے کیا معلوم سحین کیا ہے۔ (یہ تو) لکھی ہوئی کتاب ہے، اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت ہے، جو جزا کے دن کو جھٹلاتے رہے۔ اسے صرف وہی جھٹلاتا ہے جو حد سے آگے نکل جانے والا اور گناہگار ہوتا ہے، جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی

ہیں تو کہہ دیتا ہے کہ یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔ یوں نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کی وجہ سے زنگ چڑھ گیا ہے۔ ہرگز نہیں یہ لوگ اس دن اپنے رب سے پردے میں رکھے جائیں گے، پھر یہ لوگ بالیقین جہنم میں جھونکے جائیں گے۔ پھر کہہ دیا جائے گا کہ یہی ہے وہ جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔“

آخرت میں جہنم، اور دنیا میں ہلاکت و ذلت اور اللہ کی ناراضگی و غصہ

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقْضَىٰ عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِنْ عَذَابِهَا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي كُلَّ كَافِرٍ ۝۳۱﴾ وَهُمْ يَصْطَرِّحُونَ فِيهَا رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ ۖ أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُم مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ ۖ فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَّصِيرٍ ۝۳۲﴾ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ غَيْبِ السَّمُوتِ وَ الْأَرْضِ ۖ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝۳۳﴾ هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ ۖ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۖ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ إِلَّا مَقْتًا ۖ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ إِلَّا خَسَارًا ۝۳۴﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَكُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمُوتِ ۚ أَمْ آتَيْنَهُم كِتَابًا فَهُمْ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ إِن يَبْعُدُ الظَّالِمُونَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا إِلَّا غُرُورًا ۝۳۵﴾ إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمُوتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ۝۳۶﴾ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَاءَهُمْ نَذِيرٌ لَّيَكُونُنَّ أَهْدَىٰ مِنْ إِحْدَى الْأُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَاءَهُمْ نَذِيرٌ مَّا زَادَهُمْ إِلَّا نُفُورًا ۝۳۷﴾

اسْتَكْبَارًا فِي الْأَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۚ وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا
بِأَهْلِهِ ۚ فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ
تَبْدِيلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا ۚ ﴿٣٣﴾ أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي
الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوا
أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعْجِزَهُ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا
فِي الْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا قَدِيرًا ۚ ﴿٣٤﴾ وَلَوْ يَوَازِئُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا
كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَى ظَهْرِهَا مِنْ دَابَّةٍ وَلَكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ
مُتَسَمٍّ ۚ فَإِذَا جَاءَ أَجْلُهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِعِبَادِهِ بَصِيرًا ۝ ﴿٣٥﴾ ﴿

(فاطر: ۳۶ تا ۴۵)

”اور جو لوگ کافر ہیں ان کے لیے دوزخ کی آگ ہے، نہ تو ان کا کام تمام کیا جائے گا کہ وہ مر ہی جائیں۔ اور نہ دوزخ کا عذاب ان سے ہلکا کیا جائے گا۔ ہم ایسے ہی ناشکرے کو بدلہ دیتے ہیں۔ اور وہ لوگ اس میں چلائیں گے، اے ہمارے پروردگار! ہم کو نکال لے ہم اچھے کام کریں گے علاوہ ان کاموں کے جو کیا کرتے تھے۔ (اللہ کہے گا) کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی کہ جس کو سمجھنا ہوتا وہ سمجھ سکتا، اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی پہنچا تھا۔ سومرہ چکھو کہ ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں، بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کو، بے شک وہی جاننے والا ہے دل کی باتوں کا، وہی ہے جس نے تم کو زمین میں جانشین بنایا، سو جو شخص کفر کرے گا اس کے کفر کا وبال اسی پر پڑے گا۔ اور کافروں کے لیے ان کا کفر ان کے پروردگار کے نزدیک ناراضی ہی بڑھاتا ہے کافروں کے لیے ان کا کفر خسارہ ہی بڑھاتا ہے۔ آپ کہہ دیجیے کیا تم

نے اپنے شریکوں کو دیکھا جن کو تم اللہ کے سوا پوجا کرتے ہو؟ یعنی مجھ کو یہ بتلاؤ کہ انہوں نے زمین کا کون سا جزو بنایا ہے، یا ان کا آسمان میں کچھ حصہ ہے، یا ہم نے ان کو کوئی کتاب دی ہے کہ یہ اس کی کسی دلیل پر قائم ہیں۔ بلکہ یہ ظالم ایک دوسرے سے نرے دھوکے کی باتوں کا وعدہ کرتے آئے ہیں، یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کو تھامے ہوئے ہے کہ وہ اپنی جگہ سے ہٹیں اور اگر وہ موجودہ حالت کو چھوڑ بھی دیں تو پھر اللہ کے سوا اور کوئی ان کو تھام بھی نہیں سکتا۔ وہ ہمیشہ سے نہایت بردبار، بے حد بخشنے والا ہے۔ اور ان کفار نے بڑی زوردار قسم کھائی تھی کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آئے تو وہ ہر ہر امت سے زیادہ ہدایت قبول کرنے والے ہوں۔ پھر جب ان کے پاس ایک پیغمبر ڈرانے والا آیا تو بس ان کی نفرت ہی میں اضافہ ہوا۔ دنیا میں اپنے آپ کو بڑا سمجھنے کی وجہ سے، اور ان کی بری تدبیروں کی وجہ سے، اور بری تدبیر اپنے کرنے والے ہی کو گھیرتی ہے۔ سو کیا یہ اسی دستور کے منتظر ہیں جو اگلے لوگوں کے ساتھ ہوتا رہا۔ تو آپ اللہ کے دستور کو کبھی بدلتا ہوا نہ پائیں گے، اور آپ اللہ کے دستور کو کبھی منتقل ہوتا ہوا بھی نہ پائیں گے۔ اور کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں جس میں دیکھتے بھالتے کہ جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں ان کا انجام کیا ہوا؟ حالانکہ وہ قوت میں ان سے بڑھے ہوئے تھے اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ کوئی چیز آسمان اور زمین میں اسے بے بس کر دے۔ وہ سب کچھ جاننے والا، ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے اعمال کی وجہ سے پکڑ لے جو انہوں نے کیے تو زمین کی پشت پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان کو ایک مقرر مدت تک مہلت دیتا ہے۔ سو جب ان کا مقرر وقت آجائے

گا تو بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔“

موت کے وقت رسوا کن عذاب کی نوید

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ وَمَنْ قَالَ سَأُنْزِلُ مِثْلَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ أَخْرَجُوا أَنْفُسَكُمْ ۖ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ ﴿٩٣﴾﴾ (الانعام: ٩٣)

”اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے، یا یوں کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے حالانکہ اس کے پاس کسی بات کی بھی وحی نہیں آئی اور جو شخص یوں کہے کہ جیسا کلام اللہ نے نازل کیا ہے اسی طرح کا میں بھی لاتا ہوں، اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جب کہ یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے کہ ہاں اپنی جانیں نکالو۔ آج تمہیں ذلت کی سزا دی جائے گی اس سبب سے تم اللہ تعالیٰ کے ذمہ جھوٹی باتیں لگاتے تھے، اور تم اللہ تعالیٰ کی آیات سے تکبر کرتے تھے۔“

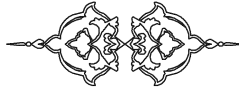
پکچھتاوا، اور دردناک عذاب

﴿وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ ۖ وَمَا كَانَ لِي عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي ۖ فَلَا تُلْهُمُونِي ۖ وَلَوْ مَوْءَا أَنْفُسَكُمْ ۖ مَا أَنَا بِمُضِرِّكُمْ ۖ وَمَا أَنْتُمْ بِمُضِرِّ خِيٍّ ۖ إِنِّي كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ مِنْ

قَبْلُ إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢٢﴾ (ابراہیم: ۲۲)

”جب اور کام کا فیصلہ کر دیا جائے گا تو شیطان کہے گا کہ اللہ نے تمہیں سچا وعدہ دیا تھا، میں نے تم سے وعدے کیے تھے ان کا خلاف کیا، میرا تم پر کوئی دباؤ تو تھا ہی نہیں، ہاں میں نے تمہیں پکارا اور تم نے میری مان لی۔ پس تم مجھے ملامت نہ کرو اور اپنے آپ کو ملامت کرو، نہ میں تمہارا فریاد رس اور نہ تم میری فریاد کو پہنچنے والے، میں سرے سے مانتا ہی نہیں کہ تم مجھے اس سے پہلے اللہ کا شریک مانتے رہے۔ یقیناً ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

مذکورہ بالا آیات سے معلوم ہوا کہ شیطان کے دوستوں کو اللہ تعالیٰ یوم آخرت عبرتناک، اور رسوا کن عذاب سے دوچار کرے گا۔ اے اللہ! ہم سب کو شیطان کے دوستوں سے بچا۔ آمین)



باب نمبر 5

شیطان مردود سے بچاؤ کے طریقے

انبیاء کے واقعات کو پڑھنا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذْ كَرَّ عَبْدُنَا أَيُّوبُ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ

وَعَذَابٍ ۝۳۱﴾ (ص: ۴۱)

”اور ہمارے بندے ایوب (علیہ السلام) کا بھی ذکر کرو جب کہ اس نے اپنے رب کو

پکارا کہ مجھے شیطان نے رنج اور دکھ پہنچایا ہے۔“

ایک مقام پر فرمایا:

دعاء کرنا، اللہ سے پناہ طلب کرنا، ہجرت کرنا، جہاد کرنا، اللہ کی نعمتوں کا

شکر ادا کرنا اور قرآن سے رہنمائی حاصل کرنا:

﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝۹۸

إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝۹۹

إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ ۝۱۰۰ وَ

إِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَّكَانَ آيَةٍ ۝۱۰۱ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنْزِلُ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ

مُفْتَرٍ ۝۱۰۲ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝۱۰۳ قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِن

رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُنَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ﴿١٠٢﴾
وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ لِّلسَّانِ الَّذِي يُحَدِّثُونَ
إِلَيْهِ أَعْجَبِي ۖ وَهَذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِينٌ ﴿١٠٣﴾ إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ
بِآيَاتِ اللَّهِ لَا يَهْدِيهِمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٠٤﴾ إِنَّمَا يَفْتَرِي
الْكُذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿١٠٥﴾
مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أَكْرَهَ ۖ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ
وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا ۖ فَجَعَلْنَاهُمْ غَضَبًا مِنَ اللَّهِ ۖ وَلَهُمْ
عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠٦﴾ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ اسْتَحَبُّوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ ۖ
وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿١٠٧﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَى
قُلُوبِهِمْ وَسَمِعَتْهُمْ نَبْهَةً وَأَبْصَارُهُمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ﴿١٠٨﴾ لَا جَزَاءَ
أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمْ الْخَسِرُونَ ﴿١٠٩﴾ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا
مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوا أَنَّهُمْ جَاهِدُوا ۖ وَأَصْبَرُوا ۖ إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ
رَّحِيمٌ ﴿١١٠﴾ يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَفْسِهَا وَتُوْفَىٰ كُلُّ نَفْسٍ
بِمَا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١١١﴾ وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ
أَمِنَةً مُطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ
اللَّهِ فَأَذَقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿١١٢﴾ وَ
لَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِنْهُمْ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ
ظَالِمُونَ ﴿١١٣﴾ فَكُلُوا مِنْمَا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا ۖ وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ
اللَّهِ إِن كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴿١١٤﴾ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ
وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أَهْلَ لِعَیْرِ اللَّهِ بِهِ ۖ فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ

فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٥﴾ وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَذَا حَلَلٌ وَ هَذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴿١٦﴾﴾ (النحل: ۹۸ تا ۱۱۶)

”جب تم قرآن پڑھو تو مردود شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرو، ایمان والوں اور اللہ کی ذات پر بھروسہ رکھنے والوں پر اس کا زور نہیں چلتا۔ ہاں اس کا غلبہ ان پر تو یقیناً ہے جو اسی سے رفاقت کریں، اور اسے اللہ کا شریک بنانے والے ہیں۔ اور جب ہم کسی آیت کی جگہ دوسری آیت بدل دیتے ہیں، اور جو کچھ اللہ نازل فرماتا ہے، اسے وہ خوب جانتا ہے۔ تو یہ کہتے ہیں کہ تو ٹوگھڑنے والا ہے۔ بات یہ ہے کہ ان میں سے اکثر جانتے ہی نہیں۔ کہہ دیجیے کہ اسے آپ کے رب کی طرف سے جبرائیل حق کے ساتھ لے کر آئے ہیں، تاکہ ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے، اور مسلمانوں کے لیے راہنمائی اور خوشخبری ہو جائے، ہمیں بخوبی علم ہے کہ یہ کافر کہتے ہیں کہ اسے تو ایک آدمی سکھاتا ہے اس کی زبان جس کی طرف یہ نسبت کر رہے ہیں عجبی ہے، اور یہ قرآن تو صاف عربی زبان میں ہے۔ یقیناً جو لوگ اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے، انہیں اللہ کی طرف سے بھی راہ نمائی نہیں ہوتی، اور ان کے لیے دردناک عذاب ہیں۔ جھوٹ و افتراء تو وہی باندھتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر ایمان نہیں ہوتا۔ یہی لوگ جھوٹے ہیں جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ سے کفر کرے سوائے اس کے جسے مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو، مگر جو کوئی کھلے دل سے کفر کرے تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور انہی کے لیے بہت بڑا عذاب ہے، یہ اس لیے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت سے زیادہ محبوب رکھا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر، جن کے کانوں پر

اور جن کی آنکھوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے۔ اور یہی لوگ غافل ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ یہی لوگ آخرت میں سخت نقصان اٹھانے والے ہیں۔ جن لوگوں نے فتنوں میں ڈالے جانے کے بعد ہجرت کی، پھر جہاد کیا اور صبر کیا۔ بے شک تیرا پروردگار ان باتوں کے بعد انہیں بخشے والا، اور رحم کرنے والا ہے۔ جس دن ہر شخص اپنی ذات کے لیے لڑتا جھگڑتا آئے گا اور ہر شخص کو اس کے کیے ہوئے اعمال کا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ اور لوگوں پر ظلم نہ کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس بستی کی مثال بیان فرماتا ہے جو امن و اطمینان والی تھی، اس کی روزی اس کے پاس کھلی ہر جگہ سے چلی آرہی تھی۔ پھر اس نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا کفر کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے بھوک اور ڈر کا مزہ چکھایا اس کے بدلے جو وہ کیا کرتے تھے۔ ان کے پاس انہی میں سے رسول پہنچا، پھر بھی انہوں نے اسے جھٹلایا، پس انہیں عذاب نے آدبوچا، اور وہ تھے ہی گناہگار۔ جو کچھ حلال اور پاکیزہ روزی اللہ نے تمہیں دے رکھی ہے، اسے کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو۔ اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔ تم پر صرف مردار، خون، سور کا گوشت اور جس چیز پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا جائے حرام ہیں، پھر بھی اگر کوئی شخص بے بس کر دیا جائے نہ وہ ظالم ہو اور نہ حد سے گزرنے والا ہو، تو یقیناً اللہ بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ کسی چیز کو اپنی زبان سے جھوٹ موٹ نہ کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے تاکہ اللہ پر جھوٹ باندھو، سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والے فلاح نہیں پاتے۔“

شیطان مردود سے اللہ کی پناہ میں آنا

﴿وَأَمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ سَمِيعٌ

عَلِيمٌ ۝﴾ (الاعراف: ۲۰۰)

”اور اگر آپ کو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ

لیا کریں۔ بلاشبہ وہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔“

((أَنَّ عُمَانَ بْنَ أَبِي الْعَاصِ اتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ حَالَ بَيْنِي وَبَيْنَ صَلَاتِي وَقَرَأَتِي يَلْبِسُهَا عَلَيَّ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ذَاكَ شَيْطَانٌ يَقُولُ لَكَ: خَنْزَبٌ، فَإِذَا أَحْسَسْتَهُ فَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْهُ، وَاتَّقِلْ عَلَى يَسَارِكَ ثَلَاثًا.))^①

”سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یقیناً شیطان میری نماز میں حائل ہو جاتا ہے، اور جب میں قرأت کرتا ہوں تو مجھے شبہ میں ڈال دیتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ وہ شیطان ہے جسے ”خنزب“ کہا جاتا ہے، جب تو اپنے دل میں اس کے وسوسے کو محسوس کرے تو اللہ سے پناہ طلب کر، اور تین بار بائیں طرف تھوک دے۔“

((عَنْ حذيفة قال:..... فقال رسول الله ﷺ: إِنَّ الشَّيْطَانَ

يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ أَنْ لَا يُذَكَّرَ سَمُ اللَّهِ عَلَيْهِ.))^②

”سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ..... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کھانے پر اللہ کا نام نہ لیا جائے، اس میں شیطان کی شرکت کا امکان اور جواز پیدا ہو جاتا ہے۔“

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: أَنْ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي جَاءَ الشَّيْطَانُ فَلَبَسَ عَلَيْهِ حَتَّى لَا يَذَرِي كَمَ صَلَاةٍ،

① صحیح مسلم، کتاب السلام، باب التعوذ من الشیطان الوسوسة فی الصلاة، رقم: ۲۰۰۳.

② صحیح مسلم، کتاب الاشریة، باب آداب الطعام والشراب واحکامها، رقم: ۲۰۱۷.

فَإِذَا وَجَدَ ذَلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ ۝۱

”نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان پہنچ جاتا ہے، اس کو مغالطے میں مبتلا کر دیتا ہے، یہاں تک کہ اسے خبر ہی نہیں رہتی کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے۔ چنانچہ جب تم میں سے کسی کو ایسی صورت درپیش ہو تو وہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے۔“

شیطان سے محفوظ رہنے کے مزید طریقے

شیطان سے محفوظ رہنے کے مندرجہ ذیل بھی طریقے ہیں:

- 1- تعلق باللہ (اللہ کے ساتھ مضبوط رشتہ)
- 2- قرآن و سنت کا علم، اس پر عمل اور اس کو مضبوطی سے پکڑنا۔
- 3- اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جانا۔
- 4- جب وسوسے آئیں تو سجدے میں گر جائیں۔
- 5- ذکر الہی میں مشغول ہونا۔
- 6- سورۃ فلق اور سورۃ الناس کا پڑھنا۔
- 7- اچھے لوگوں کے ساتھ وابستہ رہنا۔
- 8- آیۃ الکرسی پڑھنا۔
- 9- جمائی کارو کنا اور آواز نہ نکالنا۔
- 10- شک و شبہ کا ازالہ کرنا۔
- 11- توبہ اور استغفار کرنا۔
- 12- لغویات سے پرہیز کرنا۔
- 13- غفلت اور اللہ سے غافل لوگوں سے دوری اختیار کرنا۔

- 14۔ اخلاص۔
- 15۔ اتباع رسول ﷺ
- 16۔ ایمان باللہ۔
- 17۔ توکل۔
- 18۔ تقویٰ۔
- 19۔ تلاوت قرآن حکیم۔
- 20۔ انسان پر غلبہ پانے والے شیطانی عوامل سے اجتناب۔



باب نمبر 6

انسانوں کے روپ میں شیطان کے دوست

1، 2۔ فرعون و ہامان

فرعون اور ہامان انسان کے روپ میں شیطان کے دوست تھے۔ ان دونوں نے اللہ کی زمین کو فتنہ و فساد سے بھر دیا۔ فرعون نے تو خدائی کا بھی دعویٰ کیا۔ ان دونوں کا ذکر قرآن مجید میں ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿طَسَمَ ۝ تِلْكَ آيَةُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ۝ نَتْلُو عَلَيْكَ مِنْ نَبَأِ مُوسَى وَ فِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَ جَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا يَسْتَضِعُّ طَائِفَةً مِنْهُمْ يُدْخِجُ آبْنَاءَهُمْ وَ يَسْتَحْجِي نِسَاءَهُمْ ۖ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ۝ وَ نُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَ نَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ ۝ وَ نُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَ نُرِي فِرْعَوْنَ وَ هَامَانَ وَ جُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ ۝﴾

(القصص: ۱ تا ۶)

”طَسَمَ۔ یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی، ہم آپ کے سامنے موسیٰ اور فرعون کا صحیح واقعہ بیان کرتے ہیں، ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں۔ یقیناً فرعون نے زمین میں سرکشی کر رکھی تھی، اور وہاں کے لوگوں کو گروہ گروہ بنا رکھا تھا، اور ان کے

ایک فرقہ کو کمزور بنا رکھا تھا، اور ان کے لڑکوں کو تو ذبح کر ڈالتا تھا اور ان کی لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیتا تھا، بلاشبہ وہ فساد کرنے والوں میں سے تھا۔ پھر ہم نے ارادہ کیا کہ ہم ان پر کرم فرمائیں جنہیں زمین میں بے حد کمزور دیا گیا، اور انہیں پیشوا بنائیں اور ہم انہیں وارث بنائیں۔ اور یہ بھی کہ ہم انہیں زمین میں قدرت و اختیار دیں اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو وہ دکھائیں جس سے وہ ڈرتے ہیں۔“

ایک جگہ فرعون کے دعویٰ خدائی کا ذکر یوں ہے:

﴿فَحَشَرَ فَنَادَى ۖ فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَى ۚ﴾ (۲۳)

(النازعات: ۲۳ تا ۲۴)

”پھر سب کو جمع کر کے باواز بلند کہنے لگا کہ تم سب کا رب میں ہی ہوں۔“

ایک مقام پر فرعون کی سرکشی کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے:

﴿إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَن يَكْفُلُهُ ۖ فَرَجَعْنَاكَ إِلَىٰ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَ قَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ ۖ وَ فَتَنَّاكَ فُتُونًا ۚ فَلَبِثْتَ سِتِينَ فِي أَهْلِ مَدْيَنَ ۚ ثُمَّ جِئْتَ عَلَىٰ قَدَرٍ يٰمُوسَىٰ ۚ ۝۱۰ وَ اصْطَنَعْنَاكَ لِنَفْسِنَا ۚ ۝۱۱ إِذْ هَبَّ رِيحٌ ۖ وَ أَخَوَاكَ بِالْبِئْسَىٰ ۖ وَ لَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي ۚ ۝۱۲ إِذْ هَبَّ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ۚ ۝۱۳ فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لِّلْعَلَّةَ يَتَذَكَّرُ ۖ أَوْ يُخْشَىٰ ۚ ۝۱۴ قَالَا رَبَّنَا إِنَّنَا نَخَافُ أَنْ يُفْرِطَ عَلَيْنَا أَوْ أَنْ يَطْغَىٰ ۚ ۝۱۵ قَالَ لَا تَخَافَا إِنِّي مَعَكُمَا أَسْمَعُ ۖ وَ أَرَىٰ ۚ﴾ (۲۶)

(طہ: ۴۰ تا ۴۶)

”(یاد کرو) جب کہ تیری بہن چل رہی تھی اور کہہ رہی تھی: کیا میں تمہیں اس کا پتہ

بتادوں جو اس کی پرورش کرے، اس تدبیر سے ہم نے تجھے پھر تیری ماں کے پاس پہنچایا کہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ غمگین نہ ہو۔ اور تو نے ایک شخص کو مار ڈالا تھا، اس پر بھی ہم نے تجھے غم سے بچالیا، غرض ہم نے تجھے اچھی طرح آزمایا۔ پھر تو کئی سال تک مدین کے لوگوں میں ٹھہرا رہا، پھر تقدیر الہی کے مطابق اے موسیٰ تو آیا، اور میں نے تجھے خاص اپنی ذات کے لیے پسند فرمالیا، اب تو اپنے بھائی سمیت میری نشانیاں ہمراہ لیے ہوئے جا، خبردار! میرے ذکر میں سستی نہ کرنا، تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ، اس نے بڑی سرکشی کی ہے، اسے نرمی سے سمجھاؤ کہ شاید وہ نصیحت حاصل کرے یا ڈر جائے۔ دونوں نے کہا: اے ہمارے رب! ہمیں خوف ہے کہ کہیں فرعون ہم پر کوئی زیادتی نہ کرے یا اپنی سرکشی میں بڑھ نہ جائے؟ جواب ملا کہ تم خوف نہ کرو میں تم دونوں کے ساتھ سن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں۔“

ایک جگہ فرمایا:

﴿وَلَقَدْ آرَيْنَاهُ آيَاتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَأَبَىٰ ۚ ۝٥٦ قَالَ أَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ أَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوسَىٰ ۝٥٧ فَلَنَأْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهِ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَا نُخْلَفُهُ نَحْنُ وَلَا أَنْتَ مَكَانًا سُوًى ۝٥٨ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمَ الزَّيْنَةِ وَأَنْ يُخَشِّرَ النَّاسُ ضُحًى ۝٥٩﴾

(طہ: ۵۶ تا ۵۹)

”ہم نے اسے اپنی سب نشانیاں دکھادیں لیکن پھر بھی اس نے جھٹلایا اور انکار کر دیا کہنے لگا: اے موسیٰ! کیا تو اسی لیے آیا ہے کہ ہمیں اپنے جادو کے زور سے ہمارے ملک سے باہر نکال دے۔ اچھا ہم بھی تیرے مقابلے میں اسی جیسا جادو ضرور لائیں گے۔ پس تو ہمارے اور اپنے درمیان ایک وعدے کا وقت

مقرر کر لے کہ نہ ہم اس کا خلاف کریں اور نہ تو صاف میدان میں مقابلہ ہو۔ موسیٰ نے جواب دیا کہ زینت اور جشن کے دن کا وعدہ ہے، اور یہ کہ لوگ دن چڑھے ہی جمع ہو جائیں گے۔“

ایک جگہ ارشاد فرمایا:

﴿وَقَالَ مُوسَىٰ رَبَّنَا إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَآئِهِ زِينَةً وَأَمْوَالًا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّوا عَنْ سَبِيلِكَ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۝۸۸﴾ قَالَ قَدْ أُجِيبْتُ دَعْوَتُكُمْ فَاسْتَقِيمُوا وَلَا تَتَّبِعُونَ سَبِيلَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝۸۹﴾ (یونس: ۸۸ تا ۸۹)

”اور موسیٰ نے عرض کیا: اے ہمارے رب! تو نے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو سامان زینت اور طرح طرح کے مال دنیاوی زندگی میں دیئے۔ اے ہمارے رب (اسی واسطے دیئے ہیں کہ) وہ تیری راہ سے گمراہ کریں۔ اے ہمارے رب ان کے مالوں کو نیست و نابود کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے، سو یہ ایمان نہ لانے پائیں یہاں تک کہ دردناک عذاب کو دیکھ لیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی، سو تم ثابت قدم رہو اور ان لوگوں کی راہ نہ چلنا جن کو علم نہیں۔“

نیز اس کے متعلق فرمایا:

﴿وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَن أَسْرِ بِعِبَادِي فَاصْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۚ لَا تَخَفْ دَرَكًا وَلَا تَخْشَىٰ ۝۸۹﴾ فَأَتَتْهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ فَغَشِيَهُمْ مِنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ۝۹۰﴾ وَأَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَ

مَا هَذِي ﴿٦٩﴾ ﴿طہ: ٧٧ تا ٧٩﴾

”ہم نے موسیٰ کی طرف وحی نازل فرمائی کہ تو راتوں رات میرے بندوں کو لے چل اور ان کے لیے دریا میں خشک راستہ بنا لے، پھر نہ تجھے کسی کے آپکڑنے کا خطرہ ہوگا نہ ڈر۔ فرعون نے اپنے لشکروں سمیت ان کا تعاقب کیا، پھر دریا ان سب پر چھا گیا جیسا کہ چھا جانے والا تھا۔ فرعون نے اپنی تمام قوم کو گراہی میں ڈال دیا اور سیدھا راستہ نہ دکھایا۔“

قرآن مجید ایک مقام پر اس کے سمندر میں غرق ہونے کا تذکرہ کرتا ہے:

﴿وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ ﴿٦٩﴾ أَنْ أَذُوا إِلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿٧٠﴾ وَأَنْ لَا تَعْلُوا عَلَى اللَّهِ إِنِّي آتِيكُمْ بِسُلْطَنِ مُبِينٍ ﴿٧١﴾ وَإِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ أَنْ تَرْجُمُونِ ﴿٧٢﴾ وَإِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوا لِي فَاعْتَزِلُونِ ﴿٧٣﴾ فَدَعَا رَبَّهُ أَنَّ هَؤُلَاءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُونَ ﴿٧٤﴾ فَأَسْرِ بِعِبَادِي لَيْلًا إِنَّكُمْ مُّتَّبِعُونَ ﴿٧٥﴾ وَاتْرِكِ الْبَحْرَ رَهْوًا إِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُونَ ﴿٧٦﴾﴾ (الدخان: ١٧ تا ٢٤)

”یقیناً ان سے پہلے ہم قوم فرعون کو بھی آزمائے ہیں جن کے پاس اللہ کا باعزت رسول آیا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو میرے حوالے کر دو، یقین مانو کہ میں تمہارے لیے امانت دار رسول ہوں۔ تم اللہ تعالیٰ کے سامنے سرکشی نہ کرو، میں تمہارے پاس واضح دلیل لانے والا ہوں اور میں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ میں آتا ہوں اس سے کہ تم مجھے سنگسار کر دو۔ اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو مجھ سے الگ ہی رہو۔ پھر انہوں نے اپنے رب سے دعا کی کہ یہ سب گناہگار لوگ ہیں ہم نے کہہ دیا کہ راتوں رات تو میرے بندوں کو لے کر نکل، یقیناً تمہارا

پیچھا کیا جائے گا تو دریا کو اپنے حال پر ٹھہرا ہوا چھوڑ کر چلا جا، بلاشبہ اس کا لشکر غرق کر دیا جائے گا۔“

مزید ایک مقام پر فرمایا:

﴿وَجُوزْنَا بِبَنِي إِسْرَآءِيلَ الْبَحْرَ فَأَتَبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدُوًّا حَتَّى إِذَا أَدْرَكَهُ الْعَرْقُ قَالَ أَمَنْتُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي آمَنْتُ بِهِ بَنُو إِسْرَآءِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝۹۰ أَلَّنْ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ۝۹۱ قَالَ يَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلَقْتَ آيَةً وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ عَنْ آيَاتِنَا لَغَفُلُونَ ۝۹۲﴾

(یونس: ۹۰ تا ۹۲)

”اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کر دیا، پھر ان کے پیچھے پیچھے فرعون اپنے لشکر کے ساتھ ظلم اور زیادتی کے ارادے سے چلا، یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا تو کہنے لگا کہ میں ایمان لاتا ہوں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں، اس (اللہ) کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ جواب دیا گیا کہ اب ایمان لاتا ہے؟ اور پہلے سرکشی کرتا رہا اور مفسدوں میں داخل رہا۔ سو آج ہم صرف تیری لاش کو نجات دیں گے تاکہ تو ان کے لیے نشانی بنے جو تیرے بعد ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ بہت سے لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں۔“

﴿فَلَمَّا رَاوَا بَاسُنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَحَدَّاهُ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ ۝۸۶ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَاوَا بَاسُنَا سُنَّتِ اللّٰهُ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُونَ ۝۸۷﴾

(المومن: ۸۴ تا ۸۵)

”ہمارا عذاب دیکھتے ہی کہنے لگے کہ اللہ واحد پر ہم ایمان لائے ہیں اور جن کو ہم

اس کا شریک بنا رہے تھے، ہم نے ان سب سے انکار کیا لیکن ہمارے عذاب کو دیکھنے کے بعد ان کے ایمان نے انہیں نفع نہ دیا۔ یہ اللہ کا طریقہ ہے جو اس کے بندوں میں گزر چکا اور اس موقع پر کا فر خسارے میں رہے۔“

3- قارون

قارون سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے دور میں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بہت دولت سے نوازا تھا۔ اس کے خزانوں کی چابیاں اونٹوں کی جماعت پر اٹھائی جاتیں تھیں۔ لیکن یہ اللہ کا شکر کرنے کی بجائے سرکشی میں مبتلا ہو کر شیطان کا دوست بن گیا۔ اس کا ذکر بھی قرآن میں ہے:

﴿إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءَ بِالْعُصْبَةِ أُولَى الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ۖ وَابْتَغَ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَ لَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِنَ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفُسَادَ فِي الْأَرْضِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۝ قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي ۚ أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَ أَكْثَرُ جَمْعًا ۚ وَلَا يُسْأَلُ عَنْ ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ ۝ فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ ۚ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا لَيْلَتْ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيَلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلْقَاهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ ۝ فَخَسَفْنَا بِهِ وَبَدَارِهِ الْأَرْضَ ۖ فَمَا كَانَ لَهُ مِنْ فِئَةٍ يَنْصُرُوهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِينَ ۝﴾^١ وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَمَتَّعُوا مَكَانَهُ بِالْأَمْسِ

يَقُولُونَ وَيَكُنَّ اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَ يَقْدِرُ
لَوْ لَا أَنْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَاءُ وَيُكَاتِّهِ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ﴿٨٢﴾
تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَ
لَا فَسَادًا وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٨٣﴾ ﴿القصص: ٧٦ تا ٨٣﴾

”قارون تھا تو قوم موسیٰ (علیہ السلام) میں سے، لیکن ان پر ظلم کرنے لگا تھا، ہم نے اسے اس قدر خزانے دے رکھے تھے کہ کئی کئی طاقتور لوگ بمشکل اس کی کنجیاں اٹھا سکتے تھے ایک بار اس کی قوم نے اس سے کہا کہ اتر امت، اللہ تعالیٰ اترانے والوں سے محبت نہیں رکھتا، اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھے دے رکھا ہے اس میں سے آخرت کے گھر کی تلاش بھی رکھ، اور اپنے دنیاوی حصے کو بھی نہ بھول اور جیسے کہ اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی اچھا سلوک کر اور ملک میں فساد کا خواہاں نہ ہو، یقین مان کہ اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ قارون نے کہا: یہ سب کچھ مجھے میرے علم کی بناء پر ہی دیا گیا ہے جو میرے پاس ہے۔ کیا اسے اب تک یہ نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے بہت سے بستی والوں کو غارت کر دیا جو اس سے بہت زیادہ قوت والے اور بہت بڑی جمع پونجی والے تھے۔ اور گناہگاروں سے ان کے گناہوں کی باز پرس ایسے وقت نہیں کی جاتی۔ پس قارون پوری آرائش کے ساتھ اپنی قوم کے مجمع میں نکلا، تو ان لوگوں نے کہا جو دنیا کی زندگی چاہتے تھے: اے کاش کہ ہمیں بھی کسی طرح وہ مل جاتا جو قارون کو دیا گیا ہے، یہ تو بڑا نصیب والا ہے۔ ذی علم لوگ انہیں سمجھانے لگے کہ افسوس بہتر چیز تو وہ ہے جو بطور ثواب انہیں ملے گی جو اللہ پر ایمان لائیں اور نیک عمل کریں۔ یہ بات ان کے دل میں ڈالی جاتی ہے جو صبر کرنے والے ہوں۔ (آخر کار) ہم نے اسے اس کے محل سمیت زمین میں دھنسا دیا، پھر اس کے لیے

کوئی جماعت نہ تھی جو اللہ کے مقابلے میں اس کی مدد کرتی، اور نہ یہ خود اپنا بچاؤ کرنے والوں میں سے تھا۔ اور جو لوگ کل اس کے مرتبہ پر پہنچنے کی آرزو مندیاں کر رہے تھے، وہ آج کہنے لگے کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور تنگ بھی، اگر اللہ تعالیٰ ہم پر فضل نہ کرتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا، کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ ناشکروں کو کبھی کامیابی نہیں ہوتی، آخرت کا یہ بھلا گھر ہم ان ہی کے لیے مقرر کر دیتے ہیں جو زمین میں اونچائی، بڑائی اور فخر نہیں کرتے، نہ فساد کی چاہت رکھتے ہیں۔ پرہیز گاروں کے لیے نہایت ہی عمدہ انجام ہے۔“

ایک اور مقام پر قرآن سب کا تذکرہ کچھ یوں کرتا ہے:

﴿وَقَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ ۖ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مُوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ ۖ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانُوا سَابِقِينَ ﴿٣٩﴾ فَاَخَذْنَا بِذُنُوبِهِمْ ۖ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۖ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذْنَاهُ الصَّيْحَةُ ۖ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهٖ الْاَرْضَ ۖ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَاهُ ۖ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٤٠﴾﴾

(العنکبوت: ۳۹ تا ۴۰)

”اور قارون، فرعون اور ہامان کو بھی، ان کے پاس موسیٰ (علیہ السلام) کھلے کھلے معجزے لے کر آئے تھے پھر بھی انہوں نے زمین میں تکبر کیا، لیکن ہم سے آگے بڑھنے والے نہ ہو سکے، پھر تو ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ کے وبال میں گرفتار کر لیا ان میں سے بعض پر ہم نے پتھروں کا مینہ برسایا۔ اور ان میں سے بعض کو زوردار سخت آواز نے دبوچ لیا اور ان میں سے بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا۔ اور ان

میں سے بعض کو ہم نے ڈبودیا، اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ ان پر ظلم کرے بلکہ یہی لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”وَمَا كَانُوا سَابِقِينَ“ ”وہ اللہ سے بھاگ کر کہیں جانہ سکے“ اور انہیں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا پڑا۔ ﴿فَكُلًّا﴾ ”پس سب کو“، یعنی انبیاء کی تکذیب کرنے والی ان تمام قوموں کو ﴿أَخَذْنَا بِذُنُوبِهِ﴾ ”ہم نے ان کے گناہ کی مقدار اور اس گناہ سے مناسبت والی سزا کے ذریعے سے پکڑ لیا۔“ (تفسیر السعدی)

4۔ نمرود

اسے بھی اللہ نے بڑی بادشاہت سے نوازا تھا۔ لیکن یہ بھی سرکشی میں مبتلا ہو کر شیطان کا دوست بن گیا۔ حتیٰ کہ اس نے بھی خدائی کا دعویٰ کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا والوں کے لیے عبرت بنا دیا اس طرح کہ اس کو چھصر کے ذریعے ہلاک کیا۔ قرآن میں متعدد مقام پر اس کا ذکر کرتے ہیں۔

﴿الَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ حَاجَّ إِبْرَاهِمَ فِي رَبِّهِ أَنْ أَنَّهُ اللَّهُ الْمَلِكُ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا أَحْيِي وَأُمِيتُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِينَ الْكَفَرُوتُ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿٢٥٨﴾﴾ (البقرہ: ۲۵۸)

”کیا تو نے اس شخص کو نہیں دیکھا جس نے ابراہیم سے اس کے رب کے بارے میں جھگڑا کیا اس لیے کہ اللہ نے اسے حکومت دی تھی، جب ابراہیم نے کہا کہ

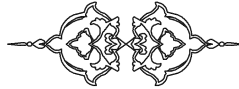
میرا رب تو وہ ہے جو زندگی بخشا اور مارتا ہے، وہ کہنے لگا میں بھی زندگی بخشا اور مارتا ہوں، ابراہیم نے کہا اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق کی طرف سے لے آتا ہے تو اسے مغرب کی جانب سے لے آ۔ اب تو وہ کافر جرت سے لاجواب ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿الْحَمْدُ تَرَىٰ إِلَىٰ الذِّئْبِ حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ﴾ ”کیا تو نے اسے نہیں دیکھا جو سیدنا ابراہیم (علیہ السلام) سے اس کے رب کے بارے میں جھگڑ رہا تھا۔“ یعنی کیا آپ نے اس کی جرأت، تجاہل، عناد اور ناقابل شک حقیقت کے بارے میں جھگڑے کا مشاہدہ نہیں فرمایا؟ اس کی وجہ صرف یہ تھی ﴿أَنَّ اتَّهَ اللَّهُ الْهُلْكَ﴾ ”کہ اسے اللہ نے حکومت دی تھی“ تو وہ سرکشی اور بغاوت پر اتر آیا اس نے دیکھا کہ وہ رعیت کا حکمران بن گیا ہے تو اتنی جرأت کی کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے اللہ کی ربوبیت کے بارے میں بحث کرنے لگا، اور یہ دعویٰ کیا کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ جیسے کام کر سکتا ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: ﴿رَبِّيَ الذِّئْبُ يُحْيِي وَيُيِّتُ﴾ ”میرا رب تو وہ ہے جو جلاتا اور مارتا ہے۔“ یعنی ہر کام کا اختیار اس کو حاصل ہے، آپ نے زندہ کرنے اور مارنے کا خاص طور پر ذکر فرمایا کیونکہ یہ سب سے عظیم تدبیر ہے۔ اور اس لیے بھی کہ زندگی بخشا دنیا کی زندگی کی ابتداء ہے، اور موت دینا آخرت کے معاملات کی ابتداء ہے اس کے جواب میں اس نے کہا ﴿أَنَا أَحْيِي وَأُمِيتُ﴾ ”میں بھی جلاتا اور مارتا ہوں۔“ اس نے یہ نہیں کہا ”میں ہی زندہ کرتا اور مارتا ہوں۔“ کیونکہ اس کا دعویٰ مستقل تصرف کا نہیں تھا بلکہ وہ کہتا تھا کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ جیسے کام کر سکتا ہے اس کا کہنا تھا کہ وہ ایک آدمی کو قتل کر دیتا ہے تو گویا

اسے موت دے دی اور ایک آدمی کو زندہ رہنے دیتا ہے تو گویا اسے زندگی بخش دی۔ جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ شخص بحث میں مغالطہ سے کام لیتا ہے۔ اور ایسی باتیں کہتا ہے جو دلیل تو درکنار شبہ بننے کی بھی صلاحیت نہیں رکھتیں تو ایک دوسری دلیل پیش کرتے ہوئے فرمایا: ﴿فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ﴾ ”اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق کی طرف سے لے آتا ہے۔“ یہ حقیقت ہر شخص تسلیم کرتا ہے حتیٰ کہ وہ کافر بھی اس کا انکار نہیں کر سکتا تھا۔ ﴿فَالْتَبَهَّا مِنَ الْمَغْرِبِ﴾ ”پس تو اسے مغرب کی جانب سے لے آ۔“ یہ الزمی دلیل ہے۔ اگر وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہوتا تو یہ اس کے موافق ہو جاتی۔ جب آپ نے ایسی بات فرمادی جس میں شبہ پیدا کرنے کی کوئی گنجائش نہ تھی نہ اس کے پاس اس دلیل کا کوئی توڑ موجود تھا۔ ﴿فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ﴾ ”اس لیے وہ کافر حیران رہ گیا۔“ یعنی حیرت زدہ ہو گیا اس سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ اس کی دلیل غلط ثابت ہو گئی، اور اس کا پیش کردہ شبہ کالعدم ہو گیا۔ جو بھی جھوٹ، ضد اور عناد کے ذریعے سے حق کا مقابلہ کرنا چاہے وہ اسی طرح مغلوب اور شکست خوردہ ہو چایا کرتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ ”اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔“ بلکہ انہیں کفر و ضلالت میں مبتلا رہنے دیتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنے لیے خود یہ چیز پسند کر لی ہوتی ہے۔ اگر ان کا مقصد ہدایت کا حصول ہوتا تو اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے دیتا، اور ہدایت تک پہنچنے کے اسباب مہیا کر دیتا یہ آیت ایک قطعی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی خالق ہے، اور وہی مختار کل ہے، اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ عبادت اور ہر حال میں توکل اسی کا حق ہے، ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا: اس مناظرہ میں ایک باریک نکتہ ہے کہ دنیا میں شرک کا دار و مدار

ستاروں اور قبروں کی عبادت پر ہے اور بعد میں انہی کے نام سے بت تراشے گئے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جو دلائل پیش کیے ہیں ان میں سب کی الوہیت کی اجمالاً تردید موجود ہے۔ کیونکہ اللہ وحدہ لا شریک ہی زندہ کرتا اور موت دیتا ہے۔ وہ زندہ جو مرجانے والا ہے وہ زندگی میں معبود بننے کی اہلیت رکھتا ہے نہ مرنے کے بعد کیونکہ اس کا ایک رب ہے جو قادر ہے، زبردست ہے وہ اس کی زندگی اور موت کا فیصلہ کرتا ہے۔ جو ایسا مجبور ہو وہ معبود کیسے ہو سکتا ہے کہ اس کی صورت کا بت بنایا جائے اور اس کی پوجا کی جائے۔ اسی طرح ستاروں کا حال ہے۔ ان میں سے بڑا نظر آنے والا سورج ہے یہ بھی حکم کا پابند ہے اپنے بارے میں آزادی سے کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس کا خالق و مالک ہی اسے مشرق سے لاتا ہے تو وہ اس کے حکم اور مرضی کے مطابق اطاعت کرتا ہے یعنی یہ بھی مر بوب اور مسخر یعنی حکم کا پابند غلام ہے معبود نہیں کہ اس کی عبادت کی جائے۔^①



باب نمبر 7

شیطان کے گمراہ کرنے کے طریقے

شیطان کے گمراہ کرنے کے متعدد طریقے ہیں۔ ذیل میں ہم ان طریقوں میں سے چند ایک کا تذکرہ کرتے ہیں کیونکہ جب تک انسان کے جسم میں جان ہے اس وقت تک وہ انسان کو گمراہ کرنے کی قسم کھا چکا ہے، جیسا کہ حدیث رسول ﷺ میں ہے۔ ملاحظہ کریں۔

((عن ابی سعید الخدری قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: إِنَّ إِبْلِيسَ قَالَ لِرَبِّهِ بِعِزَّتِكَ وَجَلَالِكَ لَا أَبْرَحُ أُغْوِي بَنِي آدَمَ مَا دَامَتِ الْأَرْوَاحُ فِيهِمْ فَقَالَ لَهُ اللَّهُ فَبِعِزَّتِي وَجَلَالِي لَا أَبْرَحُ أَغْفِرْ لَهُمْ وَمَا سْتَغْفِرُونِي.))^①

”نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شیطان نے کہا تھا: اے پروردگار! تیری عزت کی قسم! میں تیرے بندوں کو اس وقت تک گمراہ کرتا رہوں گا جب تک ان کی روہیں ان کے جسموں میں رہیں گی، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھے میری عزت و جلال کی قسم! میں ان کو مسلسل بخشا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے بخشش طلب کرتے رہیں گے۔“

1۔ وسوسہ ڈالنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

① مسند احمد: ۲۹/۳۔ مستدرک حاکم و صححه: ۲۶۱/۴۔ صحیح الجامع الصغیر: ۷۲/۲۔

﴿مَنْ شَرَّ الْوَسْوَاسِ ۖ الْخَنَّاسِ ۚ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ

النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۖ﴾ (الناس: ۴ تا ۶)

”وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے جو ہٹ کر آنے والا ہے۔ جو لوگوں کے

سمیوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ جنوں اور انسانوں سے۔“

ایک مقام پر فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَئِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا

هُمْ مُبْصِرُونَ ۝﴾ (الاعراف: ۲۰۱)

”یقیناً جو لوگ ڈرتے ہیں جب انہیں شیطان کی طرف سے کوئی (برا) خیال

چھو جائے تو ہوشیار ہو جاتے ہیں، پھر اچانک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔“

((عن علی بن حسین، عن صفیة بنت حیٰی قالت..... قَالَ إِنَّ

الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِّنْ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ.)) ❶

”نبی کریم ﷺ نے فرمایا:..... شیطان انسانوں کی رگوں میں اس طرح دوڑتا

ہے جیسے رگوں میں خون گردش کرتا ہے، مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ کہیں تمہارے دل

میں کچھ ڈال نہ دے۔“

2۔ بھلانا

شیطان کے گمراہ کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ وہ انسان کو کوئی چیز بھلا دیتا ہے۔ ارشاد

خداوندی ہے:

﴿اسْتَعِذْ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنسَهُمْ ذِكْرَ اللَّهِ أُولَٰئِكَ حِزْبُ

❶ صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة ابليس وجنوه، رقم: ۳۲۸۱۔

الشَّيْطَانُ إِلَّا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿١٩﴾

(المجادلہ: ۱۹)

”شیطان ان پر غالب آ گیا ہے سو اس نے انہیں اللہ کی یاد بھلا دی۔ یہی لوگ شیطان کا گروہ ہیں، خوب یاد رکھو، بے شک شیطان کا گروہ ہی وہ لوگ ہیں جو گھانا پانے والے ہیں۔“

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَتُسْنِيهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَيِّئِلَهُ فِي الْبَعْرِ عَجَبًا ۝﴾

(الکہف: ۶۳)

”اس نے جواب دیا کہ کیا آپ نے دیکھا بھی؟ جب کہ ہم پتھر سے ٹیک لگا کر آرام کر رہے تھے وہیں میں مچھلی بھول گیا تھا، دراصل شیطان نے ہی مجھے بھلا دیا تھا کہ میں آپ سے اس کا ذکر کروں۔ اس مچھلی نے ایک انوکھے طور پر دریا میں اپنا راستہ بنالیا۔“

ایک جگہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا:

﴿وَقَالَ لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ فَأَنَسَهُ الشَّيْطَانُ ذِكْرَ رَبِّهِ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِينَ ۝﴾

(یوسف: ۴۲)

”اور جس کی نسبت یوسف کا گمان تھا کہ ان دونوں میں سے یہ رہا ہونے والا ہے، اس سے کہا کہ اپنے بادشاہ سے میرا ذکر بھی کر دینا، پھر اسے شیطان نے اپنے بادشاہ سے ذکر کرنا بھلا دیا اور یوسف کئی سال قید خانے میں ہی رہے۔“

3۔ امیدیں اور جھوٹے وعدے

شیطان کے گمراہ کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ وہ بندوں کو لمبی لمبی امیدوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ لوگ لمبی لمبی امیدیں لگا بیٹھتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَعَنَهُ اللَّهُ ۖ وَقَالَ لَا تَخِدَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۖ وَلَا تُلْهِهُمُ الْأَنْعَامَ وَلَا مَزَيَّيْتَهُمْ وَلَا مَزَيَّيْتَهُمْ ۖ وَلَا مَزَيَّيْتَهُمْ ۖ فَلْيُبَيِّتْكَ الْأَذَانَ الْأَنْعَامَ وَلَا مَزَيَّيْتَهُمْ ۖ فَلْيَغْيِرَنَّ خَلْقَ اللَّهِ ۖ وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِّنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرًا مُّبِينًا ۖ يَعِدُهُمْ وَيُمِيتُهُمْ ۖ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ۖ﴾ (النساء: ۱۱۸ تا ۱۲۰)

”جس پر اللہ نے لعنت کی اور اس نے کہا کہ میں تیرے بندوں سے مقرر حصہ لے کر رہوں گا۔ اور انہیں راہ سے بہکا تا رہوں گا اور باطل امیدیں دلاتا رہوں گا، اور انہیں سکھاؤں گا کہ جانوروں کے کان چیر دیں، اور ان سے کہوں گا کہ اللہ کی بنائی صورت کو بگاڑ دیں، سنو! جو شخص اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق بنائے گا، یقیناً اس نے واضح خسارہ اٹھالیا، وہ ان سے زبانی وعدے کرتا رہے گا، اور سبز باغ دکھاتا رہے گا، (مگر یاد رکھو!) شیطان کے جو وعدے ان سے ہیں وہ سراسر دھوکہ ہیں۔“

ایک مقام پر فرمایا:

﴿وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعَدَ الْحَقِّ ۖ وَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ ۖ وَمَا كَانَ لِي عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَن دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي ۖ فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنفُسَكُمْ ۖ مَا أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا أَنتُمْ بِمُصْرِخِي ۖ إِنِّي كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ مِنْ قَبْلُ ۚ إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۖ﴾ (ابراہیم: ۲۲)

”اور جب کام کا فیصلہ کر دیا جائے گا تو شیطان کہے گا کہ اللہ نے تمہیں سچا وعدہ دیا تھا، اور میں نے تم سے جو وعدے کیے تھے تو میں نے ان کے خلاف کیا، میرا تم پر کوئی دباؤ تو تھا ہی نہیں، ہاں میں نے تمہیں پکارا اور تم نے میری مان لی۔ پس تم مجھے ملامت نہ کرو اور اپنے آپ کو ملامت کرو، نہ میں تمہارا فریادرس ہوں اور نہ تم میری فریاد کو پہنچنے والے، میں تو سرے سے مانتا ہی نہیں کہ تم مجھے اس سے پہلے اللہ کا شریک مانتے رہے۔ یقیناً ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

4۔ فقر وفاقہ اور محتاجی کا ڈر

شیطان کے گمراہ کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ شیطان انسان کو فقر وفاقہ اور محتاجی سے ڈراتا ہے۔ اس کا ذکر قرآن یوں کرتا ہے:

﴿الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ ۚ وَاللَّهُ يَعِدُكُمْ مَغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ﴾ (البقرة: ۲۶۸)

”شیطان تمہیں فقری سے دھمکاتا ہے، اور تمہیں بے حیائی کا حکم دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ تم سے اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

”اپنے دشمن یعنی شیطان کی پیروی ہرگز نہ کرنا، جو تمہیں بخل کا حکم دیتا ہے، اور تم کو ڈراتا ہے کہ خرچ کرنے سے مفلس ہو جاؤ گے، وہ تمہاری خیر خواہی کے طور پر یہ مشورہ نہیں دیتا، بلکہ یہ اس کا بہت بڑا دھوکہ ہے۔ ﴿إِنَّمَا يَدْعُوا حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ﴾ (فاطر: ۶) ”وہ اپنی جماعت کو (گناہ کی طرف) بلاتا ہے تاکہ وہ بھی جہنمی بن جائیں۔“ بلکہ اپنے رب کا حکم مانو جو تمہیں ایسے انداز سے خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے جو تمہارے لیے آسان ہو

اور جس میں تمہارا کوئی نقصان نہ ہو اس کے ساتھ ﴿يَعِدْكُمْ مَغْفِرَةً مِّنْهُ﴾ ”وہ تم سے وعدہ کرتا ہے اپنی بخشش کا۔“ یعنی تمہیں گناہوں سے پاک کرنے کا ﴿وَفَضْلًا﴾ ”اور فضل کا“ جس سے دنیا اور آخرت میں تمہارا بھلا ہوگا یعنی جو خرچ کرتے ہوں ویسا ہی جلد ہی (دنیا میں) تمہیں دے گا دلوں کو خوشی اور سکون اور قبر میں راحت حاصل ہوگی، قیامت کے دن اس کا پورا پورا اثواب بھی ملے گا اور اللہ تعالیٰ کے لیے اتنا زیادہ اجر و ثواب اور انعام دینا مشکل نہیں۔“ (تفسیر السعدی: ۱/ ۳۱۹)

5۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں سے ڈرانا

اس کے گمراہ کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ یہ غیر اللہ کا ڈر انسانوں کے دلوں میں بٹھا دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا ذَلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَآءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُواْ
إِن كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ﴾ (آل عمران: ۱۷۵)

”یہ خبر دینے والا صرف شیطان ہی ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے، تم ان کافروں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو، اگر تم مومن ہو۔“

6۔ بُرے اعمال کو مزین کر کے دکھانا

گمراہ کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ یہ انسان کے بُرے اعمال کو مزین کر کے اس کے سامنے پیش کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُواْ وَلَكِنْ قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ
لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُواْ يَعْمَلُونَ﴾ (الانعام: ۴۳)

”سو جب ان کو ہماری سزا پہنچی تھی تو انہوں نے عاجزی کیوں نہ اختیار کی؟ لیکن

ان کے قلوب سخت ہو گئے، اور شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے خیال میں آراستہ کر دیا۔“

ایک مقام پر فرمایا:

﴿وَجَدْتُهُمَا وَ قَوْمَهُمَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَ زَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ﴿٢٣﴾﴾
(النمل: ٢٤)

”میں نے اسے اور اس کی قوم کو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہوئے پایا شیطان نے ان کے کام ان کے لیے مزین کر دیئے ہیں، اور انہیں صحیح راہ سے روک دیا ہے، پس وہ سیدھا راستہ نہیں پاتے۔“

نیز فرمایا:

﴿وَ عَادًا وَ ثَمُودًا وَ قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنْ مَّسْكِنِهِمْ وَ زَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَ كَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ ﴿٣٨﴾﴾
(العنكبوت: ٣٨)

”اور ہم نے عاد یوں اور ثمود یوں کو بھی غارت کیا، جن کے بعض مکانات تمہارے سامنے ظاہر ہیں اور شیطان نے انہیں ان کی بد اعمالیاں آراستہ کر دکھائی تھیں، اور انہیں اصل راہ سے روک دیا تھا، حالانکہ وہ سمجھ دار تھے۔“

7۔ صراطِ مستقیم میں رکاوٹ ڈالنا

اس کے گمراہ کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ یہ انسان کو راہِ راست پر آنے سے ان کی راہ میں رکاوٹیں ڈالتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ ﴿٣٦﴾﴾

وَإِنَّهُمْ لَيَصُدُّوهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُّهْتَدُونَ ﴿٣٦﴾

(الزخرف: ۳۶، ۳۷)

”اور جو شخص حُجُن کی یاد سے غفلت کرے، ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں وہی اس کا ساتھی رہتا ہے، اور وہ انہیں اصل راہ سے روکتے ہیں، اور یہ سمجھتے ہیں کہ سیدھی راہ پر ہیں۔“

8۔ اللہ کی یاد سے غافل کرنا

شیطان انسان کو اللہ کی یاد سے غافل کر کے اسے اللہ سے دور کر دیتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ
وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ ۖ فَهَلْ أَنْتُمْ
مُنْتَبِهُونَ ﴿٩١﴾ (المائدہ: ۹۱)

”شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے اور تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد اور نماز سے روک دے، کیا تم باز آنے والے ہو؟“

9۔ آپس پھوٹ ڈالنا

((عن جابر، قال: سمعت النبی ﷺ يقول: ”إِنَّ الشَّيْطَانَ
قَدَاسَ أَنْ يَعْبُدَهُ الْمُصَلِّونَ فِي جَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَلَكِنَّ فِي
التَّحْرِيشِ بَيْنَهُمْ ۖ)) ❶

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”یقیناً شیطان مایوس ہو گیا ہے کہ جزیرہ عرب میں نمازی

❶ صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب تحریش الشیطان..... الخ، رقم: ۲۸۱۲۔ مسند احمد:

اس کی عبادت کریں لیکن ان کے مابین فساد انگیزی کے لیے کوشاں ہے۔“

اس امر کو قرآن یوں بیان کرتا ہے:

﴿وَقُلْ لِّلْعِبَادِیْ یَقُولُوا اللّٰتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۚ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنۡزِعُ
بَیۡنَهُمۡ ۚ اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِاِنۡسَانٍ عَدُوًّا مُّبِیۡنًا ۝۵۳﴾

(بنی اسرائیل: ۵۳)

”اور میرے بندوں سے کہہ دیجیے کہ وہ بہت ہی اچھی بات منہ سے نکالا کریں کیونکہ

شیطان آپس میں فساد ڈلواتا ہے۔ بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

”یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا اپنے بندوں پر لطف و کرم ہے کہ اس نے انہیں بہتر

اخلاق و اعمال اور اقوال کا حکم دیا ہے جو دنیا و آخرت کی سعادت کے موجب

ہیں۔ چنانچہ فرمایا: ﴿وَقُلْ لِّلْعِبَادِیْ یَقُولُوا اللّٰتِیْ هِیَ اَحْسَنُ﴾

”کہہ دو میرے بندوں سے بات وہی کہیں جو اچھی ہو۔“ یہ ہر اس کلام کے

بارے میں حکم ہے جو اللہ تعالیٰ کے تقرب کا ذریعہ ہے مثلاً قراءت قرآن، ذکر

الہی، حصول علم، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور لوگوں کے ساتھ ان کے حسب

مراتب اور حسب منزلت شیریں کلامی وغیرہ اگر وہ اچھے امور درپیش ہوں اور ان

دونوں میں جمع و تطبیق ممکن نہ ہو تو ان میں جو بہتر ہو اس کو ترجیح دی جائے اور اچھی

بات ہمیشہ حُلقِ جمیل اور عملِ صالح کو دعوت دیتی ہے اس لیے جسے اپنی زبان پر

اختیار ہے اس کے تمام معاملات اس کے اختیار میں ہیں۔ ﴿اِنَّ الشَّیْطٰنَ

یَنۡزِعُ بَیۡنَهُمۡ﴾ ”بے شک شیطان ان کے درمیان جھڑپ کرواتا ہے۔“

یعنی شیطان بندوں کے دین و دنیا کو خراب کر کے ان کے درمیان فساد پھیلانا

چاہتا ہے اور اس فساد کی دوا یہ ہے کہ وہ بُری باتوں میں شیطان کی پیروی نہ کریں

جن کی طرف شیطان دعوت دیتا رہتا ہے، اور آپس میں نرم رویہ اختیار کریں تاکہ شیطان کی ریشہ دوانیوں کا قلع قمع ہو جو ان کے درمیان فساد کا بیج بوتا رہتا ہے، اس لیے شیطان ان کا حقیقی دشمن ہے اور ان پر لازم ہے کہ وہ شیطان کے خلاف مصروفِ جنگ رہیں۔ اس لیے کہ وہ تو انہیں دعوت دیتا رہتا ہے۔ ﴿لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ﴾ (فاطر: ۳) ”تاکہ وہ جہنم والے بن جائیں۔“ اگرچہ شیطان ان کے درمیان فساد اور عداوت ڈالنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے، لیکن اس بارے میں کامل عزم و احتیاط یہ ہے کہ اپنے دشمن شیطان کی مخالفت کی جائے نفس امارہ کا قلع قمع کیا جائے جس کے راستے سے شیطان داخل ہوتا ہے اس طرح وہ اپنے رب کی اطاعت کر سکیں گے ان کا معاملہ درست رہے گا اور راہِ ہدایت پالیں گے۔“ (تفسیر السعدی: ۱۴۶۸ / ۲)

ایک مقام پر اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿وَلَا تَسْتَوِ الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ٣٤ وَمَا يُلْقُهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلْقُهَا إِلَّا ذُو حِظٍّ عَظِيمٍ ٣٥﴾

(حم السجدہ: ۳۴، ۳۵)

”نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی۔ برائی کو بھلائی سے دفع کرو، پھر تیرا دشمن ایسا ہو جائے گا جیسے ولی دوست اور یہ بات انہی کو نصیحت ہوتی ہے جو صبر کریں اور اسے سوائے بڑے نصیب والوں کے کوئی نہیں پاسکتا۔“

10۔ شکوک و شبہات پیدا کرنا

شیطان کے گمراہ کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ یہ انسان کو شکوک و شبہات کے لقمہ و

دق صحرا میں بھٹکا دیتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَتَهُ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٣﴾ لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ فِتْنَةً لِلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ ۚ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ﴿٥٤﴾﴾ (الحج: ٥٣، ٥٤)

”ہم نے آپ سے پہلے جس رسول اور نبی کو بھیجا اس کے ساتھ یہ ہوا کہ جب وہ اپنے دل میں کوئی آرزو کرنے لگا، شیطان نے اس آرزو میں کچھ ملا دیا، پس شیطان کی ملاوٹ کو اللہ تعالیٰ دور کر دیتا ہے، پھر اپنی باتیں پکی کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دانا، حکمت والا ہے۔ یہ اس لیے کہ شیطانی ملاوٹ کو اللہ ان لوگوں کی آزمائش کا ذریعہ بنا دے جن کے دلوں میں بیماری ہے، اور جن کے دل سخت ہیں۔ بے شک ظالم لوگ دور دراز کی مخالفت میں ہیں۔“

11۔ خواہشات کے پیچھے چلاتا ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاتَّبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ ﴿٥٥﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ ۚ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۖ إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۚ ذَلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٥٦﴾﴾

(الاعراف: ١٧٥، ١٧٦)

”اور ان لوگوں کو اس شخص کا حال پڑھ کر سنائیے کہ جس کو ہم نے اپنی آیتیں دیں

پھر وہ ان سے بالکل ہی نکل گیا، پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا، سو وہ گمراہ لوگوں میں شامل ہو گیا۔ اور اگر ہم چاہتے تو اس کو ان آیتوں کی بدولت بلند مرتبہ کر دیتے لیکن وہ تو دنیا کی طرف مائل ہو گیا، اور اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے لگا۔ سو اس کی حالت کتنے کی سی ہو گئی کہ اگر تو اس پر کچھ لادے تب بھی ہانپے، یا اس کو چھوڑ دے تب بھی ہانپے۔ یہی حالت ان لوگوں کی ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ سو آپ اس حال کو بیان کر دیجیے شاید وہ لوگ غور و فکر کریں۔“

عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

”پس اُس کتاب کو چھوڑ دیا اور ان اخلاق کو دور پھینک دیا جن کا حکم کتاب اللہ دیتی تھی اور ان اخلاق کو اس طرح (اپنی ذات سے) اُتار دیا جس طرح لباس اُتارا جاتا ہے۔ جب وہ آیات الہی سے نکل گیا تو شیطان اس کے پیچھے لگ گیا۔ اور جب وہ مضبوط پناہ گاہ سے نکل بھاگا تو شیطان اس پر مسلط ہو گیا۔ اور یوں وہ ادنیٰ ترین لوگوں میں شامل ہو گیا۔ شیطان نے اسے گناہوں پر آمادہ کیا (اور وہ گناہوں میں گھر گیا) ﴿فَكَانَ مِنَ الْعَوِينَ﴾ ”پس وہ گمراہوں میں سے ہو گیا۔“ جب کہ وہ ہدیت یافتہ لوگوں میں سے تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے حال پر چھوڑ کر اس کے نفس کے حوالے کر دیا تھا۔

اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا﴾ ”اور اگر ہم چاہتے تو اس کا رتبہ ان آیتوں کی بدولت بلند کر دیتے۔“ یعنی ہم اسے آیات الہی پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرتے اور یوں وہ دنیا و آخرت میں بلند درجات پاتا اور اپنے دشمنوں سے محفوظ ہو جاتا۔ ﴿وَلَكِنَّهُ﴾ مگر اس نے ایسے افعال سر انجام دیے جو اس بات کا تقاضا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنی توفیق سے محروم کر دے۔ ﴿أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ﴾ ”وہ ہو رہا زمین کا۔“ یعنی وہ سفلی

جذبات و خواہشات اور دنیاوی مقاصد کی طرف مائل ہو گیا۔ ﴿وَاتَّبَعَ هَوَاهُ﴾ اور خواہشات نفس کے پیچھے لگ گیا اور اپنے آقا و مولیٰ کی اطاعت چھوڑ دی۔ ﴿فَمَثَلُهُ﴾ ”تو اس کی مثال“ پس دنیا کی حرص کی شدت اور اس کی طرف میلان میں اس کی حالت یہ ہو گئی ﴿كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ﴾ ”جیسے کتا ہوتا ہے اس پر تو بوجھ لادے تو ہانپے اور چھوڑ دے تو ہانپے۔“ یعنی وہ ہر حال میں (حرص کی وجہ سے) زبان باہر نکالے رکھتا ہے، سخت لالچی بنا رہتا ہے اس میں ایسی حرص ہے جس نے اس کے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا ہے دنیا کی کوئی چیز اس کی محتاجی کو دور نہیں کر سکتی۔“ (تفسیر السعدی)

12۔ برائی اور بے حیائی کا حکم دینا

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝۱۷۸ إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝۱۷۹﴾

(البقرہ: ۱۶۸، ۱۶۹)

”لوگو! زمین میں بھتی بھی حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں، انہیں کھاؤ اور پیو۔ اور شیطانی راہ پر نہ چلو، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ وہ تمہیں صرف برائی اور بے حیائی کا اور اللہ تعالیٰ پر ان باتوں کے کہنے کا حکم دیتا ہے جن کا تمہیں علم نہیں۔“

عبدالرحمن بن ناصر رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

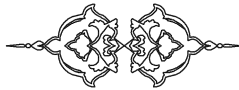
”﴿إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ﴾ ”وہ شر کا حکم دیتا ہے۔“ یعنی ایسے شر کا جو اپنے مرتکب کے ساتھ برا سلوک کرتا ہے، پس تمام معاصی اس میں آ جاتے ہیں تب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ﴿وَالْفَحْشَاءِ﴾ خاص کا عطف عام پر کے باب میں

سے ہوگا کیونکہ فواحش بھی معاصی میں شمار ہوتے ہیں جن کی قباحات انتہا کو پہنچی ہوئی ہوتی ہے، مثلاً زنا، شراب نوشی، قتل ناحق، تہمت اور بخل وغیرہ یہ سب ان کاموں میں سے ہیں جن کو ہر عقل مند بُرا سمجھتا ہے۔“ (تفسیر السعدی: ۱/ ۲۱۰)

اسی امر کو قرآن مجید دوسرے مقام پر یوں بیان کرتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ۚ وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ أَبَدًا ۚ وَلَكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ٥١﴾ (النور: ۲۱)

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو شیطان کے قدموں کے پیچھے مت چلو۔ جو شخص شیطانی قدموں کی پیروی کرے تو وہ بے حیائی اور برے کاموں کا ہی حکم کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تم پر نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی بھی کبھی بھی پاک صاف نہ ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ جسے پاک کرنا چاہے کر دیتا ہے۔ اور اگر اللہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔“



باب نمبر 8

کراماتِ اولیاء

کسی نیک اور صالح شخص کے ہاتھوں خارق اور خلافِ عادت کام کا ظہور یعنی فطرت کے عام معمولات سے ہٹ کر کسی بات کا معرض وجود میں آنا کرامت کہلاتا ہے۔ اور کرامت کے معنی عزت و بزرگی کے ہیں، اس لیے کہ وہ صاحبِ کرامت کی عزت و بزرگی کا سبب ہوتی ہے۔ مگر کرامت، ولایت کے لیے شرط نہیں ہے کہ ولی وہی ہو سکتا ہے جس سے کوئی کرامت ظاہر ہو، بلکہ بسا اوقات اکثر صالحین سے کوئی کرامت ظاہر نہیں ہوتی، مگر ان کے ظاہری اعمال اور تقویٰ ان کے ولی ہونے کے ثبوت ہوتے ہیں۔ اور کرامت، ولایت کی اس لیے بھی شرط نہیں ہے کہ کرامت ولی اللہ کے اختیار میں نہیں ہوتی۔

بلکہ جیسے انبیاء علیہم السلام کے معجزات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں تھے، اسی طرح کرامات بھی اللہ کے اختیار میں ہیں، اللہ تعالیٰ جب چاہے اپنے کسی صالح بندے کے ذریعہ اس کا ظہور کر دے۔ بلاشبہ اولیاء اللہ سے سرزد ایسی کرامات کو ہم (جو صحیح نقل و سند کے ساتھ ثابت ہوں) تسلیم کرتے ہیں، مگر کرامات کو کتاب و سنت کے ترازو میں تولتے ہیں۔ اگر وہ عقیدہ اسلام کے موافق ہو تو قابلِ قبول، ورنہ ہم اسے شعبہ بازی، کذب سحر و جادو، فریب و دھوکہ شیطانی پر محمول کریں گے۔

کیونکہ خرقِ عادت بات کا ظہور صرف اولیاء اللہ سے ہی نہیں ہوتا ہے، بلکہ جو لوگ جنات کو مسخر و تابع کرتے ہیں، اور جن کا تعلق شیطان سے ہوتا ہے۔ خرقِ عادت باتوں کا ظہور

ان سے بھی ہوتا ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایہ ناز تصنیف لطیف ”الفرقان بین اولیاء الرحمن واولیاء الشیطان“ میں لکھتے ہیں:

((وَمِنْهُمْ مَنْ يَطِيرُ بِهِمُ الْجِنُّ إِلَى مَكَّةَ أَوْ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ أَوْ غَيْرِهِمَا.)) (ص: ۷۹)

”کہ ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جنہیں جنات اڑا کر مکہ یا بیت المقدس یا ان کے علاوہ دوسری جگہوں پر لے جاتے ہیں۔“

کیونکہ خبیث جن، خبیث انسانوں کے دوست ہوتے ہیں، اور ایک دوسرے سے مختلف فوائد حاصل کرتے ہیں۔ ان کے اس عمل کو قرآن نے یوں بیان کیا ہے۔

﴿وَيَوْمَ يُنْشَرُهُمْ بِجَمِيعَةٍ يَمْعَشَرُ الْجِنُّ قَدْ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْإِنسِ وَقَالَ أَوْلِيَاؤُهُم مِّنَ الْإِنسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَبَلَغْنَا أَجَلَنَا الَّذِي أَجَلْتَ لَنَا قَالَ النَّارُ مَثْوَاكُمْ خَالِدِينَ فِيهَا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ۝۱۲۸﴾ (الانعام: ۱۲۸ و ۱۲۹)

”جس دن اللہ سب لوگوں کو اکٹھا کرے گا (تو فرمائے گا) اے جنوں کے گروہ! تم نے بہت سے آدمیوں کو اپنا تابع بنا رکھا تھا، اور انسانوں میں سے جو ایسے جنوں کے دوست ہوں گے وہ کہیں گے، اے ہمارے رب! ہم دونوں نے ہی ایک دوسرے سے خوب فائدہ اٹھایا، یہاں تک کہ وہ وقت آ پہنچا جو تو نے ہمارے لیے مقرر کیا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اچھا! تم سب کا ٹھکانا دوزخ ہے جس میں تم ہمیشہ رہو گے مگر جتنی مدت اللہ بچانا چاہے گا بچالے گا۔ بلاشبہ آپ کا رب بہت دانا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ اس طرح ہم ظالموں کو ایک

دوسرے کا ساتھی بنا دیں گے کیونکہ وہ (مل کر ہی) ایسے کام کیا کرتے تھے۔“
یعنی جن اور انسان مل کر لوگوں کو خرق عادت معاملات دکھا کر گمراہ کر سکتے ہیں، کیونکہ جنوں کی کچھ خصوصیات ہیں ان میں ایک یہ کہ جن ضرر پہنچا سکتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن میں ہے:

﴿الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ

الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَيْسِ﴾ (البقرہ: ۲۷۵)

”جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ یوں کھڑے ہوں گے جیسے شیطان نے کسی شخص کو چھو کر اسے مجنوب الحواس بنا دیا ہو۔“

اسی طرح ایوب علیہ السلام نے فرمایا:

﴿وَإِذْ كُرَّ عَبْدًا أَيُّوبُ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ

وَعَذَابٍ ۝۳۱﴾ (ص: ۴۱)

”اور ہمارے بندے ایوب کا ذکر کیجئے جب انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ شیطان نے مجھے سخت تکلیف و عذاب میں ڈال دیا ہے۔“

اسی طرح احادیث میں بھی اس طرح کے واقعات موجود ہیں، طوالت سے بچنے کے لیے ہم اس پر اختصار کرتے ہیں۔

ثابت یہ ہوا کہ خرق عادت بات کا ظہور ولایت کی نشانی نہیں ہو سکتی۔

کیا دعاؤں کی قبولیت ولایت کی نشانی ہے؟

ایک سوال یہ بھی ہے کہ کیا دعا کی قبولیت ولایت کی دلیل ہے کہ نہیں؟ اس میں کیا شک ہے کہ اولیاء اللہ مستجاب الدعوات (جن کی دعائیں قبول ہوتی ہیں) ہوتے ہیں۔

ترمذی شریف میں حدیث مبارکہ ہے، سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا:

((اللَّهُمَّ اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ إِذَا دَعَاكَ .)) ❶

”اے اللہ سعد کی دعاؤں کو قبول فرما۔“

مگر وہ رب دلیوں کا ہی نہیں، بلکہ گناہ گاروں، سیاہ کاروں کا بھی ہے۔ انس کا بھی اور جنوں کا بھی ہے۔ جانداروں کا بھی ہے اور غیر جانداروں کا بھی ہے۔ وہ تو سب کا رب، سب کی سنتا ہے، حتیٰ کہ قرآن بیان کرتا ہے۔

﴿قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَنْ تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرُجْ إِنَّكَ

مِنَ الصَّغِيرِينَ ❷ قَالَ أَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمٍ يُبْعَثُونَ ❸ قَالَ إِنَّكَ مِنَ

الْمُنْظَرِينَ ❹﴾ (الاعراف: ۱۳-۱۵)

”اللہ نے فرمایا ہے اتر یہاں سے تیرا حق نہ تھا کہ تو یہاں تکبر کرتا، لہذا نکل جا، تو ان لوگوں سے ہو گیا جنہیں ذلیل ہو کر رہنا پڑتا ہے۔ ابلیس کہنے لگا، اچھا پھر مجھے روز محشر تک مہلت دے دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تجھے یہ مہلت دے دی جاتی ہے۔“

دیکھئے ابلیس نے دعاء مانگی کہ اے اللہ! مجھے قیامت تک مہلت دے دے، اور مانگی بھی اس وقت جب وہ راندہ درگاہ ہو چکا ہے، اور کیا مانگتا ہے کہ تیرے نبی دنیا سے رخصت ہو جائیں، ولی فوت ہو جائیں، صالحین قبروں میں جاسوئیں، لیکن میں زندہ رہوں۔

فرمایا، جاؤ، تمہاری دعا قبول کی جاتی ہے۔ جاؤ تمہیں مہلت دی جاتی ہے، پھر جب شیطان کی دعا بھی قبول ہوئی، اور عکرمہ بن ابی جہل بھاگ کر کشتی میں جا کر سوار ہوئے تو اس وقت ان کی بھی دعا قبول ہوئی حالانکہ وہ اس وقت ایمان دار نہ تھے۔ تو معلوم ہوا دعا کی قبولیت ولایت کی نشانی و دلیل نہیں ہو سکتی۔

❶ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۷۵۱۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

کیا کشف ولایت کی دلیل ہے؟

جس طرح کرامت قرآن و سنت سے ثابت ہے، اس طرح کشف بھی قرآن و سنت سے ثابت ہے، جو ان کا انکار کرے گا گویا وہ قرآن و سنت کا انکار کرتا ہے۔

لیکن یہ بات یاد رکھو کہ کشف بھی ولایت کی نشانی نہیں۔ کشف کا انکار نہیں کرتے، بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ بعض تابعین کو کشف ہوتا تھا، اولیاء کی چودہ سو سال کی تاریخ گواہی دیتی ہے کہ بعض اولیاء کو کشف ہوتا تھا۔ وہ شخص روحانی اعتبار سے اندھا ہے جو کشف کا انکار کرتا ہے۔ بلکہ بخاری شریف میں اس بات کا تذکرہ موجود ہے کہ:

((قَرَأَ رَجُلٌ الْكُحْفَ وَفِي الدَّارِ الدَّابَّةُ، فَجَعَلَتْ تَنْفِرُ، فَسَلَّمَ الرَّجُلُ، فَإِذَا ضَبَابَةٌ، أَوْ سَحَابَةٌ غَشِيَتْهُ، فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: اِقْرَأْ فَلَانُ! فَإِنَّهَا السَّكِينَةُ نَزَلَتْ لِلْقُرْآنِ أَوْ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْآنِ)) ❶

”ایک آدمی (اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ) نے سورہ کہف پڑھی اور گھر میں ایک جانور بندھا ہوا تھا، وہ بدکنا شروع ہو گیا، تو انہوں نے سلام پھیرا تو کیا دیکھتے ہیں، ایک سائبان یا بادل ہے جس نے اس کو ڈھانپ لیا ہے، اور سایہ کیے ہوئے ہے (اور اس میں روشنیاں تھیں)، انہوں نے آ کر یہ بات نبی کریم ﷺ کو بتائی تو آپ نے فرمایا: تم پڑھتے رہتے، یہ سکینت و فرشتے تھے جو تیری قرأت کی آواز سن رہے تھے۔“

کیا فرشتے اسید بن حضیر پر مکشف نہ ہوئے تھے، اور کیا خود نبی ﷺ نے اس بات کی گواہی نہ دی تھی، اور اس طرح تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جبریل علیہ السلام کو انسانی شکل میں دیکھا۔

❶ صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام، رقم: ۳۶۱۴۔ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين و باب نزول السکينة.....، رقم: ۷۹۵۔

پس جو شخص کہتا ہے کہ اولیاء اللہ کو کشف نہیں ہوتا، اور نہ ہی ہو سکتا ہے، تو وہ حدیث رسول کا منکر ہے۔

لیکن ہم یہ نہیں کہتے کہ کشف صرف اولیاء کو ہوتا ہے، بلکہ اولیاء کے سوا اوروں کو بھی ہوتا ہے حتیٰ کہ کافروں اور شیطانوں کو بھی ہوتا ہے۔ جنگ بدر میں مسلمانوں کی مدد کے لیے فرشتے اترے، وہ اللہ کے لشکر جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعین کو خطاب فرما کر کہتا ہے:

﴿وَأَنْزَلَ جُنُودًا لَّهُمْ تَرَوْهَا﴾ (التوبہ: ۲۶)

”اس نے ایسے لشکر اتارے جو تمہیں نظر نہ آتے تھے۔“

اور دوسری جگہ فرمایا:

﴿وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّهُمْ تَرَوْهَا﴾ (التوبہ: ۴۰)

”کہ اللہ نے نبی کی مدد ایسے لشکروں سے کی ہے جو تمہیں نظر نہیں آتے۔“

جبکہ سورہ انفال میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے شیطان کا قول نقل فرمایا ہے کہ:

﴿إِنِّي بَرِئٌ مِّنكُمْ إِنِّي أَرَىٰ مَا لَا تَرَوْنَ﴾ (الانفال: ۴۸)

”میرا تمہارا کوئی واسطہ نہیں جو میں دیکھ رہا ہوں وہ تم نہیں دیکھ رہے۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر فرشتے منکشف نہ ہوئے اور شیطان پر ہو گئے۔ جب کشف شیطان کو بھی ہوا ہے تو کشف ولایت کی دلیل کیوں کر ہو سکتی ہے اور کسی کے تقرب اور بلندی مدارج و مراتب کی دلیل کیسے ٹھہرایا جاسکتا ہے؟

اس سے بڑھ کر یہ بات کہ کشف تو جانوروں کو بھی ہوتا ہے۔ نبی ﷺ کا فرمانِ ذیشان ہے:

”جب جنازہ کو رکھ دیا جاتا ہے، اور تو آدمی اس کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیتے ہیں،

اگر وہ مرنے والا نیک ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے مجھے جلدی آگے لے چلو، مجھے آگے

کرو۔ اور اگر وہ نیک نہ ہو تو وہ کہتا ہے، ہائے ہلاکت! مجھے کہاں لے جا رہے ہو
”يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ“

اس آواز کو انسانوں کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے۔“^①

اور یہ کشف صوتی ہے، جب کشف صوتی جانوروں کو بھی ہو تو یہ دلیل ولایت ہو سکتی ہے؟
اور ذرا غور کیجئے کہ سورہ کہف میں مذکور ہے جناب خضر علیہ السلام کو کشف سیدنا موسیٰ علیہ السلام
سے زیادہ ہوتا تھا، مگر سب کا اتفاق ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا مقام بلند تر ہے، اور ان کا شمار
اولو العزم پیغمبروں میں ہوتا ہے۔ پس کشف کی زیادتی سے کسی کی ولایت کو ماننا صریحاً
گمراہی ہے۔

جب کشف ولایت کی دلیل نہیں۔ خرق عادت کا ظہور ولایت کی کسوٹی نہیں۔ تصرف و
تسخیر ولایت کی نشانی نہیں۔ حتیٰ کہ دعاء کی قبولیت بھی معیار ولایت نہیں۔ تو پھر ولایت کیا
ہے، ولی کون ہے، اولیاء اللہ کسے کہتے ہیں؟ جو جتنا بڑا محمد ﷺ کا تابع دار ہوگا وہ اتنا ہی
محبوب الہ العالمین ہوگا۔ جو جتنی زیادہ بندگانی بجالاتا ہوگا، وہ اتنا ہی مقرب خالق کائنات
ہوگا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝﴾ (آل عمران: ۳۱)

”آپ کہہ دیجیے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو (محمد ﷺ کی) میری پیروی و
اتباع کرو، اللہ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا ہے۔“

نہ کہ ولایت اس بات سے حاصل ہوتی ہے کہ گھروں کو چھوڑ کر جنگلوں، غاروں،
قبرستانوں اور ویرانوں میں جا کر عبادت کی جائیں۔

ولایت اس بات سے بھی نہیں ملتی کہ طبلے و سارنگی کی تھاپ پر ناچا جائے، بانسریوں کی

① صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب حمل الرجال الجنازہ دون النساء، رقم: ۱۳۱۴۔

سروں پر سر دھنا جائے۔ اور نہ ہی اولیاء اللہ ان کو کہا جاسکتا ہے کہ جو قرأت و سماع قرآن چھوڑ کر نماز کو پس پشت ڈال کر سانپ کھائیں، بھڑوں کو ہڑپ کر جائیں، گوبر کو تناول کریں، کیڑوں مکڑوں کو اپنی غذا بنائیں، خون پئیں اور غیر محرم عورتوں کے ساتھ دھمالیں ڈالیں۔ بے ریش لڑکوں کی صحبت میں سکون محسوس کریں۔ سیٹیاں، تالیاں، ڈھول، تاشے، طبلے و سارنگی، بانسری و گٹار اور طنبورے کی آواز کو سن کر وجد میں آجائیں، اور نماز ترک کریں۔ بلکہ یہ تو شیطان کے ساتھی و دوست ہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ ۝﴾

(الزخرف: ۳۶)

”جو رحمن کی یاد سے غافل ہوتا ہے ہم اس کے لیے ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں۔ اور وہی اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔“

کیونکہ یہ افعال شیطانیہ ہیں نہ کہ صفات رحمانیہ۔ اور اگر گلوں میں مالائیں ڈال کر، ہاتھوں میں کشکول پکڑ کر، بھنگ اور چرس کے کش لگا کر گلیوں میں بھیک مانگنا ولایت ہے تو پھر گنج کرا کر گلوں میں رسیاں ڈال کر بھیک مانگنے والوں کو بدھ مت کے بھکشو کہنا زیادتی ہوگی۔ اور جنگلوں میں جا کر، آبادیوں کو چھوڑ کر اپنی طرف سے عبادتیں و ریاضتیں بجالانے والوں کو سادھو کہنا نا انصافی ہوگی۔

اور کھنڈروں صحراؤں پہاڑوں کے باغات اور غیر آباد علاقوں میں معتکف ہونے والوں اور عبادت کی ایک ہیئت و کیفیت اختیار کر کے اسی حالت عبادت میں یہاں تک رہنا کہ موت کے بعد بھی اس حالت میں لاش پڑی ہونا ان کو سونا (Monasticism) طریقہ عبادت کا پیروکار قرار دے کر اس پر رہبانیت کا لیبل لگا اور

﴿وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ﴾

(الحديد: ۲۷)

”اور ترک دنیا جو انہوں نے خود ایجاد کر لی تھی ہم نے ان پر فرض نہیں کی تھی مگر اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے انہوں نے ایسا کیا۔“
 کا حکم لگا کر عیسائی کہہ دینا بھی صحیح نہیں ہوگا۔

ہاں! یہ ساری باتیں کہنا اس وقت صحیح ہوگا کہ جب تم خود ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ کی زندہ تعبیر و بن کر جس قدر حبیب رب العالمین ﷺ کا جس قدر روپ دھارو گے، اس قدر اللہ کو تم پر پیار آئے گا۔ اس بات کو پہلے باندھو کہ ولایت اور قرب الہی کے تمام درجات اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے ہی حاصل ہوتے ہیں۔

﴿مَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَ الرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَ الصِّدِّيقِينَ وَ الشُّهَدَاءِ وَ الصَّالِحِينَ وَ حَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا﴾ (النساء: ۶۹)

”جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جنہیں صدیقیت، اور شہادت کے مقاموں سے نوازا جاتا ہے، اور صلحاء اولیاء کے سب درجات و مراتب کا انحصار اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت پر ہی ہے۔“
 ورنہ ولی تم بھی اور تم میں سے بھی کوئی نہیں ہو سکتا، ہاں! اگر کردار ہو جائے تو پھر ان پر تمہارے وہ سارے حکم صحیح ہوں گے، اور اس وقت تمہارا تعارف یوں ہوگا۔

﴿إِلَّا إِنْ أَوْلِيَاءُ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ (الَّذِينَ آمَنُوا وَ كَانُوا يَتَّقُونَ) (یونس: ۶۲ و ۶۳)

”غور سے سنو! جو لوگ اللہ کے ولی و دوست ہیں، ان کو قیامت کے دن ڈر اور غم نہ ہوگا۔ یہ (ولی و دوست) وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے، اور پرہیزگاری و تقویٰ کو اختیار کر لیا۔“

اور مزید برآں۔

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا ۝۳۱ وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا ۝۳۲ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۚ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝۳۳ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ۝۳۴ وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا ۝۳۵ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَ لَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ۝۳۶ يُضْعَفُ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَيَخْلُدُ فِيهِ مُهَانًا ۝۳۷ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝۳۸ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا ۝۳۹ وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا ۝۴۰ وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا ۝۴۱ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ۝۴۲ أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا ۝۴۳﴾

(الفرقان: ۶۳ تا ۷۵)

”اللہ کے نیک بندے (اولیاء اللہ) وہ ہیں جو عاجزی کے ساتھ (یا آہستگی اور وقار کے ساتھ) زمین پر چلتے ہیں۔ اور جب جاہل لوگ ان سے بھڑ جاتے ہیں تو کہتے ہیں (اچھا صاحب) سلام۔ اور جو راتوں کو اپنے مالک کے آگے سجدے

اور قیام میں رہتے ہیں (یعنی شب بیدار، تہجد گزار)۔ اور جویوں دعا مانگتے ہیں، اے ہمارے رب! دوزخ کا عذاب ہم پر سے ٹال دے، کیونکہ وہ دوزخ کا عذاب (کافروں اور گناہ گار کے لیے اٹل ہے) وہ ہر طرح بری ہے، وہاں تھوڑی دیر رہنا ہو یا ہمیشہ رہنا ہو۔ اور جو خرچ کرتے وقت بیکار (اپنا پیسہ اُڑاتے اور نہنگی کرتے ہیں) (کہ ضرورت میں بھی نہ اٹھائیں)۔ اور میانہ روی میں ان کا خرچ رہتا ہے۔ اور جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود نہیں پکارتے (اس کی عبادت کرتے ہیں)۔ اور جس کا مارنا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اس کو نہیں مارتے مگر حق پر (جیسے خون کے بدلہ خون)۔ اور زنا نہیں کرتے اور جو کوئی یہ کام کرے گا (زنا) تو وہ (اپنے کیے کا) بدلہ پائے گا، اور قیامت کے دن دگنا عذاب ہوگا اور وہ اس میں ذلیل ہو کر ہمیشہ رہے گا۔ مگر جو شخص (دنیا ہی میں ان گناہوں سے) توبہ کرے، اور ایمان لائے، اور نیک کام کرے تو ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور جو کوئی گناہ سے توبہ کرے، اور نیک کام کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف پورا ابھر آتا ہے۔ اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے، (یا جھوٹ فریب نہیں کرتے) اور جب بیہودہ کام پر آنکلیں (اتفاق سے اس پر گزر ہو) تو عزت بچا کر چل دیتے ہیں۔ اور جس کو ان کے مالک کی آیتیں سنائی جاتی ہیں تو وہ اندھے بہرے ہو کر ان پر نہیں گزرتے (بلکہ انہیں وہ نہایت غور و فکر سے سنتے اور ان سے متاثر ہوتے ہیں)۔ اور جو یہ دعا کرتے ہیں، اے ہمارے رب کریم! ہم کو ایسی بی بیاں (بیویاں) اور اولاد عطا فرما جن کی طرف سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہم کو پرہیز گاروں کا سردار بنا۔ اور ان لوگوں کو بہشت کے بالا خانوں ان کے صبر کے بدلے میں ملیں گے، اور ان کا دعاء و سلام سے استقبال کیا جائے گا، وہ ہمیشہ اس میں رہیں

گے، اچھا ٹھکانہ اور بہترین رہنے کا مقام ہے۔“

پس ولایت کی کسوٹی قرآن و حدیث اور محمد ﷺ کی غلامی ہے، جو جتنا ان کے قریب ہوا، وہ اتنا بڑا ولی ہوا، اور اولیاء اللہ تو واجب الادب اور واجب التعظیم ہوتے ہیں۔ جو اولیاء اللہ کا نام ادب سے نہ لے، اور روح کی گہرائیوں سے ان کی تعظیم نہ کرے، وہ بھی کوئی انسان ہے۔ اسے اصطبل میں باندھو۔

ان کی شان میں ادنیٰ گستاخی بھی موجب حرماں و بدبختی ہے، اور سدّہ مجاری فیض ہے۔ اور یہ بات حدیث قدسی میں ہے:

((مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتَهُ بِالْحَرْبِ .)) ❶

”جو میرے کسی دوست سے دشمنی کرتا ہے میں اس کے ساتھ جنگ کا اعلان کرتا ہوں۔“

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ ہمیں اپنے اولیاء و صلحاء میں شامل فرمائے۔ آمین

کراماتِ اولیاء

اب ہم آپ کے سامنے چند ایک کرامات رکھتے ہیں:

(1) مریم علیہا السلام کی کرامت

مریم علیہا السلام نبی نہیں ہیں، بلکہ اللہ کی ولی و محبوب بندی، اور ایک پرہیزگار ماں باپ کی متقی و راست باز اولاد ہیں، جنہیں اللہ نے ان کے ماں باپ کے اخلاص کو قبول کرتے ہوئے ایک ایسے پیغمبر کی ماں بنا دیا جو صرف پیغمبر نہیں، بلکہ اللہ کے کلمات میں سے ایک کلمہ، اور نشانی قدرت بھی ہیں۔ لہذا ہم ان کی کرامت کو بیان کرنا مناسب سمجھیں گے۔

﴿وَكَلَّمَهَا زَكَرِيَّا كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا

رِزْقًا قَالَتْ لِمَ يَمْرُؤُا أَنَّى لَكَ هَذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ

يَزُوقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٧﴾ (آل عمران: ۳۷)

”جب بھی زکریا مریم کے کمرہ میں داخل ہوتے تو اس کے ہاں کوئی کھانے پینے کی چیز موجود پاتے، اور پوچھتے ”مریم یہ تجھے کہاں سے ملا؟ وہ کہہ دیتیں اللہ کے ہاں سے۔ یقیناً اللہ جسے چاہے بے حساب رزق دیتا ہے۔“

اس میں مریم علیہا السلام کی کرامت یہ ہے کہ جس جگہ مریم علیہا السلام مصروف عبادت ہوتی تھیں، اس کمرہ میں سیدنا زکریا علیہ السلام کے علاوہ سب کا داخلہ ممنوع تھا، سیدہ مریم علیہا السلام کے لیے سامان خورد و نوش بھی سیدنا زکریا علیہ السلام ہی وہاں پہنچایا کرتے تھے، پھر بارہا ایسا بھی ہوا کہ سیدنا زکریا علیہ السلام خوراک دینے کے لیے اس کمرہ میں داخل ہوئے تو سیدہ مریم علیہا السلام کے پاس پہلے ہی سے کھانے پینے کا سامان پڑا دیکھا، وہ اس بات پر حیران ہو کر پوچھتے ہیں کہ میرے بغیر یہاں کوئی آتا بھی نہیں، اور اس کے پاس پھل بھی ایسے ہیں جن کا موسم بھی نہیں تو اس حیرانی میں پوچھا مریم علیہا السلام یہ تمہارے پاس کہاں سے آتے ہیں؟ تو انہوں نے بلا تکلف فرما دیا اللہ کے ہاں سے۔

(2) سیدنا خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کی کرامت

امام بخاری رحمہ اللہ ایک طویل حدیث میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کے مشرکین مکہ کے ہاتھوں قید ہو جانے کا واقعہ بیان کرتے ہیں، اور اس واقعہ میں خبیب جس کے ہاں قید تھے ان کے گھر کی ایک عورت بنت الحارث کہتی ہیں:

((وَاللّٰهُ مَا رَأَيْتُ اَسِيرًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ، وَاللّٰهُ لَقَدْ وَجَدْتُهُ يَوْمًا يَأْكُلُ مِنْ قِطْفِ عَنَبٍ فِي يَدِهِ وَانَّهُ لَمَوْثِقٌ فِي الْحَدِيدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرٍ، وَكَانَتْ تَقُولُ: اِنَّهُ لِرِزْقٍ مِنَ اللّٰهِ رَزَقَهُ خُبَيْبًا.)) ❶

❶ صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسير، رقم: ۳۰۴۵.

”بنت الحارث کہتی ہیں کہ میں نے خبیث سے بہتر، اچھا اور معزز و قیدی نہیں دیکھا کہ وہ انگور کے خوشوں سے انگور کھا رہے تھے (حیرانگی کی بات یہ ہے کہ ایک تو وہ) بیڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے (اس سے بھی زیادہ تعجب خیز بات یہ تھی کہ) مکہ میں ان دنوں سرے سے انگور تھے ہی نہیں۔ وہ کہا کرتی تھیں، یقیناً وہ اللہ کی عطا تھی کہ اللہ نے اپنے ولی کو رزق پہنچایا۔“

(3) خادم رسول (ﷺ) سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ کی کرامت

ان کا نام باختلاف روایات: رومان یا مهران تھا، لیکن ایک دفعہ ایک جنگ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ان کو سفینہ کہہ دیا تو انہوں نے اپنا یہی نام رکھ لیا، اور اپنا اصل نام کسی کو نہ بتایا بلکہ کہتے کہ میں سفینہ ہی ہوں۔ (مستدرک حاکم، رقم: ۶۱۰۷)

ان کی کرامت یہ ہے وہ کہتے ہیں کہ میں سمندر میں سفر کر رہا تھا کہ کشتی ٹوٹ گئی۔ میں ایک تختے پر سوار ہو گیا اور سمندر کی موجوں نے مجھے گہرے گھنے جنگل کی جھاڑیوں میں ڈال دیا، اور وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شیر موجود ہے، میں پہلے تو اس سے گھبرا یا، پھر میں نے اس سے کہا:

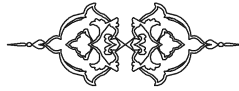
((یا ابا الحارث انا مولیٰ رسول اللہ ﷺ فطأطأ رأسه و اقبل الی فدفعنی منکبه حتی اخرجنی من الاجمة و وضعنی علی الطريق و همهم فظننت انه یودعنی فکان ذلک آخر عہدی بہ .)) ❶

”اے ابو الحارث (شیر کے باپ) میں رسول اللہ ﷺ کا خادمہ ہوں (یہ سنتے ہی اس نے) سر جھکا لیا، اور میری طرف متوجہ ہوا، اور اپنے کندھے کے ساتھ مجھے اشارہ کیا (اور اس وقت تک اپنے کندھے کے دھکے سے اشارہ کرتا رہا

❶ مستدرک حاکم: ۶۰۵/۳، رقم: ۶۶۰۹، ۶۱۸/۲، رقم: ۴۲۹۳۔ حاکم نے اسے ”صحیح علی شرط مسلم“ کہا ہے۔

یہاں تک کہ اس نے مجھے جھاڑیوں سے نکال کر سیدھے راستے پر پہنچا دیا، اور اس کے بعد چھ کاڑا میں سمجھ گیا کہ وہ مجھے الوداع کر رہا ہے۔“

اگر کرامات کے باب کو پھیلا یا جائے تو اس پر ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے، لیکن اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے اور مطلوب و مقصود کو حاصل کرنے کے لیے ہم اس بات کو یہیں ختم کرتے ہیں، اور دعاء کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں صفات اولیاء کا حامل بنا، اور صفات شیطانیہ سے تو آپ ہی ہماری حفاظت فرما۔ (آمین یا رب العالمین)



باب نمبر 9

کیا عرس، میلہ تقدس ہے.....؟

تحریر: حافظ حامد محمود انحضری
رفیق: انصار السنہ پہلی کیشنز، لاہور

اللہ رب العزت کی وحدانیت کا عقیدہ ایمان کا جزو اعظم، اور دین حنیف کی جان ہے۔ عبادات و معاملات اور اعمال و اخلاق کی فلک بوس عمارت اسی اساس پہ قائم ہے، اگر یہ بنیادی عقیدہ صحیح ہو تو تمام عبادات و اعمال عند اللہ مقبول اور موجب اجر و ثواب ہوں گے لیکن اگر اس بنیادی عقیدہ میں خرابی ہو تو تمام عبادات و اعمال مردود اور رائیگاں ہوں گے۔ یہ عقیدہ جس قدر اہم اور ناگزیر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کی نشر و اشاعت اور افہام و تفہیم کا اسی قدر زیادہ اہتمام فرمایا ہے۔ ایک لاکھ سے زیادہ انبیاء و رسل اور سینکڑوں صحائف و کتب اس عقیدہ کی تبلیغ و تمہین کے لیے بھیجے۔ سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ پر چونکہ سلسلہ نبوت ختم کرنا تھا، اس لیے آپ کی بعثت اور تنزیل قرآن سے سارے دین اسلام کی عموماً اور اسلام کے اس اساسی عقیدے کی خصوصاً تکمیل فرمادی۔

آنحضرت ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعین سے لے کر آج تک علماء اہل حق اس مسئلہ کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف چلے آ رہے ہیں۔

لیکن اس کے برعکس علماء سوء اور شیطان کے چیلوں نے اپنی طمع نفسانی اور دنیا طلبی کی غرض سے سادہ لوح عوام کو اپنے مکرو فریب کے جال میں پھانس کر تو حید پر خوب پردہ ڈالا،

اور شرک و کفر کو اس طرح چمکانے کی کوشش کی کہ اپنے زعمِ باطل میں توحید کے آفتاب کو اس کے سامنے مدہم بنا دیا۔ معبودِ حقیقی کی صفات غیر اللہ میں منوانے کے لیے بڑے حربے استعمال کئے۔ نتیجہ یہ کہ لاکھوں نہیں کروڑوں مسلمان بزرگوں کو کرنی والے (رالہ) جاننے لگے، اور لاکھوں قبروں کے پجاری اور لاکھوں مجاور مزاروں کے بیوپاری بن بیٹھے۔ ۵

اب آگر آہ نکل جائے تو مجبور ہوں میں

قصر و کسریٰ کی مملکتوں سے خراج وصول کرنے والے اب بزرگوں کی قبروں کی کمائی پر جینے لگے، اور ہزار ہا ایسی آیات و احادیث جو ان لغویات سے روکتی اور ان کی مذمت کرتی، انہیں شرک و کفر اور بدعت قرار دیتی ہیں۔ کی موجودگی کے باوجود اپنے ان افعالِ قبیحہ و مذمومہ سے ایک انچ بھی پیچھے ہٹنا گوارہ نہیں کرتے۔ ذرا سوچئے کہ وہ اسلام جسے نبی اکرم ﷺ نے گھر بار چھوڑ کر، پیٹ پر پتھر باندھ کر طرح طرح کے مصائب جھیل کر پھیلایا تھا، اور جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے بچوں کے خون سے پالا تھا، آج لغویات اور خرافات کو اس دین سے کیا نسبت ہے؟

چہ نسبت خاک را با عالم پاک؟

اسی بناء پر کسی نے کہا ہے کہ ۵

دل صنم خانہ بنا ہے یاد غیر اللہ سے

بت بھی کہنے لگے ”مسلم نما کافر“ ہمیں

آدم برسرِ مطلب!

۲۷ جیٹھ بروز جمعۃ المبارک ۲۰۰۰-۶-۹ م کو رسول نگر جو کہ علی پور چٹھہ کے شمال مغرب میں واقع ہے جانے کا اتفاق ہوا۔ اڈہ پر بس سے اترنے کے بعد ہم سفر ساتھی جو کہ بریلوی العقیدہ تھانے بتایا کہ یہاں قریب ہی بابا گلاب شاہ کا دربار ہے، جہاں جو کوئی بھی جاتا ہے دل کی مراد پاتا ہے، اس کی تمام حاجات پوری ہو جاتی ہیں، دنیاوی کسی قسم کی کمی نہیں رہتی، راقم

الحروف اور میرا ہم سفر ساتھی شفقت شاہ مذکورہ دربار تک پہنچے تو ہمیں وہاں لوگوں کا ایک جم غفیر نظر آیا جس میں بوڑھے، جوان، بچے، بچیاں اور بوڑھی و جوان عورتیں سبھی شامل تھے، اور جو بیک زبان با آواز بلند پکار رہے تھے ؎

ولی اللہ دے دیکھ دیکھ کے بھر دے بھانڈے نے
ایک ڈھول بجانے والا بھی جب یہی شعر پڑھتا تو جواباً سبھی ”حضرت بابا گلاب شاہ خنی
سرکار“ کا نعرہ بلند کرتے، اسی ڈھول بجانے والے نے ایک دوسرا شعر یوں بلند کیا ہے ؎
اولیاء اللہ، اللہ، اولیاء بچ فرق ر میاں نہرودا

اس جھوم سے ذرا تھوڑی دور کچھ ملنگ، پیر اور بابے سبز چوغے پہنے ہوئے بیٹھے تھے کہ
مرد وزن اُن کی خدمت میں مصروف تھے۔ کوئی ان کو دبا رہا تھا تو کوئی ان کے پاؤں پر سر
رکھے ہوئے تھا، بعض قوالی کر رہے تھے، اور کئی لوگ ان کے پاس یہ نعرہ بلند کر رہے تھے ؎

پیر کامل صورت ظل اللہ

یعنی دیدہ پیر دید کبریاء

فنعوذ باللہ من هذه الخزعبلات!

چند اوباش نوجوان سروں پر ٹوپیاں رکھے ہوئے بڑے مؤدب ہو کر یہاں دعائیں
کرنے میں مصروف تھے، اور چند عورتیں بھی اس دربار پر کچھ تو دربار کی مٹی اور دیواریں چاٹ
رہی تھیں، دیئے کا تیل اپنے کانوں کی بالیوں وغیرہ کو لگا رہی تھیں۔ کچھ ان پرانے درختوں
میں بیٹھی تھیں جہاں کبھی بابا گلاب شاہ بیٹھا کرتے تھے، کچھ لوگ ایک ڈولی نما ٹوکری جسے
خاص اصطلاح میں گھڑولی کہتے ہیں لے کر آتے اور گلاب شاہ کی قبر پر چڑھاوا چڑھا دیتے
ہیں، ان گھڑولیوں میں گلاب شاہ کی قبر کا نمونہ ہوتا، اور بڑی مہارت سے اور محنت سے انہیں
سجایا ہوتا۔ یہ گھڑولیاں جب دربار میں لائی جاتی تو لوگ انہیں سجدہ کرتے۔ مشہور یہ ہے کہ جو
آدمی تین سال مسلسل یہ گھڑولی لائے گا اس کی ہر حاجت پوری ہوگی۔

ان گھڑولیوں کے متعلق ہم نے ایک آدمی ”محمد اعظم آف علی پور چٹھہ“ جو کہ عرصہ آٹھ سال سے ازراہ عقیدت اس مزار پر آتا سے سوال کیا کہ ان گھڑولیوں کی حقیقت کیا ہے؟ اس نے جواب دیا، کچھ بھی نہیں۔ ایک تو بدعت ہے، شریعت میں تو اس کا تصور تک نہیں ملتا، دوسرا بابا گلاب شاہ صاحب نے بھی اس کا کہا اور نہ ہی حکم فرمایا ہے۔ یہ تو تھیں بدعات و خرافات۔ اب بابا جی کی کرامات کا تذکرہ پیش خدمت ہے۔

کرامات بابا گلاب شاہ اور ان کی حقیقت

- 1: جنگ 65ء میں بھارتی فوجی جب بھی رسول نگر اور اس کے گرد و نواح میں بم وغیرہ پھینکے تو بابا جی ان کو یہاں نہ گرنے دیتے، ان کی قبر سے ایک روشنی اٹھتی جو بم کو فضا میں اچک لیتی، اور پھر اسے قریبی دریا چناب میں پھینک دیتی۔
- 2: ایک عورت سے ان کو عشق ہو گیا، ایک دفعہ وہ وزیر آباد سے آتے چند ڈاکوؤں کے ہتھے چڑھ گئی، اس نے بابا جی کو آواز لگائی تو اس کے اندر سے آواز آئی، میرا عشق سچا ہے، میں تیرے اندر رہتا ہوں، اور اس کو ڈاکوؤں سے بچا لیا۔

کرامات کی حقیقت

- 1: جہاں تک علاقہ محفوظ رکھنے کی بات ہے کسی کو نقصان پہنچانا یا نفع دینا، تنگی یا تکلیف میں مبتلا کرنا، یا اسے دور کرنا تو صرف اللہ تعالیٰ کے لائق ہے، اسی طرح رازق بھی وہی ہے، مشکل کشا بھی وہی، اور حاجت روا بھی وہی ہے۔ قرآن مجید میں ہے:
- ﴿وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ ۖ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ﴾

(یونس: ۱۰۷)

”اگر آپ کو اللہ تکلیف دے تو اس کو کوئی اور ٹالنے والا نہیں، اور اگر تمہارے

ساتھ بھلائی کا ارادہ کرے تو پھر کوئی نقصان پہنچانے والا نہیں۔“

((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ .)) ❶

”یعنی اللہ عزیز و حکیم کے علاوہ کوئی کسی کو نفع یا نقصان نہیں دے سکتا۔“

غور فرمائیے! نبی ﷺ بھی اللہ کو نفع یا نقصان کا مالک تسلیم کریں، لیکن یہاں پر یہی اختیار فوت شدہ کو تفویض کیا جا رہا ہے، جو منوں مٹی تلے مدفون ہے۔

حقیقت خرافات میں کھو گئی

2: قارئین کرام! حالانکہ نبی ﷺ نے غیر محرم سے علیحدگی اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے۔ لیکن لوگ اسی غلط چیز کو کرامت قرار دے رہے ہیں۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر غیر محرم مرد اور عورت ایک دوسرے کی چاہت میں شرم و حیا کی حدود پھیلا لگ دیں، تنہائی میں ملاقات کریں تو یہ چاہت جسے عشق کہا جاتا ہے۔ یہ اگر سچا عشق ہے، اسے کرنے والا عاشق صادق ہوتا ہے تو پھر جھوٹا عشق کس بلا کا نام ہے؟

قارئین کرام! یہ لوگ اس قدر بے وقوف ہیں کہ جن اشیاء میں نقصان ہی نقصان ہے فائدہ کچھ بھی نہیں، انہیں تو انہوں نے اپنے معمولات میں شامل کر رکھا ہے، اور احکام الہی کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ تو دور یہ لوگ اللہ کا نام بھی نہیں لیتے، فقط ہر وقت ”پیر سائیں، بابا جی“ کا ورد کرتے ہیں، انہی کا پڑھایا ہوا کلمہ پڑھتے ہیں، انہی کی دی ہوئی تعلیم کے گن گاتے ہیں۔ جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بنا رہے ہیں۔ بقول اقبال ؎

حقیقت خرافات میں کھو گئی

یہ امت روایات میں کھو گئی

اسلام اور قبروں کے عرس

عربی لغت کی رو سے ”ع رس“ کا مادہ شادی اور اس کے متعلقات میں عام طور پر

مستعمل ہے، مگر مروجہ تصوف میں ”عرس“ اس میلے کو کہتے ہیں جو حقیقی اور فرضی قبروں پر سال بہ سال رچایا جاتا ہے۔

شرک اور مشرکین کی تاریخ شاہد ہے کہ امم سابقہ کی گمراہی کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب مردوں کی تعظیم میں غلو اور قبروں کا ناجائز اعزاز بھی تھا۔ تاریخ انگلستان سے پتا چلتا ہے کہ عیسائیوں کے پاپوں نے اجتماعات مقرر کر رکھے تھے، خانقاہوں کے نام جاگیریں اور اوقاف کثرت سے تھے، جن پر پاپائے اعظم کے چیلے قابض رہتے تھے، جو زائرین سے ہدایا، نذرانے وصول کر کے انہیں معافی نامے لکھ دیتے تھے۔ اور معافی نامے لینے والوں کو پورا یقین دیا جاتا تھا کہ ان معافی ناموں کی بدولت انہیں مرنے کے بعد برے افعال کی سزا بھگتے بغیر نجات ابدی حاصل ہو جائے گی، بدچلن مجاوروں کی وجہ سے خانقاہیں بدچلنی اور سیاہ کاری کا مرکز بن گئیں، اور عیسائی مذہب کا تصور صرف اس حد تک محدود ہو گیا کہ ”ان خدائی اڈوں“ پر کسی نہ کسی صورت میں پہنچ کر سند نجات حاصل کر لینا ہی سعادت کی کھلی دلیل ہے۔

اسی طرح اہل ہند میں قدیم الایام سے یہ رسم موجود ہے کہ وہ حصول مغفرت، اور تحصیل مقاصد اور دیگر اغراض کے لیے ایک دفعہ مرسومہ مقامات میں سے کسی ایک مقام پر پہنچ جانے کو فلاح و کامیابی کی ضمانت سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ہندو اسی غرض سے آج بھی گنگا جمن وغیرہ پر ہر سال جمع ہوتے ہیں، نذریں اور نیازیں دیتے ہیں اور سادھوؤں کے حضور میں نذرانے پیش کر کے سند نجات حاصل کرتے ہیں، اور ایسے موقع پر وہاں اس قدر اناج وغیرہ جمع ہو جاتے ہیں کہ کسی متمول حکومت کا ”خزانہ عامرہ“ بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

بالکل یہی کیفیت نام نہاد مسلمانوں کی ہے، بلکہ یہ لوگ اس سے بھی زیادہ التزام و انتظام اور عقیدت کے ساتھ قبروں پر اجتماعات کرتے ہیں، اور چاروں اطراف سے ان درگاہوں پر پہنچنے کے لیے سدر حال کرتے ہیں، پھر جب یہ لوگ ان مزاروں پہ پہنچتے ہیں تو وہ سب کچھ کرتے ہیں جو ہندو میلہ گاہوں پر جا کر بجالاتے ہیں، اور روضوں کے کلس دیکھتے ہی

احرام باندھ لیتے ہیں، زمین نیاز پر جھک جاتے ہیں، لہیک لہیک کی صدائیں بلند ہونے لگتی ہیں کوئی دیلیز پر جھکتا ہے تو کوئی سیڑھیوں پر ناک رگڑنے لگتا ہے، کوئی طواف میں مصروف ہے، تو کوئی اعتکاف کی حالت میں بیٹھا ہے، کوئی قربانی کے بکرے مجاورین قبر کے حوالے کر رہا ہے، تو کوئی شمع وزینت اور درہم و دنانیر کی صورت میں اپنی نذر پوری کر رہا ہے۔ الغرض ان میلوں اور اجتماعات میں رسوم مشرکانہ کی ایسی نمائش ہوتی ہے کہ جسے دیکھ کر انسان لرز اٹھتا ہے، اور انسانی خودی کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ یاد رکھئے! نبی کریم ﷺ نے ایسا اجتماع خود اپنی قبر کے لیے بھی جائز نہیں رکھا۔ آپ نے وصیت فرمائی:

((لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِی عِیدًا)) ❶

”خبردار! میری قبر کو میلہ گاہ نہ بنانا۔“

عید میں تین چیزیں ضروری ہیں، ایک اجتماع، دوسرے: تعین وقت، تیسرے: فرحت، تو ممانعت کا خلاصہ یہ ہوا کہ میری قبر پر کسی یوم معین میں سامان فرحت کے ساتھ اجتماع نہ کرنا، پس رسول کریم ﷺ کی قبر مبارک پر ایسا پر تکلف اجتماع جائز نہیں، تو دوسروں کی قبروں پر ایسا اجتماع کیونکر جائز ہوگا۔

شارہین حدیث نے اس کے متعدد معانی بیان کئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے:

”لا تجتمعوا للزیارة اجتماعکم للعيد .“

”یعنی، تم زیارت کے لیے ایسے نہ جمع ہو جیسے کہ تم عید کے لیے جمع ہوتے ہو۔“

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رقمطراز ہیں:

”لا تجعلوا زیارة قبری عیدا، بقول هذا اشارة الى سدمدخل التحریف كما فعل اليهود والنصارى بقبور انبيائهم، وجعلوها عیدا وموسما بمنزلة الحج .“ (حجة الله: ۲/۷۷).

❶ مسند احمد: ۳۶۷/۲۔ سنن ابوداؤد، کتاب المناسک، رقم: ۲۰۴۲۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“

کہا ہے۔

”میں کہتا ہوں آنحضرت ﷺ نے جو یہ فرمایا ہے کہ میری قبر کو عید گاہ نہ بنانا، اس میں تحریف کا دروازہ بند کرنے کی طرف اشارہ ہے، جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے قبور انبیاء کو عید، اور موسم حج کی طرح بنا دیا تھا۔“

تفہیمات الہیہ (۷۴/۲) پر لکھتے ہیں:

”ومن اعظم البدع ما اختر عوافی امر القبور، واتخذوها عیدا۔“

”بڑی بدعات میں سے یہ بھی ہے جو انہوں نے قبور اولیاء کے متعلق اختراع کر رکھا ہے، اور انہیں میلہ گاہ بنا لیا ہے۔“

شاہ عبدالعزیز ایک فتویٰ میں فرماتے ہیں:

”جمع شدن بر قبور کہ مرد ماں یک روز معین نمودہ و لباسہائے فاخرہ و نفیس پوشیدہ مثل روز عید شادماں شدہ بر قبرہا جمع مے شوند رقص و مزامیر و دیگر بدعات ممنوعہ مثل سجود برائے قبور و طواف کردن قبور مے نمایند حرام و ممنوع است بلکہ بعضے سجد کفر مے رسند و ہمیں است محمل این دو حدیث ”لا تجعلوا قبری عیدا، واللہم لا تجعل قبری وثنا یعبد الخ.“ (ملخصا فتاویٰ عزیز یہ ۴۰/۱)

”یعنی قبروں پر سالانہ اکٹھ کرنا اور اس پر عید کی طرح لباس فاخرہ پہن کر جانا، اس میں ناچ ڈھول ڈھمکے، ان پر سجدے میں طواف سب حرام ہیں، بلکہ ان کے ارتکاب میں کفر تک کا خدشہ ہے۔“

اسی طرح قاضی ثناء اللہ پانی پتی مشہور حنفی و صوفی عالم فرماتے ہیں:

”لا یجوز ما یفعلہ الجہال لقبور الاولیاء والشہداء من السجود والطواف حولہا واتخاذ السرج والمساجد علیہا ومن الاجتماع بعد الحول کالاعیاد ویسمونہ عرسا۔“ (تفسیر مظہری: ۶۵/۲)

”اور یہ جو جاہل (پیر و اور مفاد پرست گدی نشین) قبروں پر چراغاں کرتے ہیں، اور سجدہ طواف بجالاتے ہیں، اور وہاں مسجدیں بنواتے ہیں، اور سال بہ سال ان کی قبروں پر عرس کرواتے ہیں، یہ قطعاً ناجائز ہے۔“
مولانا شاہ محمد اسحاق لکھتے ہیں:

”مقرر کردن روز عرس جائز نیست۔“ (اربعین مسائل، ص: ۲۸)
”یعنی عرس کرنے جائز نہیں۔“

یا رب عطا کر ان کو بصارت بھی بصیرت بھی
کہ مسلمان جا کے لٹتے ہیں سواد خانقاہی میں
پس شریعت اسلامیہ کی رو سے عرس کرنا نہ فرض ہے نہ واجب، نہ سنت ہے نہ مستحب، بلکہ قرآن مجید سے اشارۃً اور حدیث نبوی ﷺ سے صراحۃً ممانعت ثابت ہے۔ کیونکہ اس میں ایک تو مشرکین کے ساتھ مشابہت ہے، دوسرا یہ رسم شرک کا زبردست ذریعہ ہے۔ نیز اس میں بے شمار سیاسی، معاشرتی اور اقتصادی نقصانات بھی ہیں، جن کی تفصیل کے لیے یہاں گنجائش نہیں ہے۔ تعجب یہ ہے کہ ان فعال شنیعہ کا ارتکاب کرنے والے تمام حضرات صوفیہ کا نام لیتے، اور حنفی مکتب کی تقلید کا دم بھرتے ہیں۔ حالانکہ صوفیاء کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ تصوف کا چشمہ ان بدعات سے آلودہ نہ ہو، اور اصحاب علم و تحقیق حنفیہ کرام و اشکاف طور پر مشرکانہ رسوم و عادات کی تردید کرتے رہے ہیں، جس طرح ہم نے ان کے اقوال ذکر کئے ہیں، ان سے صاف ظاہر ہے۔ چنانچہ خواجہ نقشبندی رحمہ اللہ نے کیا خوب کہا ہے:

تا کہ بہ زیارت مقابر
عمرے گذارنی اے افسردہ
یک گربہ زندہ پیش عارف
بہتر از ہزار شیر مردہ

”اے پریشان حال تو کب تک قبروں پر حاضری دے کر عمر ضائع کرتا رہے گا، عارفوں کے نزدیک مرے ہوئے ہزار شیر سے ایک زندہ بلی بہتر ہے۔“
(بحوالہ تذکرہ غوثیہ)

حتیٰ کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے تو یہاں تک کہہ دیا۔

”وهذا مرض.....بعض الغلاة من منافقي امة محمدی ﷺ
یومنا هذا.“ (حجة الله البالغة (۱/۶۱)

”اور یہ وہ بیماری ہے جس میں امت محمدیہ کے بعض غالی قسم کے منافق مبتلا ہیں۔“ (وفی هذا کفایة لمن له درایة)

آخری گزارش

معزز قارئین! قرآن کی تعلیمات کا لب لباب تو حید حق ہے، اور یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کے خم خانہ لم یزل سے وہ انقلاب برآمد ہوا جس نے ارباب من دون اللہ کے تمام بت پاش پاش کر دیئے، جس نے بندوں پر بندوں کی خدائی ختم کر کے وحدت الہیہ، وحدت قوم اور وحدت نصب العین کا وہ دل پذیر عقیدہ دیا جس نے اسود و احمر کے امتیاز ختم کر دیئے۔

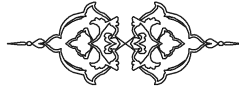
معزز قارئین! افسوس آج کلمہ تو حید پڑھنے والے تو حید کے دشمن ہو رہے ہیں، اور شرک و کفر کے انہی تاریک غاروں میں گھس کر، جن میں گر کر اگلی قویں تباہ و برباد ہو گئی تھیں، انہی بزرگوں کے بارے ایسے عقیدے رکھتے اور ان کی قبروں پر ایسے کام کرتے ہیں جو بت پرست اپنے بتوں کے مزاروں میں کرتے تھے۔ سخت حیرت اور بے حد تعجب کا مقام ہے کہ شرک کو اسلام اور کفر کو ایمان سمجھ لیا گیا تھا۔ طاقتوں، تعزیوں، مقبروں، چبوتروں اور تھان و نشان پر سر جھکنے لگے، لیکن مساجد خالی اور بے رونق ہو گئیں۔

ذرا سوچئے! یہ تغیر کیونکر رونما ہوا، یہ سب کچھ کیسے ہو گیا؟

جبکہ اسلام کی بنیادی تعلیم ہی یہ ہے کہ مسلمان شرک سے بچے اور تو حید پر قائم رہے۔

اگر آدمی توحید پر مضبوط رہا، اس کے اعمال حسنہ اللہ رب العزت کے ہاں مقبول ہوں گے ورنہ سب مردود و اکارت گئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مشرکین کو توحید جیسی نعمت عظمیٰ سے مالا مال فرما کر اعلان وحدت الہی کا علمبردار بنائے۔ آمین! ❶



❶ بشکریہ مؤقر مجلہ ”اہل حدیث“ جلد: ۳۱، شمارہ: ۲۵۔ تا ۷ جولائی ۲۰۰۲ء، یکم ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ۔